

وتم نعمتہ علیک وعلی آل تقویٰ

# نسخہ صحیفہ شریعہ

متبرک

نشی بالکرام صاحب گھر لکھنوی

حسب ما ش

اخی اعظم برادر کرم جناب حاجی محمد عبدالقیوم صاحب تاجر کتب کلکتہ قریب عالمیہ بازار

از تمام

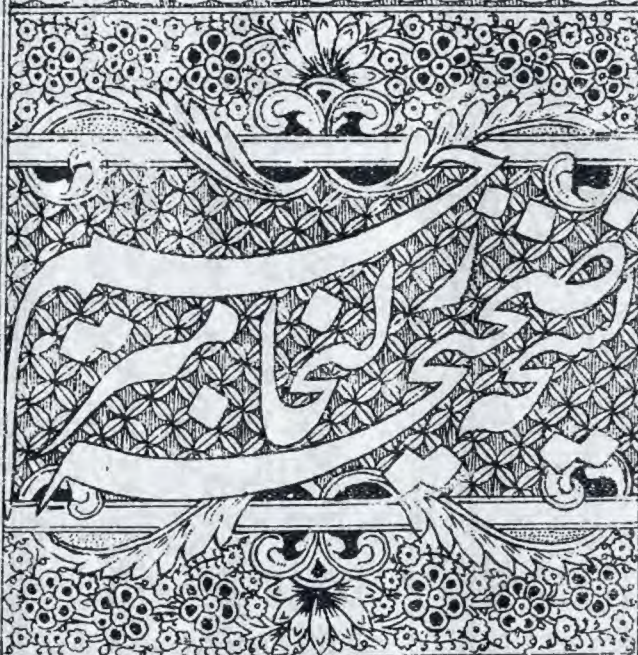
کترین محمد فخر الدین بن حاجی محمد یعقوب سرور مالک و مہتمم مطبع باہار گشت ۱۹۱۱ء

مطبع فخر سلطان علی کلاں محلہ کلاں گنج طبع کرد



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حسبے پیشانی المعظم جناب حاجی محمد عبدالقیوم صاحب تاج کتب کلاں قریب رسالہ نمبر ۱۶



اذا تمام کترین انام راجی رحمت ارحم الراحمین محمد خضر الدین مالک طبع

مَنْ مَنَعَ الْمُنَافِقَ وَالْمُنَافِقُ طَمَعٌ





# بسم اللہ الرحمن الرحیم شروع کرتا ہوں خدا کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

تو کہ گلزارِ وفا پر  
بنائے روئے طرب  
پہنچے غنچہ بستی راہوں  
سے باقیاتِ مہاکات  
یعنی بیکان اور بھین  
کے نزدیک ذاتِ خدا کی  
۱۱ اس کے تو کو سرا  
کے معنی غنچہ بستی راہوں  
۱۱ اس کے معنی غنچہ بستی راہوں  
کو ہر قسم کی غنچہ بستی  
شکر میں ملوث کر

۱۱ اس کے معنی غنچہ بستی راہوں  
کو ہر قسم کی غنچہ بستی  
شکر میں ملوث کر

گلی از روضہ جاوید بنماے  
ایک بھول ہیشگی کے بارش سے دکھا  
وزین گلِ عطر پرور کن و ماغم  
اور اس بھول سے خوشبودار کرد ماغ میرا  
بہ نعمتِ مہاسی خوشیم کن شناسا  
اپنی نعمتوں سے مجھ کو بچانے والا یعنی خبردار کر  
زبانم راستا شیشِ پیشہ گردان  
میری زبان کو تقریبِ پیشہ یعنی تقریب کرینوالی کر  
براقلم سخنِ فیروزیم بخش  
بات یعنی شاعری کے کلمہ پر غنچہ بستی راہوں  
ز گنجِ دل زبانِ رکنِ گہرِ سنخ  
دل کے خزانے سے زبان کو موتی تولیے والی یعنی گویا کہ  
معطر کن ز مشکِ قاف تا قاف  
خوشبودار کر مشک یعنی اکھامیرے سے تمام جہان کر

آہی غنچہ امب کشاے  
اے خدا تعالیٰ امب کی کھول یعنی شکفتہ کر  
بخند ان الب ان غنچہ باغم  
ہنسا یعنی کھلا اس گلی کے ہو غنچہ سے بارش میرا  
ورین محنتِ سرا سی بی مو اٹھا  
اس سچ کے گھر غنچہ بستی راہوں کر نیا لے یعنی دنیا میں  
ضمیمہ م راسپاس اندیشہ گردان  
دل میرے کو شکر کا خیال کر لے والا کر  
ز تقویمِ خسرو دہرِ وزیم بخش  
عقل کی جبری سے بہتری مجھ کو عطا کر  
ولیِ داوی ز کو ہر گنجِ بمرنج  
جیسا دل بابتوں میں تو خزانہ اور خزانہ کے نوج بھابھا  
کشا و می نافع طبع مراناف  
کوئی کوئی میری طبیعت کے نادر کاف یعنی جوت دی



ز شعرم خامہ را شکر زبان کن  
 میرے اشعار سے قلم کو میٹھی باتیں کر بنوا لاکر  
 سخن را خود سرا بخامی نامزد است  
 شاعری کا خود کوئی انجام کا یعنی نتیجہ نہیں رہا ہے  
 و رین خجانه شیرین فسانہ  
 اس شراب خانے میں بھی کمانی پتی و ثنایاں  
 حریفان بادہ باخوردند و رفتند  
 ہمیشہ جی اگلے شاعر نہیں بیک طرفہ گئے یعنی جو کچھ  
 نہ بنیم بخت زین بزم خامی  
 نہیں دیکھتا ہوں کسی کے یعنی شاعر کو اس بزم میں جی نہیں دیتا  
 چو رفت از دست ہم و جام صافی  
 جب کیا ساقی کے ساتھ سے منظور اور پیلہ  
 بیا جامی رہا کن شرمساری  
 آؤ جامی چھوڑ شرمساری  
 آؤ جامی چھوڑ شرمساری

ز عظم نامہ را عنبر نشان کن  
 عظم یعنی کلام میرے سے کتاب کو عنبر حلاوتی الیٰ یعنی خوشبو  
 و زان نامہ بجز نامی نامزد است  
 اور ان کتابوں یعنی پُرانی شاعری کو سوانامہ کنرا ہے  
 نئے یا کم صدای زان ترانہ  
 نہیں یا تاہمیں کوئی اُس راگ یعنی اگلی شاعری سے  
 تھی خجانه ہاگردند و رفتند  
 شراب خانے میں ہاگردند یعنی کچھ کتنے کو نہیں چھوڑتے  
 کہ باشد برکش زان بادہ جامی  
 کہ ہوا کے ہاتھ میں اس شراب یعنی اگلی شاعر کو کی پیلہ  
 با جزم غم نامزد صبح بانی  
 ہمارے پاس سوا غم کے کچھ باقی نہ رہا  
 ز صاف و درویش از خود داری  
 صاف اور بھٹ کر جو کچھ رکھتا ہے سائے لادہ یعنی کہ

### افتتاح نامہ بام نامی گانہ

مکمل نامی شروع کتاب کا ساتھ نام نامور گانہ یعنی خدا کے

بنام آنکہ نامش جز جانہاست  
 شروع اس کے نام سے کہ نام اس کا تعوذ ہر ایک جان کا ہے  
 زبان در کام کام از نام او یافت  
 زبان نے تالو میں مقصد اس کے نام سے پایا  
 خرد را زو نموده و مبدم رومی  
 عقل کو دکھایا جس سے منہ لفظ لفظ  
 بی ان موز بان را نشانہ کردہ  
 واسطے اس بل کے زبان کو تنگی کیا یعنی بنا کی

شناش جو ہر تیغ زباناہاست  
 تعریف کسی زبانوں کی تلوار کا جو ہر ہے  
 ہم از سر خشمہ العام او یافت  
 تیری اس کے سرخشمہ یعنی دریا انعام سے پائی  
 ہزاران نکتہ باریک چون موی  
 ہزاروں باریکوں بال کی طرح باریک نے  
 زدند ان شانہ را دندانہ کردہ  
 دانتوں کی تنگی کے دانت کیے یعنی بنا کے

عظم نامہ را عنبر نشان کن  
 عظم یعنی کلام میرے سے کتاب کو عنبر حلاوتی الیٰ یعنی خوشبو  
 و زان نامہ بجز نامی نامزد است  
 اور ان کتابوں یعنی پُرانی شاعری کو سوانامہ کنرا ہے  
 نئے یا کم صدای زان ترانہ  
 نہیں یا تاہمیں کوئی اُس راگ یعنی اگلی شاعری سے  
 تھی خجانه ہاگردند و رفتند  
 شراب خانے میں ہاگردند یعنی کچھ کتنے کو نہیں چھوڑتے  
 کہ باشد برکش زان بادہ جامی  
 کہ ہوا کے ہاتھ میں اس شراب یعنی اگلی شاعر کو کی پیلہ  
 با جزم غم نامزد صبح بانی  
 ہمارے پاس سوا غم کے کچھ باقی نہ رہا  
 ز صاف و درویش از خود داری  
 صاف اور بھٹ کر جو کچھ رکھتا ہے سائے لادہ یعنی کہ











دلاتما کے ورین کلخ مجازی

کتب تک بایں دل مذہب و مگر ظاہری یعنی دنیا میں  
توئی آن دست پر و سرخ گستاخ

تو ہی ہاتھ یعنی دست قدرت کا ہلا ہوا غر گستاخ تھا  
چرازان اشیان بیگانہ گتے

کیوں اس گھوٹلے سے غیر یعنی جدا ہوا تو  
بیشان بال پر ز آئینش خاک

جھاڑ باز و پر آلودگی خاک یعنی تعلق دنیا سے  
ببین در قوس ارزق طیلسانان

دیکھتے تھے جی گردش ہن رنگ نیک چارہ والوں یعنی ستاروں کو  
ہمہ دور شبار روزی گرفتہ

سب نے گردش رات دن کی اختیار کی  
ولی ہر یک چو گوئی از جنبش خاص

اسد کی ہر ایک نیک کی طرح حرکت خاص یعنی ارادہ الہی  
یہی غم از عرب رو در شرق کردہ

ایک سوچے سمجھے بندہ پر سب کی یا یعنی چاند نے  
شدہ گرم از یہ ہنگامہ روز

ہوا گرم ایک یعنی کسوچ سے بازاروں کا  
یہی حروف سعادت نقش بستہ

ایک یعنی مشتری و زہرہ و عطارد نے بھی کائنات پر باڑھا  
چنان گرم اندر در منزل بریدن

ایسے تیز بہن منزل کاٹنے یعنی راہ طر کرنے میں  
زر سچ راہ شان و سود کے نہ

راہ کی تکلیف سے ان کو تھکا کی نہیں  
چہ داند کس کہ چندین درجہ کارند

کوئی کیا جانے کہ یہ اتنے کس کام میں ہیں

کئی مانند طفلان خاکبازی

لوگوں کی طرح مٹی کھیلے گا  
کہ بودت اشیان بیرون بزم کلاخ

کہ تیرا گھونسل باہر اس محل یعنی دنیا سے تھا  
چو دونان چند این ویرانہ گتے

لکینوں کی طرح اس ویرانے کا لہو ہوا تھا  
بیر تا کنگر ایوان افلاک

اور کنگورے محل آسمان یعنی عالم ملکوت تک  
روای نور بر عالم فشانان

چادر نور کی جہان پر جھاڑنے والے  
مبقتصد راہ فیروزی گرفتہ

طرف مقصد کے راہ فہم دی کوئی یعنی حاصل کی  
بچو کان ارادات گتے رقص

ارادے کے چومگان سے ہوئے رقص کرنیوالے  
یہی در غربت تنی غرق کردہ

ایک نے کچھ میں نا ڈھوئی یعنی آفتاب نے  
یہی شب را شدہ ہنگامہ فروزہ

ایک یعنی چاند ہوارات کی غفلت رسم جشن کرنیوالا  
یہی سر رشته دولت بستہ

ایک یعنی زحل و مریخ نے سر رشته دولت کا توڑا  
کزین جنبش ندر اند آرمیدن

کہ اس حرکت سے زمین رکھتے ہیں آرام کرنا  
میان را در دو پارا سود کے نہ

مکو درد اور پاؤں کو ماندگی نہیں  
ہمہ تن رو شدہ رو در کہ آرند

تمام بدن مہر ہو کر کس کو دیکھتے ہیں

ارزق کے کئی مثال  
طیلان وہ دور و دور  
کلاخ سے پرانے زمین  
اور ارزق طیلان  
آسمان کی کئی مثال  
رقص کی کئی مثال  
مبقتصد راہ فیروزی  
بچو کان ارادات  
ارادے کے چومگان  
یہی در غربت تنی  
یہی شب را شدہ  
یہی سر رشته دولت  
کزین جنبش ندر  
میان را در دو پارا  
مکو درد اور پاؤں  
ہمہ تن رو شدہ  
تمام بدن مہر ہو کر

از جنبش خاص  
سب نے گردش رات دن  
ارادہ الہی  
یہی غم از عرب  
ایک سوچے سمجھے  
شدہ گرم از یہ  
ہوا گرم ایک  
یہی حروف سعادت  
ایک یعنی مشتری  
چنان گرم اندر  
ایسے تیز بہن  
زر سچ راہ شان  
راہ کی تکلیف  
چہ داند کس  
کوئی کیا جانے



بہر دم تازہ نقشی مے نمایند

نہر دم ایکسوزی صورت دکھاتے ہیں

عثمان تانکی بدست شک پیاری

بال کنگ شک کے ہاتھ میں کیگا یعنی تویم میں پڑا رہیگا

خلیل آسا در ملک یقین زن

خلیل اندکیج دروازہ ملک یقین کا بار یعنی کھٹکاؤ

کم ہر وہم و ترک ہر شک کن

نحو ہر وہم اور مجبور ہر شک کو

یکی مین ویکی دان ویکی گوے

ایک و نیم اور ایک جان اور ایک ہی کہہ

زہر ذرہ بدوری و راہی ست

ہر ذرہ کو اسکی طرف روا اور راہ یعنی ٹھوہے

یو و نقش دل ہر ہوشمندے

ہے نقش ہوشمند کے دل یعنی ہر ایک جانتا ہے

بنہ لوحی گر ہزار ان نقش پید است

ایک تختی بن اگر ہزاروں نقش ظاہری حرف لکھے ہیں

درین ویرانہ نتوان یافت خستے

اس کھنڈ میں ایسی کوئی اینٹ نہیں مل سکتی

بخشت از کلک انگشتان نوشت

اینان پر انگلیوں کے قلم سے لکھا ہے

ز لوح خست چون رخرف خوانی

اینٹ کی تختی سے جو حرف پڑے ہیں سمجھے تو

بعالم این ہمہ مصنوع ظاہر

جان میں جب یہ سب کا ریکر بیان ظاہر ہیں

چو دیدی کار و در کار کرار

جب کام دیکھا سمجھوں کارگر کے لایینی متوجہ ہو

ولیکن نقشبندی را نشایند

لیکن نقشبندی کے لائق نہیں ہیں

ہر یک روی ہزار ہے آری

ہر ایک سے طعن اپنے خدا کے بنہ لایینی متوجہ ہو

نوا سے لا احب الا فلین زن

نعرہ مار نہیں دوست رکھتا ہوں میں مست ہر ہر ہر کو

روح و جہت و جہی در یکے کن

متوجہ کرنا ہوں تیرے حکیرن ایک غریبوں کو

کے خواہ و یکے خوان و بی بجے

ایک ہی کو جاہ اور ایک ہی مان اور ایک ہی کو ذوق ملے

بر اثبات وجود او کو اہی ست

اسکی ذات کے قائم رہنے پر ہر ایک کو اہ ہے

کہ باشد نقشبث را نقشبندے

کہ ہر نقش کا کوئی نقش ضرور ہوتا ہے

نیاید بی قلم زن یک لف است

نہرے لکھنے والے کے لکھنے بھی سیدھا نہیں ہو سکتا

ہر زن از قالب نیکو سرشتے

جو اس نیک پیدا کرنا ایک سادھے سے اپنی قدر بتاتا ہے

کہ آرا دست و انانی شست

کہ انکو کسی دانا کے ہاتھ نے نہلا ہے

ز حال خست زن غافل نامی

ایست بنا چو اسے یعنی خدائی قدرت غافل رہے تو

لصانع چون نہ مشغول خاطر

ہر طرح کا کارگر یعنی خدا کو دل سے کہیں غور نہیں ہے

قیاس کارگر از کار ہر وار

اندازہ کارگر کا کام سے آٹھا بنے کر

نقشبندی را نشایند  
لیکن نقشبندی کے لائق نہیں ہیں  
ہر ایک سے طعن اپنے خدا کے بنہ لایینی متوجہ ہو  
نوا سے لا احب الا فلین زن  
نعرہ مار نہیں دوست رکھتا ہوں میں مست ہر ہر ہر کو  
روح و جہت و جہی در یکے کن  
متوجہ کرنا ہوں تیرے حکیرن ایک غریبوں کو  
کے خواہ و یکے خوان و بی بجے  
ایک ہی کو جاہ اور ایک ہی مان اور ایک ہی کو ذوق ملے  
بر اثبات وجود او کو اہی ست  
اسکی ذات کے قائم رہنے پر ہر ایک کو اہ ہے  
کہ باشد نقشبث را نقشبندے  
کہ ہر نقش کا کوئی نقش ضرور ہوتا ہے  
نیاید بی قلم زن یک لف است  
نہرے لکھنے والے کے لکھنے بھی سیدھا نہیں ہو سکتا  
ہر زن از قالب نیکو سرشتے  
جو اس نیک پیدا کرنا ایک سادھے سے اپنی قدر بتاتا ہے  
کہ آرا دست و انانی شست  
کہ انکو کسی دانا کے ہاتھ نے نہلا ہے  
ز حال خست زن غافل نامی  
ایست بنا چو اسے یعنی خدائی قدرت غافل رہے تو  
لصانع چون نہ مشغول خاطر  
ہر طرح کا کارگر یعنی خدا کو دل سے کہیں غور نہیں ہے  
قیاس کارگر از کار ہر وار  
اندازہ کارگر کا کام سے آٹھا بنے کر

حی

نقشبندی را نشایند  
لیکن نقشبندی کے لائق نہیں ہیں  
ہر ایک سے طعن اپنے خدا کے بنہ لایینی متوجہ ہو  
نوا سے لا احب الا فلین زن  
نعرہ مار نہیں دوست رکھتا ہوں میں مست ہر ہر ہر کو  
روح و جہت و جہی در یکے کن  
متوجہ کرنا ہوں تیرے حکیرن ایک غریبوں کو  
کے خواہ و یکے خوان و بی بجے  
ایک ہی کو جاہ اور ایک ہی مان اور ایک ہی کو ذوق ملے  
بر اثبات وجود او کو اہی ست  
اسکی ذات کے قائم رہنے پر ہر ایک کو اہ ہے  
کہ باشد نقشبث را نقشبندے  
کہ ہر نقش کا کوئی نقش ضرور ہوتا ہے  
نیاید بی قلم زن یک لف است  
نہرے لکھنے والے کے لکھنے بھی سیدھا نہیں ہو سکتا  
ہر زن از قالب نیکو سرشتے  
جو اس نیک پیدا کرنا ایک سادھے سے اپنی قدر بتاتا ہے  
کہ آرا دست و انانی شست  
کہ انکو کسی دانا کے ہاتھ نے نہلا ہے  
ز حال خست زن غافل نامی  
ایست بنا چو اسے یعنی خدائی قدرت غافل رہے تو  
لصانع چون نہ مشغول خاطر  
ہر طرح کا کارگر یعنی خدا کو دل سے کہیں غور نہیں ہے  
قیاس کارگر از کار ہر وار  
اندازہ کارگر کا کام سے آٹھا بنے کر



دم آخر کزان کس را گذرنیت  
مرنے کے وقت کراس کے کیوچار بنین ہے  
بدو آ کر انہمہ روی ارادت  
اسکی طرف سبکی طرف سے منہا عقدا دکا کر

سروکار تو جز بارگر نیست  
سوا کا ریکر بنے تباہ اس کے تجھ کو ادھر سروکار زمین پر  
وزو جو ختم کار ت بر سعادت  
اسی سے اپنے انجام کار کو نیک نیتی پر طلب کر

دست داشتن مناجات بہ ستیاری ارباب حاجات  
اہل حاجت کی مدد سے نجات پانے کے واسطے ہاتھ اٹھانا یعنی دعا مانگنا

خداوند از ہستی سادہ بودیم  
 اے خدا ہستی سے آزاد تھے ہم  
 تخت از نیست مارا ہست کردی  
 پہلے نیست سے ہست یعنی تو نے ہکو پیدا کیا  
 رضعف و ناتوانانی رہا ندی  
 کمزوری اور بے طاقتی سے مجربا تو نے  
 فرستادی ہمارو شہنشاہی  
 ہمارے واسطے ایک روشن کتاب یعنی قرآن مجید تو نے  
 میان نیک و بد خلط کر دیا  
 نیک اور بد میں امتیاز کر دیا ہم نے  
 رہ فرمود نہیں کلمہ سیریم  
 پڑھائی ہوئی راہیں کچھ یعنی پابندی شعاع کی تھیں  
 تو نگہداشتی زو ستور عنایت  
 تو نہ گذرا اپنی میرانی کے قاعدے سے  
 بدان نورا از تو گیرم پوششی نیست  
 اس نور سے فرض کیا میں نے مجھے پوشیدگی نہیں ہے  
 زنا پوشیدن خود و در خردیم  
 اپنے نہ کو پوشش کرنے سے چلا رہے ہیں ہم

ز بیم نیستی آزاده بودیم  
 نیستی کے خوف سے بیکسختی  
 بقید آب و گل پابست کردی  
 پانی اور مٹی یعنی غنا مرکی قید سے فاکم کیا تو نے  
 زمانہ اتنی بد انائی رسائی  
 بے عقلی سے عقلندی پر پہونچا یا تو نے  
 بامرونی فرمودی خطا ہے  
 عاجز رہتا اور مخالفت سے خطاب فرما یعنی اسکا کیا  
 کھی افراط و کہ تفریط کر دیم  
 کبھی زیادتی اور کبھی کمی کی ہم نے  
 بنا فرمود نہیا یا فتر دیم  
 متعجب ہے ہو سے ہر قدم کا یعنی برا بھلا شمع کرتے رہے  
 نہ پوشیدے زمانہ نور ہدایت  
 نہ پوشیدہ کیا تو نے جسے نور نہانی کا یعنی رسول کو بھیجا  
 چہ حال زمانہ ازما کوشتی ندرت  
 کیا فائدہ اس سے جب ہدایت سے کچھ کوشتی نہیں ہے  
 بدہ توفیق کوشتی تا بگوئیم  
 دے توفیق کوشتی کی کہ کوشتی کر بن ہم

[illegible]

طافار و رضا بیکرنا  
 سکی مل و دروازہ کے  
 مٹی سے گدگد اور غریب  
 سہمی کی کڑی بولیوں  
 اور قلعہ سے  
 پاشنہ دن اور گشتا  
 لڑائی و تار تاریم  
 سے جہاں  
 اور قلعہ سے  
 پوشش نہیں ہو سکتا  
 کا قلعہ حبیب  
 کشنہ نہیں  
 کو سہمی



چو دانا مچو نادان گشت غرقت  
جب عقلمند مثل بے وقوفوں کے چوب گر گئے  
زلفستانہای نفس ناخوش آہنگ  
نفس پر سارا دے کے گردن سے  
وژان تنگی کہ بابا شیم و آہی  
اس تنگی ایسی گورین کہ ہم ہونگے اور ایک آہ  
ازان رہ خوان سوی درگاہ مارا  
اس راہ سے بلا اپنی درگاہ کی طرف ہم کو

زدانش تابنا دانی چہ فرقت  
دانائی سے نادانی تک کب در زوری ہے  
مکن بر مارہ حسن عمل تنگ  
مست کر ہمارا و نیک کاموں کی تنگ یعنی بند  
ز رحمت سوی مابکشای راہی  
رحمت سے طرف ہمارے کھول ایک راہ  
ایمان سے باہر لجا ساتھ ہم کو

مخصیص مناجات بناظم ملی و دستیاری مشارک مسالم  
خصوصت مناجات کی طرف نظر کرنا اے کے بے مد و شراکت اور مسالمت کے

من آن مرغم کہ دلم و دانه تست  
میں وہ مرغ یا ہوں کہ میرا حال تیرا دانہ ہے  
توئی کا سباب مارا ساز کردی  
تو وہ جو کہ احباب ہمارے بنائے یعنی ہم کو بنایا تو نے  
کرامت کردی از خدمت پسندی  
بخشی تو نے خدمت کو پسند کرنے سے  
براہمت سرمہ سا کردی جبینیم  
اپنی راہ میں گسی تو نے سرمہ میری پیشانی  
ز باغم را بہ ذکر خود کشادی  
میری زبان کو اپنے ذکر میں بکھولا یعنی گو با کب تو نے  
بہ شیرینی و چربے از ز باغم  
مٹھائی اور چربا ہٹ سے میری زبان میں  
نہ بردندان ازو کو بے رسیدہ  
نہ اس سے دانتوں پر کوئی تھو کہ پہنچی نفیسی لگی

فسون و چشم افسانہ تست  
جاد و دھشت میری کا کسائی تیری ہے  
در نعمت برویم باز کردی  
دروازہ نعمت کا میرے کچھ پر کھولا تو نے  
بتوفیق سجودم سر بلندی  
سجودے کی توفیق سے مجھ کو سر بلندی  
کشیدی سرمہ چشم راہ بنیم  
کھینچا تو نے میری لگا میری راہ دیکھنے والی آنکھ میں  
دلم را ذوق یاد خوش داوی  
میرے دل کو میرا اپنی یاد کا دیا تو نے  
نہادی لقمہ خوش در وہلم  
رکھے تو نے نواسے اپنے سرے سے نہ  
نہ از خوردن گلو خوش کشیدہ  
نہ کھانے سے حلق کے حکلیں تھینچی

۴۰  
دندان کے کسی  
و جلا اور مارا اور  
آواز نہ ہو  
تنگی مارا و قہر ہے  
و گلو با کب  
۴۱  
کھینچنے کے معنی ہیں  
کہ جان کر لکھتے  
خدا سے دعا ہے کہ  
کر جائز و گنجائی  
چون صحت و تندرستی  
اور ہی کے ذکر کر جائز

۴۲  
نہایت دقت و تنگی  
سے تیار  
۴۳  
نہایت دقت و تنگی  
۴۴  
نہایت دقت و تنگی  
۴۵  
نہایت دقت و تنگی  
۴۶  
نہایت دقت و تنگی  
۴۷  
نہایت دقت و تنگی  
۴۸  
نہایت دقت و تنگی  
۴۹  
نہایت دقت و تنگی  
۵۰  
نہایت دقت و تنگی



بشکر آن شکر گفت اریم وہ  
 جو عرض اس شکر کے شیریں بھائی مجھ کو دے  
 یہ بد لفتن زبان من مگردان  
 جسرا کہنے میں میری زبان کو حرکت نہ دے  
 زکلم کہ جہد حرف خطائے  
 میرے کلم سے جو کوئی حرف بھولے  
 خط عقوم بران حرف خطاش  
 خطا معافی کا میرے اس بڑے حرف پر کھینچ  
 گیا ہے ام وفا پر وردہ تو  
 میں ایک گس بولن تری بخت کی پالی ہوئی  
 سرمہست از ہوا ہر سوی مال  
 یعنی بھنگ میری ہوا ہر طرف خوں بول یعنی جی ہو  
 گلی کان پائی من گیر و بکویت  
 وہی کہ گلی اور بانوں میں میرے تری گلی میں  
 چو پنچہ کیدم گردان درین باغ  
 گلی کی طرح کھل کر مجھ کو اس باغ یعنی دنیا میں  
 درین رو حالی جز کید لی نیست  
 اس راہ میں کوئی فائدہ سوا کید لی کے نہیں ہے  
 نہ بدید نیست پات مغز چند ان  
 نہیں دیکھا ہے پستہ ایک سبز کا اس قدر  
 چو خوش پروز و صد دانہ دربر  
 نہ جھپٹا جاتی ہے سودا نے سنے میں  
 چو پنچہ یک دل آمد رست از خار  
 جو گلی یک دل آئی بھی کاٹے سے  
 گنا باخم اگر از حد بروست  
 گنا میرے اگر حد سے باہر ہیں

حدیث میں آیا کہ  
 اللہ تعالیٰ نے اس کو  
 دہم علی کام لکھا ہے  
 غزالیہ کہ لکھا ہے  
 آذکار انسان کی زبان  
 انسان کی زبان پر  
 لکھا ہے کہ آفت ہے  
 سال و در سال روز  
 سب سے کہ قیامت  
 کو ہلکا کر دے  
 اس کی آرزو ہے

دوست کے اشارے  
 کے لیے لکھا ہے  
 علی حوالہ  
 ۵۵۰  
 ۵۵۱  
 ۵۵۲  
 ۵۵۳  
 ۵۵۴  
 ۵۵۵  
 ۵۵۶  
 ۵۵۷  
 ۵۵۸  
 ۵۵۹  
 ۵۶۰  
 ۵۶۱  
 ۵۶۲  
 ۵۶۳  
 ۵۶۴  
 ۵۶۵  
 ۵۶۶  
 ۵۶۷  
 ۵۶۸  
 ۵۶۹  
 ۵۷۰  
 ۵۷۱  
 ۵۷۲  
 ۵۷۳  
 ۵۷۴  
 ۵۷۵  
 ۵۷۶  
 ۵۷۷  
 ۵۷۸  
 ۵۷۹  
 ۵۸۰  
 ۵۸۱  
 ۵۸۲  
 ۵۸۳  
 ۵۸۴  
 ۵۸۵  
 ۵۸۶  
 ۵۸۷  
 ۵۸۸  
 ۵۸۹  
 ۵۹۰  
 ۵۹۱  
 ۵۹۲  
 ۵۹۳  
 ۵۹۴  
 ۵۹۵  
 ۵۹۶  
 ۵۹۷  
 ۵۹۸  
 ۵۹۹  
 ۶۰۰

ز تلخی رستہ شیریں کا ریم وہ  
 کڑواہٹ سے جھڑا کر تھائی مجھ کو دے  
 زبان من زبان من مگردان  
 میری زبان کو سبب میرے نقصان کا نہ کر  
 کز ان پیش آیدم چون و چرا نے  
 کہ اس سے میرے لئے جو کوئی جان و جہت میری مواخذہ دے  
 چو کلم زبان میکفن و رکشا کش  
 مثل قلم کے اچھوڑے سے کھینچا کھینچی میں مت ڈال  
 ز آب و گل برون آور وہ تو  
 پانی اور مٹی سے باہر لائی ہوئی تری  
 ولے پا کیم بکوی کست و رکش  
 اور لیکن باغ میں لائی گئی کی لپٹ میں ہے  
 وز ان گل بہ کہ نہ مد رنگ بویست  
 وہ اس بھول سے جبکہ نہ تری رنگ اور بو  
 چو لالہ کن نشان مندم بیکے مرغ  
 مثل لالے کے داغدار مجھ کو ایک داغ سے  
 دو دل بودن بجز حلی نیست  
 دو دل ہونا سوا بیفادہ ہونے کے نہیں ہے  
 چو بادام دو مغز آزارشندان  
 مثل بادام دو مغز کے پیچھے ہونے کی  
 بہر دانہ رستہ بیکس بر سر  
 بسبب ہر دانے کے پیچھے ہر ایک نو اڑنے کے سر پر  
 نیاید باہر اسان خنجر آزار  
 نہیں پاتی جو باوصف نراون خنجر یعنی کاٹنے والا  
 ہزاران بار ز ان فضلت فرست  
 ہزاروں حصا اس سے ہر پانی تری زیادہ ہے



اگر باشد دو صد خرمن گناہم  
 میرے گناہ کے دو سو کھلسیان ہوں  
 وگرنہ باشد ز عصیان صد کتابم  
 اگرچہ ہوں میرے گناہ سے سوکتا ہوں  
 بہر گارح کہ کردم سخن دیدہ  
 طرف جس مشرق کے کوئی کہیں سخن دیکھا میں نے  
 خیال روے او از دیدہ تویم  
 خیال اس کے چہرے کا دیدہ ہے وہ تو ہوں میں  
 نظر رستی در بے آیم کرد  
 نظر نے جو میرے نہ رونے میں کوشتل کی  
 دو چشم من دور و دست از دست  
 شرمندگی کے میری آنکھیں دور دریا ہیں  
 ازین سوڈا رسم شاید بسوے  
 اس سوڈے سے شاید کسی ناز سے کہ پوچھوں میں

توانے سوختن از برق آسم  
 میری آہ کی بجلی سے تو جلا سکتا ہے  
 توانی شستن از چشم پر آبم  
 دھو سکتا ہے تو میری چشم پر آب یعنی آنکھوں سے  
 کنون از ہر مژدہ خرم چکیدہ  
 اب ہر بار کہ بال میرے سے نون چکا ہے  
 از ان روا شک سخن آید برویم  
 اس سے سخن آتا ہے میں ہر مژدہ پر مٹی رونق  
 سر شک آبی بروی کارم آورد  
 آنسو ایک پانی میرے کام کے ٹھہر پڑ لایا یعنی نکلے ہیں  
 ہمین بس برویم تا قیامت  
 یہی آہرو جھگو قیامت تک کافی ہے  
 رسان از من بہ پیمر درودی  
 میری طرف سے ایک درود پیسبر پر پہونچا

۱۲  
 کہ میری سرکاری آہ  
 میری نفع اور صدمہ  
 ۱۳  
 کہ جان ناسانی کے  
 ۱۴  
 میں غم میں ہوں  
 ۱۵  
 جس کے بولتے ہیں  
 ۱۶  
 کسی کی غیبی نصرت  
 ۱۷  
 زلف و موی کی نوا  
 ۱۸  
 نوا کی طرح ناسا

در نعت احوالہ مخلوقات سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم  
 سرور خلقت اور سرور دونوں جہان یعنی پیغمبر کی تعریف میں درود خدا کا جو ان پر اور ان کی اولاد پر اور سلام

محمد کش قلم چون نامور ساخت  
 محمد کہ اس کو جو قلم نے نامور کیا یعنی لکھا  
 خطا لوح عدم زان حرف شک شد  
 خطا یعنی کجی کی جتنی کہ اس حرف سے شک گیا  
 تو اند شد ز مہر حاش آگاہ  
 ہو سکے مجید حرف حاش کہ جسے غیب دار  
 درین دیر مسدس و ست روشن  
 اس چھ کوٹے کے حرف میں اس سے روشن ہے

از ہمیش خلق طوق و مکر ساخت  
 ہمیش اس کے سے خلق طوق اور مکر کا ہوتا یا  
 از ان سر خلق ملک ملک شد  
 اس سب سے سر قاری آدمیوں اور فرشتوں کا ہوا  
 خرد با جملہ دانش حاش بعد  
 عقلی وصف تمام دانائی کے پناہ خدا کی یعنی شکل پر  
 شمن وضہ از بہشت گلشن  
 بہشت پہلو ایک سبزہ زار آٹھ باغ سے

۱۹  
 کہ میری نوا  
 ۲۰  
 کا غصہ اور طوفان  
 ۲۱  
 کا غصہ اور طوفان  
 ۲۲  
 کا غصہ اور طوفان  
 ۲۳  
 کا غصہ اور طوفان  
 ۲۴  
 کا غصہ اور طوفان  
 ۲۵  
 کا غصہ اور طوفان  
 ۲۶  
 کا غصہ اور طوفان  
 ۲۷  
 کا غصہ اور طوفان  
 ۲۸  
 کا غصہ اور طوفان  
 ۲۹  
 کا غصہ اور طوفان  
 ۳۰  
 کا غصہ اور طوفان























فشانہ از لعل لب بر شتری در

بھائے ہوندا اپنے سے بہت پر موی قی  
سہنم کلخ چون نعلین سوش  
ساقین کل ایسی آسان کو جو نعلین کی نعلی گھسا  
وز انجا چون بیاخ شد رہ رست

اور وہاں سے سدو کی شاخ پر جواہر دھو سنائی پئی گئی  
وز انجا قصر شہم ساخت مسکن

اور وہاں سے آنکھوں کل اپنے آسان کو بنیا مکان  
نبات انش و پروین لب کشو مند  
نبات انش اور پروین ستاروں نے ہونٹھ کھوئے  
زمہر شمع رویش نسر طائر

اُسکے چہر کی شمع کی محبت سے نسر طائر دونوں پتلا  
قفا دار شوق سرود لربالیش

گر برا شوق سر دینی قد دل بھانواے اُسکے  
چو شہر بر چرخ اطلس عشرت اندیش

جو زمین آسان پر گیا خوشی اس نہ دیش کرتا ہوا  
تبد برش سرفیل از مکین جست

وہاں سے اُسکے حیدر کے اسرائیل کھٹ سے کودا بیٹے گیا  
چو رفوف شد مشرف از وجودش

جو رفوف اُسکی ذات سے شرف پا رہا نہ ہوا  
بدست عیش تن چون خر قہ بکد رشت

عش کے ہاتھ میں بدن شیش گدڑی کے چھوڑا  
جست را مہر از شد رر ہانید

طوفان کا مہر ہشدد سے چھوڑا  
کلی بردند زین دہلہ زلیست

اس بھول کوئے گئے اس پست دیل زلیستی دنیا سے

شد از گوہر جو حقہ مشت او پر

پھر لئی موی سے شل بنے کمر اس کی بھٹی  
ر حل حل یافت ہر شکل بودش

سنبھلے آسان پائین جو ٹھکین قین اس کی  
زیریدین پر جبرل شدست

پر جبریل کے اُڑنے سے پوئے کز در  
ثوابت را ازو شد چشم روشن

ستاروں کی آنکھیں اس سے روشن ہوئیں  
بنظم و نثر خود اور استودند

اپنی نظم اور نثر میں اس کو سرا ہوا  
چو پروانہ بگردش گشت دایر

خل بر دانے کے گرد اُسکے گھیرا کرنے والے  
چو سایہ نسر واقع زیر پائیش

مثل سایے کے نسر واقعی کے پائونکے نیچے  
بیا اندازش افکند طلسم خویش

دائے بانداز اُسکے کے ذالی طلسم اپنی  
ز رفوف تجمل امین ہو خوش بست

رفوف سے کوئی طرح ہو وہ اُسکے لیے باندھا  
گرفت از دست رفوف عیش زویش

یہاں رفوف کے ہاتھ سے عیش نے جلد اس کو  
علم بر لامکان بے خر قہ انہ رشت

علم لامکان پر رہے گدڑی بیٹے کے بلند کیا  
مکان را مرکب از تنگی جہانید

مکان کو گھونٹا تنگی سے کہ آیا  
بدان در گاہ والادست بروست

طرف اس بر تر در گاہ کے ہاتھوں ہاتھ

دشتا زون سے بیان  
وارد با کبریا سے  
موتی چھین کر زون سے  
کھینچ کر زون سے  
سورہ با کبریا سے  
فجرت کا زون سے  
سورہ با کبریا سے  
اور کبریا سے  
عشق نون سے  
زین زون سے

ج  
م  
ج

سورہ با کبریا سے  
کلیا کبریا سے  
یک کبریا سے  
از قلم و نثر سے  
اور قلم و نثر سے  
اور قلم و نثر سے  
اور قلم و نثر سے  
اور قلم و نثر سے  
اور قلم و نثر سے  
اور قلم و نثر سے







# لباس ضراعت پوشیدن و راقبتا شفاعت کوشیدن

لباس زاری کا پہنا یعنی رونا اور محنت کش چنے یعنی حاصل کرنے میں کوشش کرنا

ز مجبوری برآمد جان عالم  
جدائی سے نکل جان جہان بھر کی  
نہ آخر رحمتہ للعالمین  
آخر رحمت جہان دونوں کا نہیں ہے تو  
ز خاک اسی لالہ سیراب بر خیز  
خاک سے اسے لالہ تازہ اُٹھ کھڑا ہو  
برون اور سر از پردہ دیوانی  
باہر نکال سر چادر میں سے  
شب اندوہ مارا روز گردان  
ہمارے غم کی رات کو دن کر دے  
بہ تن در پوش عنبر بوی جامہ  
بدن میں کسے مہربانی ہوئی تھی خوشبودار ہیں  
فرود او نیز از سر کیسوں را  
بچے نکالے گا کون بے باورن کو  
ادیم طالعے نعلین با کن  
طالعے کے خوشبودار چہرے کا پاؤں کا جو تہ بنا  
جہانی دیدہ کردہ فرش را ہند  
ایک جہان دیدہ فرش اچھے بے پچھے ہوئے ہیں  
ز حجرہ پائے در محن حرم نہ  
حرم سے قدم کبے کے محن میں رکھ  
بدہوشی زیا افتادگان را  
وے ایک ہاتھ پٹے بد عاجزوں کو

مرحسم یا نبی اللہ رحم  
رحم کر اسے پیر اللہ کے رحم کے  
ز محرومان حیر اغافل انشینے  
بے گنجیوں سے کیوں غافل بن گیا ہے تو  
چونر کس خواب چند از خواب بیدار  
انکس کی طرح ہو یا کب تنگ بند سے اُٹھ  
کہ روی تست صبح زندگانی  
کہ منہ تیرا ہے صبح زندہ ہوگی کا  
ز رویت روز ما فیروز گردان  
اپنے منہ سے ہمارے دن کو فتح کر  
بسر بر بند کا فوری عمامہ  
سر پر باندھ عمامہ کا فوری پینے ہشتی  
فلکں سایہ بیا سر و روان را  
ڈال پاؤں کے سایہ کے نیچے سر و روان کو  
شرک از رشتہ جانہائی مان  
قسم تیری جان کے تار کے کا بس  
چو فرش اقبال پالوس تو خواہند  
شش فرش کے قبول کو تیری پاوی کا جانتے ہیں  
بفرق خاک رہ بوسان قدم نہ  
سزا کی خاک چھوٹنے والوں کے سر پر قدم رکھ  
مکن ولداری ولد اوگان را  
ولداری کر دل دیے بدوں کو

۱۵ اس  
سورۃ سورۃ یوسف  
۱۶ زلیخا کا بیان  
۱۷ زلیخا کا بیان  
۱۸ زلیخا کا بیان  
۱۹ زلیخا کا بیان  
۲۰ زلیخا کا بیان  
۲۱ زلیخا کا بیان  
۲۲ زلیخا کا بیان  
۲۳ زلیخا کا بیان  
۲۴ زلیخا کا بیان  
۲۵ زلیخا کا بیان  
۲۶ زلیخا کا بیان  
۲۷ زلیخا کا بیان  
۲۸ زلیخا کا بیان  
۲۹ زلیخا کا بیان  
۳۰ زلیخا کا بیان  
۳۱ زلیخا کا بیان  
۳۲ زلیخا کا بیان  
۳۳ زلیخا کا بیان  
۳۴ زلیخا کا بیان  
۳۵ زلیخا کا بیان  
۳۶ زلیخا کا بیان  
۳۷ زلیخا کا بیان  
۳۸ زلیخا کا بیان  
۳۹ زلیخا کا بیان  
۴۰ زلیخا کا بیان  
۴۱ زلیخا کا بیان  
۴۲ زلیخا کا بیان  
۴۳ زلیخا کا بیان  
۴۴ زلیخا کا بیان  
۴۵ زلیخا کا بیان  
۴۶ زلیخا کا بیان  
۴۷ زلیخا کا بیان  
۴۸ زلیخا کا بیان  
۴۹ زلیخا کا بیان  
۵۰ زلیخا کا بیان  
۵۱ زلیخا کا بیان  
۵۲ زلیخا کا بیان  
۵۳ زلیخا کا بیان  
۵۴ زلیخا کا بیان  
۵۵ زلیخا کا بیان  
۵۶ زلیخا کا بیان  
۵۷ زلیخا کا بیان  
۵۸ زلیخا کا بیان  
۵۹ زلیخا کا بیان  
۶۰ زلیخا کا بیان  
۶۱ زلیخا کا بیان  
۶۲ زلیخا کا بیان  
۶۳ زلیخا کا بیان  
۶۴ زلیخا کا بیان  
۶۵ زلیخا کا بیان  
۶۶ زلیخا کا بیان  
۶۷ زلیخا کا بیان  
۶۸ زلیخا کا بیان  
۶۹ زلیخا کا بیان  
۷۰ زلیخا کا بیان  
۷۱ زلیخا کا بیان  
۷۲ زلیخا کا بیان  
۷۳ زلیخا کا بیان  
۷۴ زلیخا کا بیان  
۷۵ زلیخا کا بیان  
۷۶ زلیخا کا بیان  
۷۷ زلیخا کا بیان  
۷۸ زلیخا کا بیان  
۷۹ زلیخا کا بیان  
۸۰ زلیخا کا بیان  
۸۱ زلیخا کا بیان  
۸۲ زلیخا کا بیان  
۸۳ زلیخا کا بیان  
۸۴ زلیخا کا بیان  
۸۵ زلیخا کا بیان  
۸۶ زلیخا کا بیان  
۸۷ زلیخا کا بیان  
۸۸ زلیخا کا بیان  
۸۹ زلیخا کا بیان  
۹۰ زلیخا کا بیان  
۹۱ زلیخا کا بیان  
۹۲ زلیخا کا بیان  
۹۳ زلیخا کا بیان  
۹۴ زلیخا کا بیان  
۹۵ زلیخا کا بیان  
۹۶ زلیخا کا بیان  
۹۷ زلیخا کا بیان  
۹۸ زلیخا کا بیان  
۹۹ زلیخا کا بیان  
۱۰۰ زلیخا کا بیان











وہ ہے وہ فقیر  
کا نام بھی گوری  
اور دیکھو اس کی  
پیشانی پر کتنی  
علامہ یعنی چکن  
یعنی ہزار ہا سال  
کے بعد اس کا جان  
کے بعد اس کا آدمی  
اس کا نام گوری  
یوں ہی اس کی  
بہنوں کو گوری  
کہا جاتا ہے

زور و شیش بہرین افشانت  
فقیری اس کی ہر شخص کو معلوم ہے  
بفقران را کہ لطفش شناکرد  
فقیری سے اس کی مراد ہے جس کو اس نے کیا  
جهان باشد به پیش گشت زاری  
جہاں ہو دے اس کی نظر میں ایک کھیت  
از ان دانه کز و آدم بنا کام  
اس دانے سے جس سے آدم لا جاری کو  
ہزارش مرزعه در زیر گشت است  
ہزاروں کھیت اس کی کھیتی میں ہیں  
درین مرزعه فشانند ختم دانه  
اس کھیت یعنی دنیا میں فشانے والے دانے  
زمین با ہمیش کیمیش خاکست  
زمین اس کی ہمت سے ایک سخی خاک ہے  
زمست خاک اندر راہ بیند  
سخی ہر خاک سے راہ بین جو دیکھے  
اگر قیصر و گرفتور چنین است  
اگر بادشاہ روم اور اگر بادشاہ چین ہے  
بہر جا فلک طرح ز رعیت  
جس جگہ بنا دیکھتی کے ڈالے  
وگراقت قبول ہمیش مفت  
اور اگر ہو پسند اس کی ہمت کے مفت  
نجرمن کو بی افضل بے چون  
داسطے اس کے کھیلان کو فخر کے فضل خدا کا  
فلک را بین کو اکب در میان  
آسمان کو دیکھ در میان ستاروں کے

ردای خواجی در پاکشانت  
جادو سرداری کی باتوں میں یعنی ہے  
بہر گر خرقہ بودش قبا کرد  
اس کے بد نہیں جو گدڑی تھی اس کو چکن کر دیا  
نمیخواہد از ان جز گشت کاری  
نہیں چاہتا ہے اس سے سوا کھیتی کے کوئی کام  
ز بستان بہشت آمد بدین دم  
باغ بہشت سے آیا اس حال میں  
کہ ز اور فتن راہ بہشت است  
جو تو راہ بہشت کے جانے کا ہے  
در ان عالم نہد اعتبار خانہ  
اس جہان میں سرکھتا ہے دیر کے سرچشمہ  
ز ممت خاشا ندر رہ چہ باست  
ایک سخی خاک سے باہر اس کو کیا خوب ہے  
بدامانش کجا گردے نشیند  
اس کے کھیلان کے گرد بولی چنے والے ہیں  
بگرد و خرمن او خوشہ چنین است  
اس کے دامن میں کہاں کوئی ہر گرد بنے  
بہر می کا و ہا دارد قناعت  
مثل بیون کے رکھے قناعت  
شود گا و زمین و آسمان جفت  
ہو گا زمین اور آسمان میں جو تو  
ز نور آورد گا و از چرخ گردون  
یوح نور سے لایل آسمان سے آواز  
ز خرمنہاش یک غرابال دانه  
کھیلان اس کے سے ایک چھٹی دانے کی



بدست هفتائیش چون دارے مسلم  
 سنانی زین اسکو کیونکر یقین رکھے تو  
 اگر خاک مرکب یا بسط است  
 اگر خاک ترکیبی ہوئی یعنی مخلوقات پچھلی ہوئی یعنی میری  
 کیا ہی بہرہ ور شد از نوایش  
 ایک گلاس بنفیدہ در ہوئی اسکی بخشش سے  
 کمال روح اعظم زین چہ باشد  
 کمال جبرئیل کا اس سے کیا ہو دے  
 مقام خواجہ برتر از کماست  
 مقام خواجہ عبید اللہ کا بلند زیادہ گمان سے ہے  
 ولس بجزیت ز اسرار الہی  
 ہر لیسکا خدا کے عہد و نکاح ایک دریا ہے  
 بجنتش چون در آید بحر زخار  
 سورج زنی میں جب ہو دریا سورج مار پیلا  
 چون بنشیند مراقب دیدہ برہم  
 جو سہرا تہمین آنکھ بند کر کے کہے سنتے  
 کیے بنید کہ در قید کی نیست  
 ایک کو دیکھ کر ایک کے قید میں نہیں ہے  
 نمودہ روی در بالا و پست اوست  
 ظاہر بندی اور پستی میں وہی ہے  
 کند در ہستی او خوش را کم  
 اسکی ہستی میں آپ کو بھول جاتا ہے  
 چو گرد و قطرہ اندر بحر ناچیز  
 جو ہر دو قطرہ دریا میں ہے قدر  
 خوش آنما نیکہ سر بر خاک و نید  
 وہ لوگ اچھے ہیں جو سر اسکی خاک پر رکے ہیں

بدان ماند کہ کوئی روح اعظم  
 اس سے مشابہ ہو کہ کہے تو روح بزرگ  
 بکمال مضیاح حالش محیط است  
 سین کے جھانکا فیض کیمر کے ہو گئے ہے  
 ز قوتہ سوئے فل آمد کمالش  
 باطن سے طوط کام تہنی مدعا مگر کے آیا کمال کا  
 بحر ذوق وی این حسین چہ باشد  
 سواندات اسکی یعنی پیرو مرشد کی یہ تعریف کیا ہو دے  
 برون از حد تقریر و بیانست  
 مدقمر را در بیان کرنے سے باہر ہے  
 از و یک قطرہ از متابا ما ہی  
 اُس جہت سے ایک ہوندا آسمان سے زمین تک ہر  
 بجنتش قطرہ چون آید پدیدار  
 اس کے پہلو میں کب ظاہر ہو ایک قطرہ  
 بیند و دید و دل و در و عالم  
 بند کر دے دیر سے دل کے دونوں جہان سے  
 وزان در تنگنای اندکی نیست  
 اور اس کی ایک سر جوئی مکی میں غور ہوئی نہیں ہو  
 اگر بسیار و کم ہر چہ بہت اوست  
 اگر بسط و جو غور زار جو کہ ہے وہی ہے  
 بیند و از دوی چشم تو ہم  
 بند کرتا ہے دوی سے آنکھ و چشم کی  
 ز بحر ش کے بود امکان شیر  
 در پاس کب ملن ہو اسکی تیز کرنا یعنی فرق  
 دل و جان بستہ فقر اک او نید  
 دل و در جان اس کے شکار بند میں باندھے ہیں

۱۰  
 جہان کے مٹی کسان  
 کوئی کسے ملاوا  
 مہ کیا کسے  
 خاص جان راو  
 از ہون سے اور تو  
 باطن سے اور فل  
 را در ظاہر ہے  
 علی مرآۃ نقیون  
 کی اصلاح ہو جان  
 دل کے واسطے خدا  
 کے اور نظر سے  
 جہاں جہاں عہد اللہ اکبر  
 عہد اللہ اکبر  
 ہوتا ہے و زین  
 کی جہاں سے باندھے  
 اظہار علیہ  
 اسکو شکار بندہ  
 کسے ہیں مطلب  
 اس شکار پر کردہ  
 لوگ بہت شیعہ  
 ہیں قہر و شکار  
 رہا اندر در جان  
 جسکی در جان  
 ہیں ۱۱



جہان پر مایہ از سر مایہ او  
سب ایر اس کی دولت سے  
مبادا سایہ او از جہان دور  
شو سایہ اسکا بہان سر سے دور  
سین عمر احرار ملک کشیش  
سن عمر بزرگ زشتہ خلعت یعنی در سید کا  
خصوصاً عمر فرزند ان نامیش  
نامہ اس کے نام سے بزرگوں کی رسم  
ورین زنگار گون کل خزر اندود  
اس نئے رنگ کے محل نہرو یعنی آسان میں  
جہان آیینہ مقصود شان باو  
جہان آیینہ ان کے مقصد کا ہو جو

جہان پر مایہ از سر مایہ او  
سب ایر اس کی دولت سے  
مبادا سایہ او از جہان دور  
شو سایہ اسکا بہان سر سے دور  
سین عمر احرار ملک کشیش  
سن عمر بزرگ زشتہ خلعت یعنی در سید کا  
خصوصاً عمر فرزند ان نامیش  
نامہ اس کے نام سے بزرگوں کی رسم  
ورین زنگار گون کل خزر اندود  
اس نئے رنگ کے محل نہرو یعنی آسان میں  
جہان آیینہ مقصود شان باو  
جہان آیینہ ان کے مقصد کا ہو جو

ہمہ در نور محو از سایہ او  
سب نور بین بخود سائے اسکے سے  
زرقندش دیدہ ایام بے نور  
نور سے اسکے سے انگین نامہ کرنے کی بے نور  
بہ پیشی باو از دور فلک پیش  
زیادتی میں گردش سامان سے زیادہ ہو جو  
مفضل دار از اخلاق گرامیش  
زیادہ رکھ اطلاق بزرگ اس کے سے  
بہم نحی رسوم افضل واجود  
آپس میں زندہ رہیں طریقہ مہربانی و بخشش کے  
ور ان نور قدم مشہور شان باو  
اس نور قدیم میں ان کا ظہور ہو جو

ہمہ در نور محو از سایہ او  
سب نور بین بخود سائے اسکے سے  
زرقندش دیدہ ایام بے نور  
نور سے اسکے سے انگین نامہ کرنے کی بے نور  
بہ پیشی باو از دور فلک پیش  
زیادتی میں گردش سامان سے زیادہ ہو جو  
مفضل دار از اخلاق گرامیش  
زیادہ رکھ اطلاق بزرگ اس کے سے  
بہم نحی رسوم افضل واجود  
آپس میں زندہ رہیں طریقہ مہربانی و بخشش کے  
ور ان نور قدم مشہور شان باو  
اس نور قدیم میں ان کا ظہور ہو جو

## در طرح سلطان حسین

بادشاہ سلطان حسین کی تعریف میں

جہان کیست چہ ارواح و چہ حیام  
تمام جہان کیا زمین اور کیا قاب  
بود انسان درین شخص معین  
ہو سے انسان اس کا بعد مقرر میں  
ورین چہرین آنکہ چون انسان عین  
اس آنکہ میں وہ کہ مثل تبار کے ہے  
نہریر این خمیدہ طاق مینا  
بچے اس بچے ہوئے مسبز محل کے  
خوشا چشمی کہ بینائی از ویافت  
اچھی وہ آنکہ جسے بینائی اس سے پائی

بود شخص معین عالمش نام  
ہو ایک آدمی کا کا بعد مقرر جہان اس کا نام  
چو عین باصرہ بشناس و شن  
مثل آنکہ مینا کے پچان روشن  
جہان مودمی سلطان حسین ست  
جہان مروت کا بادشاہ سلطان حسین ہے  
دو چشم آدمیت زوست بینا  
دو آنکھیں آدمیت کی اس سے ہیں دیکھنے والی  
بہ بینائی تو انالی از ویافت  
بینائی میں فوت اس سے پائی







ز شب گرومی چو یابد گرگ مالش

رات کے بچنے سے جو پاوے مجھ پر یا حکمت

پی جذب محبت چنگل باز

واسطے کشش محبت کے پسنگل باز کا

درخت بیشہ پر شاخ و پوند

درخت جنگل کے سنا خدار اور گرہ دوار

کند شیرازیان مشکلاک شالی

کرے شیر مست اس کی شکل کو اسان

کمین گاہ بد اندیشان مہیاک

مخات کی جگہ بے خوف و دشمنوں کی

اگر یک تن برو چون مہر انور

ایک شخص ایسا ہے مثل آفتاب روشن کے

نیار و میچ عور از و سر و پرہیز

نے کوئی راہزن تقویٰ اور پرہیزگاری سے

چو صبح آنجا کہ عدل او بخندد

مثل صبح کے جس جگہ کہ انصاف اُس کا ظاہر ہو

چو برق آنجا کہ قہرش بر فروزد

شکر جلی کے جس جگہ کہ غصہ اُس کا ظاہر ہو

خداوند ابرہ پیران جوان تخت

اے خداوند ابرہ پیران تخت و رکی

بزریر پای تخت شاہیش باد

تخت پادشاہی کا اسکے پاؤں کے نیچے جو جو

فلک باحیر او در چاہلو سے

سمان ساتھ تاج اسکے کے خوشامدین

خواب آباد عالم باد معمور

مکتہ حسن جان یعنی دانیہ کا رجا آباد

مند از دینہ پیش گرد و بالش

رکھے عجیبہ کبری ہے وہ گول نمیکہ

شود قلاب مرع تیر پرواز

جو حلقہ جھڑپا تیرا وڑنے والی کا

اگر شاخ گوز سے را کند بند

اگر کسی نیل گلے کے سینک کو الچا دے

بہ پنجہ بخشد از بندش رہائی

ساتھ پنجہ کے ہٹو گئے قید سے آزاد سی

بود ز اندیشہ نا امینی پاک

ہو دے بخوف ہونے کے اندیشہ سے صاف

ز مشرق تا مغرب طشتی از زر

دور سے چھ کو ایک تھال سونے سے بھر پھرا ہوا

کہ در طشت زر او بنکر دتیر

کہ اس کے سونے بھرے ہوئے تھال کو دیکھے بھی بغور

چو ظلمت ظلم ز انجا رخت بندد

اندر جگہ کی طعن تادیب کا وہاں سے کوچ کرے

بیک شعلہ جہانے را بسوزد

ایک پیرہن میں ایک جہان کو جلا دے

کہ تاہست آسمان حقرو زمین تخت

کہ جب تک تہاں جو تاج اور زمین کا تخت

تبارک چتر طلس الہیش باد

مہر رحمت دیکے سایے کا تاج اس کے ہو جو

زمین با تخت او در خاک بوسی

زمین ساتھ تخت کے ہٹکی خاک چوسنے میں

با ولاد کر ممش تا دم صور

بہر پہاڑ بزرگ ولاد کے صور چھو گئے کیلئے قیامت تک

اگر دینش کے کسی پر  
اگر کسی پر کسی پر  
اور تیرا عالم حلقہ کا  
ہو جسکو غائب ہو گئے  
ہیں "ع" گوزن  
کے معنی بارہ گھنٹہ  
معنوں نے بیان کیا  
ہے کہ اس کے  
پلو کے پانی سے  
نہر اچھا ہو جائے  
من سلطان کین  
جو یعنی زہر  
جو "ع" گوزن  
پانی کے معنی  
غصہ اور رانی  
کے معنی خاص اور  
خات "ع" گوزن  
ظلمت کے معنی  
تاریکی "ع" گوزن  
چاہو ہی کے  
میں چھوٹی  
ازین اور  
نوشہ



تخصیص آنکہ حرج آمد طبعش  
 ساتھ اس خصوصیت کہ آسان اسکا طاعت کرنے والا ہو  
 زنا مش چون عجم گشت مشرف  
 نام اس کے سے جو عجم مشرف یافتہ ہوا  
 جہان راتما بلندی بہت وستی  
 وہاں کو جب تک ہے بستی اور بلندی  
 و اگر شہزادہ کو زنجبخت منظر  
 دوسرا شہزادہ کو نصیب فتنہ سے  
 خرد چون دیدہ جاہ و حشر مش  
 عقل نے جو مرتبہ اور بزرگی اس کی دیکھی  
 درین میدان کہ باد اخیالی از درد  
 اس میدان میں کہ جس سالی در دست ہو جو  
 زبر مش خور بی ز رین قدح باد  
 محفل اس کی سے آفتاب ایک سہرا پیاں ہو جو

زبان راتماج سر نام بدیش  
 زبان کے سر کا تاج نام نادرا اس کا  
 تب تعریف عرب بادا معترف  
 تعریف سے عرب ہو جو تعریف کرنے والا  
 مبادا این نام پاک از لوح ہستی  
 نام تخت تاج بستی بستی دین سے  
 لطیفی شد طبعش تحت و انفس  
 و کین سے تابعدار اس کا ہوا تخت اور تاج  
 ہمیکہ د آرزو و نقتے زنا مش  
 کرتی تھی آرزو ایک نقش کی نام اس کے سے  
 فلک طاس تہی را پر فرج کرد  
 آسان نے طاس غالی کو تھی ہے بھر لپ  
 دلش چون نام دائم فرج جاد  
 دل اس کا شل نام کے ہمیشہ خوش ہو جو

در بیان آنکہ ہر یک از جمال و عشق مرغیت از آشیانہ  
 پچ بیان اس کے کے کہ ہر ایک خوبصورتی اور محبت سے ایک چڑیا ہے  
 وحدت پریدہ در شاخسار مظاہر کثرت آرمیدہ  
 وحدت کے غور سے آؤ کر فلک کثرت کی تھی پر آدم کیے سے

بر گنج بیخودی عالم نہان بود  
 بے خودی کے گوشے میں جہان پوشیدہ تھا  
 ز گفت و گوی مانی و توئی دور  
 گفت گو ہم ہیں اور تو ہے سے دور  
 بنور خویش ہم بر خویش ظاہر  
 اپنے نور سے اپنے ہی انور ظاہر ہونے والا

در ان خلوت کہ ہستی بی نشان بود  
 اس تنہائی میں کہ ہستی بے نشان تھی  
 و جوودی بود از نقش و روی دور  
 ایک ذات تھی نقش و روی سے دور  
 جمال مطلق از قید مظاہر  
 جمال آزاد قید ظاہر سے

۱۰ خلوت باطن سے  
 ۱۱ خالی کی جگہ اور اس سے  
 ۱۲ عجم گشت مشرف  
 ۱۳ شہزادہ کو نصیب  
 ۱۴ فتنہ سے  
 ۱۵ عجم مشرف  
 ۱۶ بلندی بہت وستی  
 ۱۷ وہاں کو جب تک ہے بستی اور بلندی  
 ۱۸ شہزادہ کو زنجبخت منظر  
 ۱۹ دوسرا شہزادہ کو نصیب فتنہ سے  
 ۲۰ خرد چون دیدہ جاہ و حشر مش  
 ۲۱ عقل نے جو مرتبہ اور بزرگی اس کی دیکھی  
 ۲۲ درین میدان کہ باد اخیالی از درد  
 ۲۳ اس میدان میں کہ جس سالی در دست ہو جو  
 ۲۴ زبر مش خور بی ز رین قدح باد  
 ۲۵ محفل اس کی سے آفتاب ایک سہرا پیاں ہو جو  
 ۲۶ زبان کے سر کا تاج نام نادرا اس کا  
 ۲۷ تب تعریف عرب بادا معترف  
 ۲۸ تعریف سے عرب ہو جو تعریف کرنے والا  
 ۲۹ مبادا این نام پاک از لوح ہستی  
 ۳۰ نام تخت تاج بستی بستی دین سے  
 ۳۱ لطیفی شد طبعش تحت و انفس  
 ۳۲ و کین سے تابعدار اس کا ہوا تخت اور تاج  
 ۳۳ ہمیکہ د آرزو و نقتے زنا مش  
 ۳۴ کرتی تھی آرزو ایک نقش کی نام اس کے سے  
 ۳۵ فلک طاس تہی را پر فرج کرد  
 ۳۶ آسان نے طاس غالی کو تھی ہے بھر لپ  
 ۳۷ دلش چون نام دائم فرج جاد  
 ۳۸ دل اس کا شل نام کے ہمیشہ خوش ہو جو







برون زونیمہ ز اقلیم تقدس  
 باہر کا زونیمہ ملک پاک سے یعنی طہا ہر ہوا  
 از ویک لمحہ بر ملک ملک تافت  
 اُس سے ایک روشنی انسان اور فرشتوں پر چکی  
 ز بہر آئینہ نمود روئے  
 واسطے آئینے کے ظاہر کی ایک صورت  
 ہمہ سبوحیان سبوح گویان  
 ہمہ سبوح شستہ پاک کسروائے  
 ز غواصان این بحر فلک فلک  
 تیرنے والوں اس دریائے آسمان کشتی سے  
 ز ذرات جہان آئینہ ہا ساخت  
 جہان کے ذرون سے آئینے بنائے  
 از ان لمحہ فروغی بر گل افتاد  
 اُس روشنی سے ایک روشنی پھول پر پڑی  
 رخ خود شمع زان آتش برافروخت  
 بنیاد شمع نے اس آگ سے روشن کیا  
 ز نورش تافت بر خورشید یک تاب  
 اُسی کے نور سے چکی آفتاب پر ایک روشنی  
 ز روش رومی خود آراست لیلیٰ  
 مجھ اُس کے سے نسخہ اس سوار ایلے نے  
 لب شیرین بشکر ریز بکشاو  
 ہونٹ شیرین کے نیچی باتین کرنے میں کھولے  
 جمال اوست ہر جا جلوہ کردہ  
 خوبصورتی اُس کی ہر جگہ جلوہ کیے ہوئے  
 سر از جیب مہ کنعان بر آورد  
 اہ کنعان یعنی یوسف کے گریبان سے سر باہر نکالا

تجلی کرد بر آفاق و انفس  
 روشنی کی بے غشی پھیلائی جہان اور آدمیوں پر  
 ملک سرگشتہ خود را چون فلک تافت  
 فرشتوں نے دیوانہ آپ کو مشہل آسمان کے پایا  
 بہر جا خواست ازومی گفتگوئے  
 ہر جگہ چاہی اُس سے ایک گفتگو  
 شدند از پیچود می سبوح جویان  
 تھے خود ہی سے پاک کہنے والے  
 برآمد غفل بجان ذمی الملک  
 نکلا شور پاک ہے وہ صاحب ملک  
 از رومی خود بہر یک عکس اندخت  
 اپنے چہرے سے ہر ایک میں عکس ڈالا  
 ز گل شوری بجان بلبل افتاد  
 پھول سے ایک شور بلبل کے دل میں پڑا  
 بہر کا شانہ صدر پروانہ را سوخت  
 ہر ایک مکان میں سیکڑوں پروانوں کو جلایا  
 برون آورد و نیلو فرسز از آب  
 باہر نکالا کنول کے پھول نے سر پانی سے  
 بہر مویش ز مجنون خاست میلی  
 ہر کیل میں سے مجنون سے پیدا ہوئی ایک خواہش  
 دل از پرویز بردو جان فراد  
 دل پرویز سے لے گیا اور جان فراد سے  
 ز معشوقان عالم بستہ پردہ  
 جہان کے مشغولوں سے پردہ بند کیے ہوئے  
 ز لہجہ را و مار از جان بر آورد  
 زلیخا کی جان سے ہلاکی بر لایا یعنی عاشق کیا

۹۰  
 غرض میں سے  
 بانی میں سے  
 مینی میں سے  
 اوس میں سے  
 چول میں سے  
 ہندی میں سے  
 کتے میں سے  
 بیچ میں سے  
 سے اس میں سے  
 ۱۰  
 ۱۱  
 ۱۲  
 ۱۳  
 ۱۴  
 ۱۵  
 ۱۶  
 ۱۷  
 ۱۸  
 ۱۹  
 ۲۰  
 ۲۱  
 ۲۲  
 ۲۳  
 ۲۴  
 ۲۵  
 ۲۶  
 ۲۷  
 ۲۸  
 ۲۹  
 ۳۰  
 ۳۱  
 ۳۲  
 ۳۳  
 ۳۴  
 ۳۵  
 ۳۶  
 ۳۷  
 ۳۸  
 ۳۹  
 ۴۰  
 ۴۱  
 ۴۲  
 ۴۳  
 ۴۴  
 ۴۵  
 ۴۶  
 ۴۷  
 ۴۸  
 ۴۹  
 ۵۰  
 ۵۱  
 ۵۲  
 ۵۳  
 ۵۴  
 ۵۵  
 ۵۶  
 ۵۷  
 ۵۸  
 ۵۹  
 ۶۰  
 ۶۱  
 ۶۲  
 ۶۳  
 ۶۴  
 ۶۵  
 ۶۶  
 ۶۷  
 ۶۸  
 ۶۹  
 ۷۰  
 ۷۱  
 ۷۲  
 ۷۳  
 ۷۴  
 ۷۵  
 ۷۶  
 ۷۷  
 ۷۸  
 ۷۹  
 ۸۰  
 ۸۱  
 ۸۲  
 ۸۳  
 ۸۴  
 ۸۵  
 ۸۶  
 ۸۷  
 ۸۸  
 ۸۹  
 ۹۰  
 ۹۱  
 ۹۲  
 ۹۳  
 ۹۴  
 ۹۵  
 ۹۶  
 ۹۷  
 ۹۸  
 ۹۹  
 ۱۰۰



لا

یاد دہن

نہی کا پتہ

نظر آنگا

یاد اور

ستودہ

دونوں

ساختہ

نہی کا پتہ

نظر آنگا

یاد اور

ستودہ

دونوں

نظر آنگا

یاد اور

ستودہ

بہر پردہ کہ مہنی پر دے اوست  
جیسے پردے میں کہ دیکھے تو پردہ دار وہ ہے  
بیش اوست دل راز نگانی  
اُس کے عشق سے دل کہ زندگی بہت  
ولی کان عاشق خوبان بچست  
جو دل وہ عاشق مشہور نہ لہو کا ہے  
الاما در غلط نامتی کہ گوئے  
خبر دار ہو ہر گز غلطی بن نہ پڑے بلکہ کہے تو  
توئے آئینہ او آئینہ آرا  
تو ہے آئینہ وہ آئینے کا آراستہ کر نوالا  
کہ همچون نیکوئے عشق ستودہ  
کہ اپنے خوب صورت عشق تعریف کیے ہوئے نے  
چو نیکو بن گری آئینہ ہم اوست  
جو خوب دیکھے تو آئینہ بھی وہی ہے  
من و تو در میان کاری نداریم  
وہی اور تم در میان میں کچھ کام نہیں رکھتے میں تم  
خمس کا این قصہ پایانی ندارد  
چپ رہ کہ یہ کہانی کئی انتہا نہیں رکھتی ہے  
ہم بہتر کہ من و عشق پیچیم  
وہی بہتر کہ ہم بھی عشق میں پسیمین

قضا جنباں ہر دل دگی اوست  
ہر دہری اُس کی تضاک حرکت دینے والی ہے  
لبشوق اوست جان را کامرانی  
اُس کے شوق میں جان کی مقصدوری ہے  
اگر داند و گرنی عاشق اوست  
جو جانے اور چو نہ جانے عاشق اُس کا ہے  
کہ از ما عاشقی و زوی نمونے  
کہ ہم سے عاشقی اور اس سے خوبصورتی جو  
توئی پوشیدہ و او آشکارا  
تو پوشیدہ ہے اور وہ ظاہر ہے  
از و سر بر زدہ در تو نمودہ  
اوس میں سے سر نکال کر تجھ میں نمود کیا  
نہ تنہا بل گنجینہ ہم اوست  
نہیں فقط خزانہ بلکہ خزانے کی جگہ بھی وہی ہے  
بجز بیودہ پنداری نداریم  
سواے ایک دو بیات گمان نہیں رکھتے ہیں ہم  
بیان اوز باندا نے ندارد  
بیان اُس کا کوئی شاعر نہیں کر سکتا ہے  
کہ بے این گفتگو پیچیم و پیچیم  
کہ بغیر ان باتوں کے بیکار ہیں اور پیچ ہیں

نخل در بیان فضیلت عشق بستن و شاخچہ آغاز

درخت پنج بیان بزرگی عشق کے باندھنا یعنی لگانا اور بستن شروع

سبب نظم کتاب بدان پیوستن

سبب نظم کرنے کا کتاب کی اُس میں







بگیتی گرچہ صد کار آزمائے  
جان میں اگر صدمہ ہا کام کرے تو  
مثاب از عشق رو گرچہ مجازیت  
مست محبت عشق سے اگرچہ مجبازی ہے  
بلوح اول الف ہا تا خوا نے  
تغنی میں پہلے جب تک الف بے نہ پڑھے تو  
شعیدم شد مریدی پیش پیری  
شایین نے کہا ایک مرید آگے ایک پیر کے  
جگت اریا شد در عشقت از جاے  
اگہا جو تیرا نوک عشق میں نہیں گیا بھی تو عاشق نہیں ہوا  
کہ بی جام مے صورت کشیدن  
کہ بے ظاہری خراب کے پیائے پیے یعنی بغیر عشق  
وے باید کہ در صورت نمائی  
اور لیکن چاہیے کہ ظاہرین نہ رہے تو  
چو خواہی رخت و منزل نہادن  
جو چاہے تو اسباب منزل میں رکھنا  
بحمد اللہ کہ تابو دم درین دیر  
شکر خدا کا کہ جب تک رہا میں اس دنیا میں  
چو دایہ ناف من بی مشک ویدہ  
جو دانی نے ناف میری بے مشک دیکھی  
چو مادر بر لبم پستان نہادہ  
جو مان نے میرے ہونٹ پر چھاتی رکھی  
اگرچہ ہوی من اکنون چو شیرست  
اگرچہ بال میرے اب مثل دودھ کے یعنی سفید ہیں  
بہ پیری و جوانی نیست چو ان عشق  
بڑھ چاہیے اور جوانی میں جو نہیں ہے عشق

ہمیں عشقت دہد از خود رہائی  
یہی عشق تجھ کو خودی سے آزادی دے گا  
کہ آن بہر حقیقت کار سازیت  
کہ وہ واسطے حقیقت کے رند و بست ہے  
ز قرآن درس کردن کی توانے  
قرآن سے کب سبق پڑھ سکتا ہے تو  
کہ باشد در سلوک و تسکری  
کہ ہوا سکا راہ مذہب بتائے میں ہاتھ پکڑے تو  
برو عاشق شوا انکے پیش من سے  
جا عاشق ہو اُس وقت پیر سے پاس آؤ  
نیارے جو عہد معنی چشیدن  
نہ سکے تو ایک گونٹ حقیقت کی شراب کا چمکنا  
وزین دل زدو خود را بگذرانی  
اور اُس دل سے جلد آپ کو پار تارے تو  
نباید بر سر تل ایستادن  
نہ چاہیے تل کے اوپر ٹھکڑا ہوتا  
براہ عاشقی بودم سبک سیر  
عشق کی راہ میں رہا میں تیسرے چلنے والا  
بہ شیخ عاشقی ناف ہم بریدہ  
عاشقی کی تلوار سے ناف میری سے تراشی  
ز خو خواہے عشقم شیر داوہ  
اذیت عشق سے مجھ کو آدودھ پلا یا  
ہنوزم ذوق شیرم و ضمیرست  
اب تک مزادودھ کا میرے دل میں ہے  
و مد بر من و مادم این مہون عشق  
بھونکتا ہے مجھ پر مہر دم یہ عشق جادو

یوسف زلیخا سے عشق  
چو از آغوازی یعنی  
ظاہری ہی کو نہیں  
کہنا ظاہری عشق  
و بلوٹ عشق حقیقی کا  
ہے اسلئے دیکھو  
سے مگر راد و نہات  
ہے اور سبک پیر  
سے مراد بلوٹ لکھنا  
مالا اور جیست اور  
چالاک ہے  
نات سے مراد  
شک سے مراد  
چو عشق و غم  
عشق و راد و نہات  
اور تکلیف اور  
باضت شائد  
سے چو عشق  
شیر و شیرین ہونے  
کے لالوں کے  
خفیہ ہونے  
مراد ہے



کہ جامی چون شدی در عاشقی پر  
کہ جامی جو عاشقی میں تو ہوا بڑھاپا  
بنہ در عشق بازی داستانے  
بکشت نقشی ز کلک نکتہ زانیت  
لیکن اپنے بار کی پیدا کر نواں قلم کا ایک نقش  
چو از عشق این ندامت بگو ششم  
جو عشق سے یہ آواز میرے کان میں آئی  
بجان بستم کمر فرمان بری را  
جان سے کر باندھی میں نے تابعداری کے لیے  
بر آئم گر خدا تو فیتخ بخشہ  
اس پر یون میں جو جھگو خدا تو فیتخ بخشہ  
کنم از سوز عشق آن نکتہ رانی  
کردن میں سوز عشق سے پردہ شاعری  
درین فیروزہ گنبد افکنم دود  
اس نیلے گنبد یعنی آسمان پر دالونین آسمان  
سرخن را پایہ بر جانے رسام  
شاعری کا مرتبہ اس جگہ پوچھاؤں میں

سبک روئے کن و در عاشقی میر  
خوش گفتاری کر یعنی غم نہ شو کہ در عاشقی میں مزاج  
کہ باشد از تو در عالم نشانے  
کہ رہے تجھ سے جہان میں ایک نشان  
کہ چون از جبارومی ماند بجایت  
کہ جو تو جلا جاوے تیری جگہ پر رہے  
باستقبال بیرون رفت ہوشم  
پیشانی کو اسطے باہر گیا ہوش میر یعنی میں بیوقوف ہو گیا  
نہا دم رسم نو سحر آوری را  
رکھا میں نے طریقہ سحر جاری کا  
کہ تخلم میوہ تحقیق بخشہ  
کہ درخت سیریا میوہ تحقیق کا بجٹے  
کہ سوز و عقل رخت نکتہ دانی  
کہ جلا دے عقل سب بار کی جانے کا  
کنم چشم کو اکب گر یہ آلود  
کردن میں آنکھیں ستاروں کی آنسو پوری ہو ہیں  
کہ بنوازد با حسنت اسماع  
کہ سرفراز کرے تعریف سے جھگو آسمان

دست گل از چین فضائل عشق چیدن ورشتہ  
ایک گلدستہ فضیلت عشق کے باغ سے چننا اور ڈورا  
اتمام سبب نظم کتاب بر آن چیدن  
نہای سبب نظم کرنے کا کتاب پینا

سخن نو باوہ بستان عشق ست  
شاعری نیا پودہ عاشق کے باغ کا ہے

سخن و سیاچہ دیوان عشق ست  
کلام سرائے عشق کے دیوان کا ہے

۱۷  
سبک روئے کن  
خوش گفتاری  
کہ باشد از تو  
کہ رہے تجھ سے  
کہ چون از جبارومی  
کہ جو تو جلا جاوے  
باستقبال بیرون  
پیشانی کو اسطے  
نہا دم رسم نو  
رکھا میں نے  
کہ تخلم میوہ  
کہ درخت سیریا  
کہ سوز و عقل  
کہ جلا دے عقل  
کنم چشم کو  
کردن میں آنکھیں  
کہ بنوازد با  
کہ سرفراز کرے  
دست گل از چین  
ایک گلدستہ  
اتمام سبب  
نہای سبب  
سخن نو باوہ  
شاعری نیا پودہ  
سخن و سیاچہ  
کلام سرائے



یوسف زلیخا  
 میں جو کہ جان  
 لفظ کن سے پیدا  
 ہوا۔ مسئلہ دم  
 نے کوئی نہ سوال  
 نے قلم کو کن سے  
 پیدا کیا بعد اس  
 اس سے تار و پون  
 کو پیدا کیا مسئلہ  
 جہان باطن دینی  
 جہان کے اپنے  
 باب  
 دوسرے باب  
 فوارہ خندہ و درو  
 بعد خوش رہے  
 اپنے اپنے حال  
 ہر وقت خوش رہے  
 اس کے وہ دربان  
 اپنے دیکھ کر  
 پہل بیٹن  
 کے دربان  
 خوش رہے  
 اور اس کو دربان  
 سے باہر دے

بقا لم ہر چہ از نو و کن زاد  
 جان میں جو کہ نئے اور پرانے سے پیدا ہوا  
 خرد را کار و باری جز سخن نیست  
 عقل کو کوئی کار و بار سوا کلام کے نہیں ہے  
 سخن از کاف و نون دم بر قلم زد  
 کلمہ کن سے قلم پر دم مارا یعنی قلم سے کہا  
 چو شد قاف قلم زان کاف ہو جو  
 جو ہوا قاف قلم کا اُس کاف سے ظاہر  
 جہان با شان کہ در بالا و پستند  
 جان کے رہنے والے پر کنجے اور ادنیٰ پستی پر پستی میں  
 چو زان جوش کند لب نکتہ زانی  
 جو اُس جوش سے ہو نکتہ بار یکسان کر دے  
 ز نند باد فتنش و تش بد امان  
 مارے ہوا دم کے لٹھا اُسے دامن میں  
 کند رہ بر در و دروازہ گوش  
 کرے راہ کان کے دروازے پر یعنی سنگ  
 کند خاطر با استقبال آہنگ  
 کرے دل اُسکی پیشوائی کا ارادہ  
 کے لب را نشاط خندہ آرد  
 کبھی ہو نکتہ کو خوشی سے ہنسا دے  
 از و خندان لب اندوہ مندان  
 اُس سے ہنسنے والے نہ ہو نکتہ درد مند و نکتہ  
 چو این شان الہی بنیم از وی  
 جو یہ شان پرندہ کی دیکھتا ہوں میں اُس سے  
 بدین می شغل گیری ساخت میرم  
 اس شغراب سے شغل کرتے نے ہوا کیا محلو

چنین گوید خندان گز سخن زاد  
 ایسا کہتا ہے شاعر کہ باطن یعنی لفظ سے پیدا ہوا  
 جہان را یاد کاری جز سخن نیست  
 جہاں کو کوئی نشانی سوا کلام کے نہیں ہے  
 قلم بر صفحہ ہستی رقم زد  
 قلم نے ہستی کے صفحہ پر لکھا  
 کشاد از چشمہ اش فوارہ جود  
 کشاد اُسکے چشمہ سے فوارہ بخشش کا  
 ز جوش شہامی آن فوارہ مستند  
 اُس فوارے کے جوش سے ست ہیں  
 کلمے باشد ز گلزار معانی  
 ایک پورل ہو دے باغ حقیقت سے  
 برون آرد ز گلزارش خرامان  
 باہر لاوے باغ سے نکلے ہوئے اسکو  
 فتد از مقدم او ہوش بیہوش  
 گریزے اگلے دم سے ہوش بیہوش پر ہو کر  
 در آرد دل بر چون غنیمت تنگ  
 لاوے دل گو دین کی طرح کھینچ کر اُسکو  
 کہ از دیدہ نغم اندوہ بارو  
 کبھی آنکھ سے آنسو غم کے بر سادے  
 از و گریان شود لبہامی خندان  
 اُس سے روتے ہیں ہو نکتہ ہنسنے والے  
 معاذا اللہ کہ دامن چنینم از وی  
 پناہ خدا کی کہ دامن چھڑاؤں میں اُس سے  
 بہ سیرانہ سرا کنون شغل گیرم  
 دوزخا میں سے کن اب اور شغل اختیار کروں میں



دہم از دل برون راز نہان  
دل سے باہر نکالوں میں پوشیدہ ہید کو  
کس شد قصہ شیرین و خسرو  
پُرانی ہوئی کہانی شیرین اور خسرو کی  
سرا مد نوبت لیلی و مجنون  
آخر کو ہوئی باری کیل اور مجنون کی  
چو طوطی طبع را سازم شکر خا  
طوطی کی طرح طبیعت کو کہ وہ میں شیرین کلام  
خدا از قصہ با چون آتش خواند  
خدا نے تمام قصوں سے جو اسکو اچھا کہا  
چو باشد شاہد آن وحی منزل  
چھبکا گواہ ہووے کلام مجید  
ملرود و خاطر از نار است خرسند  
نہیں ہوتا ہے دل مجھ سے خوش  
سخن را زیوری جز راستی نیست  
بات کا کوئی زینہ سوا سچائی کے نہیں ہے  
از ان صبح سخن بیفروع است  
اُس سے صبح کا ذپ بے روتی ہے  
چون راستی از صدق و مروت  
جو صبح صادق نے بھائی سے دم مارا  
بصنعت گر بیارائی دروغ  
کا برگری سے جو تو آستہ کرے ایک بچہ  
چرا و وزی بقدر زشت و عیا  
کون بیٹا ہے بچے قدر و بد بے رشتی کڑے  
زویا زشت زینائی نیابد  
جیسا سے بد صورت خوبصورتی نہیں پاتا ہے

بخندم بہ گریا خم جهان را  
ہنساکو نہیں اور رو بلا ذن میں جہان کو  
یشیرینی نشا خم خسرو نو  
شیرین کلامی سے بچاؤ لیکن بادشاہ نے کو  
کے دیگر سر آمد سازم اکنون  
کسی اور کو غالب کر دوں میں اب  
ز حسن یوسف و عشق ز لیلیا  
خوبصورتی یوسف اور عشق سے زینا سے  
با حسن و جہر زان خوشم من رائد  
اچھی طرح سے میں اُس سے بیان کر دوں گا  
نباشد کذب را امکان مدخل  
نہو جو خسر کو رطقت دخل دینے کی  
و اگر خود کوئی آنرا راست نہاند  
اور جو تحقیق کے تو اسکو جی مشابہ کریں  
جمال مہ بجز نا کاستی نیست  
خوبصورتی چاند کی سوانگھنے کے اور نہیں ہے  
کہ لاف روشنی از وی مروع است  
کہ ڈینگ روشنی کے اُس سے جھوٹی ہے  
چو خور بر آسمان ز رین علم زد  
چل آفتاب کے آسمان پر سہا علم مار یعنی دھندلا  
نکیر و زان چراغ دل فروغ  
نکیر کے اُس سے چراغ دل کا کوئی روشنی  
کہ از ویبا نگر و درشت زینا  
کہ دیبا سے نہوے بہوے رت خوبصورت  
ولی دیبا سومی زشتی شتابد  
اور لیکن دیبا کی طرف بڑائی دورانی ہے

۱۔ شیرین کلامی سے بچاؤ لیکن بادشاہ نے کو  
۲۔ کس شد قصہ شیرین و خسرو  
۳۔ پُرانی ہوئی کہانی شیرین اور خسرو کی  
۴۔ سرا مد نوبت لیلی و مجنون  
۵۔ آخر کو ہوئی باری کیل اور مجنون کی  
۶۔ چو طوطی طبع را سازم شکر خا  
۷۔ طوطی کی طرح طبیعت کو کہ وہ میں شیرین کلام  
۸۔ خدا از قصہ با چون آتش خواند  
۹۔ خدا نے تمام قصوں سے جو اسکو اچھا کہا  
۱۰۔ چو باشد شاہد آن وحی منزل  
۱۱۔ چھبکا گواہ ہووے کلام مجید  
۱۲۔ ملرود و خاطر از نار است خرسند  
۱۳۔ نہیں ہوتا ہے دل مجھ سے خوش  
۱۴۔ سخن را زیوری جز راستی نیست  
۱۵۔ بات کا کوئی زینہ سوا سچائی کے نہیں ہے  
۱۶۔ از ان صبح سخن بیفروع است  
۱۷۔ اُس سے صبح کا ذپ بے روتی ہے  
۱۸۔ چون راستی از صدق و مروت  
۱۹۔ جو صبح صادق نے بھائی سے دم مارا  
۲۰۔ بصنعت گر بیارائی دروغ  
۲۱۔ کا برگری سے جو تو آستہ کرے ایک بچہ  
۲۲۔ چرا و وزی بقدر زشت و عیا  
۲۳۔ کون بیٹا ہے بچے قدر و بد بے رشتی کڑے  
۲۴۔ زویا زشت زینائی نیابد  
۲۵۔ جیسا سے بد صورت خوبصورتی نہیں پاتا ہے





بدور اور گریا بد خطائے  
زمانے میں چہ پادے کوئی غلطی  
بقدر وسع در اصلاح کوشد  
اپنے مقدر بھر اصلاح میں کوشش کرے

نیار و بر سر من ماجرائے  
شاد سے پرے سر پر کوئی اعزاز  
اگر اصلاح نتواند جموشد  
اگر اصلاح نہ ممکن ہو چہ ہو رہے

داستان شمع جمال یوسفی را و شبستان غیب  
شمع جمال یوسف علیہ السلام کو غیب کے محل میں

افروختن و پروانہ دل آدم را بشاہدہ آن سوختن  
روشن کرنے اور دل آدم کے پروانہ کے اُسکے دیکھتے ہی جلنے کے بیان میں

گہر شجران دریاے معانی  
موتی تو نے داؤن در رائے حقیقت سے نور خوں  
چو تارینج جہان گردند آغاز  
جو تارینج جہان کی منش شروع کی  
کہ چون چشم جہان منش کشاوند  
کرب آنکھ جہان کی کھینے والی اسکی کمبلی  
صفوف انبیاء یکجا پس ویش  
ظاہرین پیرن کی ایک جگہ پیچھے اور آتے  
صفوف اولیا قائم و مگر جالے  
مظاہرین ادیب کی تپ م دکو سری جگہ  
گردہ ہی باشکوہ بادشاہی  
ایک گردہ بادشاہی بد رہے سے  
ستادہ صف بصف دیگر خلائق  
کھڑے ہوئے قطار قطار اور لوگ  
جو آدم سوی آن مجمع نظر کرد  
جو آدم نے طرٹ اُس مجمع کے دیکھا

و ترقی خوانان وحی آسمانی  
تفسیر کئے داؤن حکم آسمانی بنے کلام محمد نے  
چنین دادند از آدم خبر باز  
ایسی دی وقت حضرت آدم سے خبر  
بر و اولاد اور ا جلوہ دادند  
اُسکی اولاد کو جلوہ دیا بنے ظاہر کیا  
ستادہ ہر صفی بریا یہ خویش  
کھڑے ہوئے ہر قطار اپنے مرتبے پر  
ہنادہ در مقام پیروی پانی  
رکھے ہوئے ہر مقام پر دی میں قسم  
بتلج شوکت شاہے مبارہی  
تاج بادشاہی کے دبے سے فخر کرینوالا  
بترتیب خوش و دستور لائق  
انجی ترتیب اور عمدہ قاعدے سے  
زہر جمعے تماشا لے دگر کرد  
ہر ایک گردہ سے ایک دوسرا تماشا دیکھا

۱۔ در واد اور پیر  
۲۔ غلطی غلطی  
۳۔ اتصال ہے  
۴۔ عرصہ عرصہ  
۵۔ خاص اور موافق  
۶۔ کہ اور نہ تھا کہ  
۷۔ سنے تاریخ بیان  
۸۔ کہنے والا سنی  
۹۔ ورنہ خوانان بھی  
۱۰۔ را و سر  
۱۱۔ چہ اور نہ تھا  
۱۲۔ کہ تفسیر بیان کو نہیں  
۱۳۔ سے مرد ہے  
۱۴۔ صف بصف  
۱۵۔ صف بصف  
۱۶۔ صف بصف  
۱۷۔ صف بصف  
۱۸۔ صف بصف  
۱۹۔ صف بصف  
۲۰۔ صف بصف  
۲۱۔ صف بصف  
۲۲۔ صف بصف  
۲۳۔ صف بصف  
۲۴۔ صف بصف  
۲۵۔ صف بصف  
۲۶۔ صف بصف  
۲۷۔ صف بصف  
۲۸۔ صف بصف  
۲۹۔ صف بصف  
۳۰۔ صف بصف



نہ منہم خورشید اوج عزت و جاہ

نہین چاند آفتاب بلند عزت اور مرتبے کا

میان جمع شمع آفتاب سرفراز

درمیان گردہ کے مانند شمع کے سر بلند

چنان کہ پر تو خورشید انجم

ایسا کہ عکس آفتاب سے ستارے

فدا می خاک کیش صدر واپوش

قرآن خاک قدم اُٹکی کے سیکڑوں چادر تے نال

ز حد عقل فکر تیشیر بیرون

انہما عقل فکر پیشہ سے

بفرقش تاج فر بادشاہی

اُس کے سر پہ تاج بادشاہی دبدبے کا

شب غیب از خوش روز شہادت

رات پوشیدگی کی منہ اُس کے سے دن روشن

ز ظلمتہاے جسمانی مقدس

بدنی تار کیون سے پاک

علما بر کشیدہ از چپ و رست

علم کرب کے پہرے بانیں اور دہانے سے

فلندہ غفلت سبج و تہلیل

پچا شور تسبیح پڑھنے اور دھینے کا

لغبنوان تعجب زیر لب راند

بطور تعجب کے پونچھ کے پچھ لینے آہستہ کہا

تماشا گاہ چہم روشن کیست

سیر گاہ کس روشن ہر آنکھ کی ہے

جماق جاہ چندین از کجا یافت

خوبصورتی اور مرتبہ اتنا کہاں سے پایا

چشم یوسف آمد چون کی ماہ

اُس کی نظر میں آیا یوسف مثل ایک چاند کے

چشم اجمن زان جمع ممتاز

مثل شمع عکس کے اُس گردہ سے سرفراز

جمال نیکوان در پیش او لم

جمال مشوقوں کا اُس کے آگے کم

روای دلبری انگندہ بردوش

چادر دلبری کی ڈالے ہوئے کاندھے پر

کمال حش از اندیشہ بیرون

کمال خوبصورتی اُس کی کا خیال سے سہ باہر

بدوش خلعت لطف الہی

اُس کے کاندھے پر خلعت خدا کی مہربانی کا

چشم مطلع صبح سعادت

پیشانی اُس کی مطلع ہوئے صبح نجات کی

چشم نیمبران از پیش و ریس

تمام پیر آگے اور پیچھے سے

چشم ارواح قدسی بی کم و کاست

تمام روحیں پاک بے کی اور گناہ کے

درین محرابی خورشید قندیل

اس مسجد آفتاب قندیل یعنی مسجد اقصیٰ میں

ازان جاہ و جلال دم عجب ماند

اُس مرتبے اور بزرگی عجب شگوب رہا

کہ یارب این نہال ز گلشن کیست

کہاے خدا یہ درخت کس باغ سے ہے

برو این پرتو دولت چرا تافت

اُس پر جس دولت کا تیرے کو نگر چکا

یوسف کی نظر میں آیا یوسف مثل ایک چاند کے  
چشم اجمن زان جمع ممتاز  
مثل شمع عکس کے اُس گردہ سے سرفراز  
جمال نیکوان در پیش او لم  
جمال مشوقوں کا اُس کے آگے کم  
روای دلبری انگندہ بردوش  
چادر دلبری کی ڈالے ہوئے کاندھے پر  
کمال حش از اندیشہ بیرون  
کمال خوبصورتی اُس کی کا خیال سے سہ باہر  
بدوش خلعت لطف الہی  
اُس کے کاندھے پر خلعت خدا کی مہربانی کا  
چشم مطلع صبح سعادت  
پیشانی اُس کی مطلع ہوئے صبح نجات کی  
چشم نیمبران از پیش و ریس  
تمام پیر آگے اور پیچھے سے  
چشم ارواح قدسی بی کم و کاست  
تمام روحیں پاک بے کی اور گناہ کے  
درین محرابی خورشید قندیل  
اس مسجد آفتاب قندیل یعنی مسجد اقصیٰ میں  
ازان جاہ و جلال دم عجب ماند  
اُس مرتبے اور بزرگی عجب شگوب رہا  
کہ یارب این نہال ز گلشن کیست  
کہاے خدا یہ درخت کس باغ سے ہے  
برو این پرتو دولت چرا تافت  
اُس پر جس دولت کا تیرے کو نگر چکا

خطاب آمد کہ نور ویدہ تست  
آدا زائی کہ نور تری آنکھوں کا ہے  
زرباغستان یعقوب ابن نہایت  
بلغ حضرت یعقوب سے یہ ایک درخت ہر  
زرباغستان بلندر وایوان جاہل  
زمن سے گزرے گا کل اُس کے مرتے کا  
زرباغستان خوبی کہ درویش عیانت  
کفرت خوبی سے کہ اُس کے چہرے میں ظاہر ہے  
کندر وے ترا آئینہ داری  
کہ گیارے منو کی آئینہ داری یعنی صفائی  
بگفت اینک در احسان کشادہ  
کہا ابھی دروازہ احسان کا کھولا میں نے  
از ان خوبی کہ باشد دلبران را  
اُس خوبی سے کہ ہو تمام مشورہ تو نے کی  
چو گل از ذوق فرزندش شکفت  
چول کی طرح اُس کے دھکے ہوتے سے خوش ہوا  
یے رخ بتان درج ار کشاید  
دائے رہ کرنے تون کے جو سودہ کوئے  
پس اور ویش بسوی سینہ خویش  
پہ لایا اُس کی طرف سے اپنے کے  
زمرخ خویش کرد ویش خبردار  
اپنی محبت سے کیا اُس کو خبردار

فرح بخش دل عم ویدہ تست  
خوشی بخشنے والا دل حمیدہ ہرے کا ہے  
ز صحرای خلیل اللہ غزالیست  
خلیل اللہ یعنی بہیم کے محل سکون ہرے کا ہے  
زمین مصر باستان کا ہرے  
زمین مصر کی ہوگی اُس کی جنت گاہ  
حسدانگیر خوبان جہانت  
دشمن کا ٹھکانہ خوبان جہنم کا ہے  
بہ بخشش ایچہ در بختیہ داری  
بخش اُس کو جو کچھ خزانہ میں رکھتا ہے تو  
ز شش دانہ جالش چار دادم  
چھ دانہ کو خوبصورتی ہو اُس کو چار دانہ میں نے  
دو بخش اور ایک مرد دیگران را  
دو حصہ غلام کو ایک حصہ اور دون کو  
جو بلبل بر گل رویش دعا گفت  
بلبل کی طرح اُس کے غم کے بچوں پر دعا کی  
خط حسن ہمہ بخش نماید  
خط اُس کے حسن کا اُس کا تیسرا حصہ معلوم ہو دے  
صفا بخش از دل بی کینہ خویش  
صفائی بخشنے والا یعنی آدم دل بے کینہ اپنے سے  
بہ پیشانی زوش بوسہ پدر دار  
پیشانی پر اُس کی بوسہ دیا باپ کی طرح

نہال جمال یوسفی را از بہارستان غنیمتستان شہود

درخت جمال یوسفی کو بہارستان پوشیدگی سے باغ ظاہری میں

۱۔ زینہ در سہارے  
۲۔ محاسن نیاں و اولیہ  
۳۔ حاکم علیہ السلام  
۴۔ غلط فہم  
۵۔ جہاں اور ملک  
۶۔ حرف ہرے  
۷۔ راجع ہے ہرے  
۸۔ شمع کے معنی زکریا  
۹۔ زینہ در سہارے  
۱۰۔ زینہ در سہارے  
۱۱۔ زینہ در سہارے  
۱۲۔ زینہ در سہارے  
۱۳۔ زینہ در سہارے  
۱۴۔ زینہ در سہارے  
۱۵۔ زینہ در سہارے  
۱۶۔ زینہ در سہارے  
۱۷۔ زینہ در سہارے  
۱۸۔ زینہ در سہارے  
۱۹۔ زینہ در سہارے  
۲۰۔ زینہ در سہارے  
۲۱۔ زینہ در سہارے  
۲۲۔ زینہ در سہارے  
۲۳۔ زینہ در سہارے  
۲۴۔ زینہ در سہارے  
۲۵۔ زینہ در سہارے  
۲۶۔ زینہ در سہارے  
۲۷۔ زینہ در سہارے  
۲۸۔ زینہ در سہارے  
۲۹۔ زینہ در سہارے  
۳۰۔ زینہ در سہارے  
۳۱۔ زینہ در سہارے  
۳۲۔ زینہ در سہارے  
۳۳۔ زینہ در سہارے  
۳۴۔ زینہ در سہارے  
۳۵۔ زینہ در سہارے  
۳۶۔ زینہ در سہارے  
۳۷۔ زینہ در سہارے  
۳۸۔ زینہ در سہارے  
۳۹۔ زینہ در سہارے  
۴۰۔ زینہ در سہارے  
۴۱۔ زینہ در سہارے  
۴۲۔ زینہ در سہارے  
۴۳۔ زینہ در سہارے  
۴۴۔ زینہ در سہارے  
۴۵۔ زینہ در سہارے  
۴۶۔ زینہ در سہارے  
۴۷۔ زینہ در سہارے  
۴۸۔ زینہ در سہارے  
۴۹۔ زینہ در سہارے  
۵۰۔ زینہ در سہارے  
۵۱۔ زینہ در سہارے  
۵۲۔ زینہ در سہارے  
۵۳۔ زینہ در سہارے  
۵۴۔ زینہ در سہارے  
۵۵۔ زینہ در سہارے  
۵۶۔ زینہ در سہارے  
۵۷۔ زینہ در سہارے  
۵۸۔ زینہ در سہارے  
۵۹۔ زینہ در سہارے  
۶۰۔ زینہ در سہارے  
۶۱۔ زینہ در سہارے  
۶۲۔ زینہ در سہارے  
۶۳۔ زینہ در سہارے  
۶۴۔ زینہ در سہارے  
۶۵۔ زینہ در سہارے  
۶۶۔ زینہ در سہارے  
۶۷۔ زینہ در سہارے  
۶۸۔ زینہ در سہارے  
۶۹۔ زینہ در سہارے  
۷۰۔ زینہ در سہارے  
۷۱۔ زینہ در سہارے  
۷۲۔ زینہ در سہارے  
۷۳۔ زینہ در سہارے  
۷۴۔ زینہ در سہارے  
۷۵۔ زینہ در سہارے  
۷۶۔ زینہ در سہارے  
۷۷۔ زینہ در سہارے  
۷۸۔ زینہ در سہارے  
۷۹۔ زینہ در سہارے  
۸۰۔ زینہ در سہارے  
۸۱۔ زینہ در سہارے  
۸۲۔ زینہ در سہارے  
۸۳۔ زینہ در سہارے  
۸۴۔ زینہ در سہارے  
۸۵۔ زینہ در سہارے  
۸۶۔ زینہ در سہارے  
۸۷۔ زینہ در سہارے  
۸۸۔ زینہ در سہارے  
۸۹۔ زینہ در سہارے  
۹۰۔ زینہ در سہارے  
۹۱۔ زینہ در سہارے  
۹۲۔ زینہ در سہارے  
۹۳۔ زینہ در سہارے  
۹۴۔ زینہ در سہارے  
۹۵۔ زینہ در سہارے  
۹۶۔ زینہ در سہارے  
۹۷۔ زینہ در سہارے  
۹۸۔ زینہ در سہارے  
۹۹۔ زینہ در سہارے  
۱۰۰۔ زینہ در سہارے



آوردن ہم اور ابابہ یہ یعقوب امی ل زلیخا پروردن

لانا اور اُسکو یعقوب ہی کی آنکھوں کے پانی اور ہوائے دل زینجا سے پرورش کرنا

درین نویت گہ صورت پرستی

اس نقارخانے صورت پوجنے والے یعنی ظاہری مین  
حقیقتؑ راہر دوری ظہورست

حقیقت کو ہر ایک دورے میں ایک ٹھوہر  
اگر عالم سبک دستور ماندے

اگر جان ایک طرف ہے پر رہتا  
گرا ز گردون نگر و نور خرم

جہاں سے نور آفتاب کا پوشیدہ نہو  
زمستان از چمن بار بار نہ بندو

جو آدم رخت ازین محرابکہ بست

چو وی ہم رفت کرد آغاز ادیس

چونکہ تدریس اور یس آسمانی

بھوٹان فنا چون غرق شد لوح  
فنا کے بھوٹان میں جب ڈوب گئے حضرت نوح

چون خوان دعوتش چیدند از آفاق  
جب خوان اُسکی دعوت گنا چنا جان نے

جو زمین ہامون شہد اور راہ عدم کو  
جب اس جنگل یعنی دنیا سے ہوا وہ مستی کی راہ چلتے ہیں

زندہ ہر کس نبوت کو نہیں ہتی

بجائے ہر شخص باری سے نقادہ ہستی کا  
 زاسمی برہان اقتادہ کوریت

ایک نام سے جان پر ایک نور پڑا ہے  
بسا انوار کان مستور ماندے

بہت نوری کہ وہ پوشیدہ رہے  
نکیر و روتق بازارِ محرم

زنا شیر بہار ان گل خند

ورین ٹینیس خانہ درس تقدیر  
اسر کر خانے یعنی دشمنین سبق پاک کی کا

نبیوح افتادو دین را پاسبان  
حضرت نوح پر پڑیام زمین کی نگہبان

شد این در بر حلیل الله مقصور  
کتابه هوا به در و از حضرت ابراهیم

موفق شد بان انفاق اسما و  
توفیق دیا گیا واسطے اُنکے لفقہ دینے کے اسما

ماری یعنی دی کوہ ہری سے آواز بقیوب

چو یعقوب از عقب نبین کار دم زد  
 چو یعقوب نے پیچھے سے اس کا ہم یعنی میری ہن دم مارا  
 اقامت را بکنعان حمل افکند  
 ٹھہرنے کا کنعان میں کعبہ ڈالا  
 شمار کو سپندش از بز و میش  
 گنتی بھیڑ اور بکریوں اور رُنبہ اُس کے کی  
 بنوت در بنوبت گشتہ پیدا  
 اُس کے باری باری ہو پوسے پیدا  
 ہستم پشت واضح گشت یوسف  
 آٹھ تین پشت میں ظاہر ہوے یوسف  
 پسر بیرون ز یوسف یازدہ پشت  
 اُس کے باہر یعنی سوا یوسف سے گیارہ رکھتا تھا  
 چو یوسف بر زمین آمد ز مادر  
 چو یوسف زمین پر آیا مان سے یعنی پیدا ہوا  
 و مثیل از بوستان دل نہالے  
 اُوگا باغ دل سے ایک نیا پودہ  
 ز گلزار خلیل اللہ کلی رست  
 باغ خلیل اللہ یعنی ابراہیم سے ایک پھول اُوگا  
 بر آمد اخترے از برج اسحاق  
 نکلا ایک ستارہ برج یعنی خاندان اسحاق سے  
 علم زد لالہ از باغ یعقوب  
 ظاہر ہوا ایک لالہ باغ یعقوب سے  
 غزالی شد شمیم افزاے کنعان  
 ایک ہرن کا بچہ ہوا خوشبو بڑھا جو الا کنعان کا  
 ز جہان تا بودہ بہرہ ماوریش را  
 جہان سے جب تک رہا حصہ سبکی مان کو یعنی جیت کر رہا

ز حد شام تا کنعان علم زد  
 کنت رے شام سے کنعان تک سک ٹھہرا یا  
 قنادرہ در فراش مال و فرزند  
 بڑے زیادتی میں مال اور لڑکوں کے  
 دران وادی شد از نو و میش  
 اُس جنگل میں ہوئی چیتی اور میٹھی سے زیادہ  
 بتفصیل رسالت شعلہ آسا  
 ساتھ تفصیل میری کے شعلے کے مانند  
 بماند از روی جہانے در تاسف  
 رہا اُن سے ایک جہان افسوس میں  
 ولی یوسف میان جانش رہ دست  
 اور لیکن یوسف اسی جہان میں راہ رکھتا یعنی عزیز تھے  
 بر رخ شد ماہ گردون برابر  
 چہرے میں ہوا آسمان کے چاند کے برابر  
 نمود از آسمان جان ہلاے  
 ظاہر ہوا آسمان کی جان سے ایک بچ کا چاند  
 قبا ی نازک اندامی بر خست  
 چکن نازک بدن چو نے کی اُس پر تنگ  
 ز روی او منور چشم آفاق  
 اُس کے چہرے سے روشن آفتاب جہان کی  
 از وہم مرہم وہم داغ یعقوب  
 اُسی سے مرہم اور بھی داغ یعقوب کا  
 از ور شک حلقن صحرا ی کنعان  
 اس سے رشک دینے والا حلقن کا جنگل کنعان کا  
 ز شیر خوش شستی شکرش را  
 دودہ اپنے سے دھو تین شکر یعنی ہونٹھ اُسکے کو

۱۰  
 ۱۱  
 ۱۲  
 ۱۳  
 ۱۴  
 ۱۵  
 ۱۶  
 ۱۷  
 ۱۸  
 ۱۹  
 ۲۰  
 ۲۱  
 ۲۲  
 ۲۳  
 ۲۴  
 ۲۵  
 ۲۶  
 ۲۷  
 ۲۸  
 ۲۹  
 ۳۰  
 ۳۱  
 ۳۲  
 ۳۳  
 ۳۴  
 ۳۵  
 ۳۶  
 ۳۷  
 ۳۸  
 ۳۹  
 ۴۰  
 ۴۱  
 ۴۲  
 ۴۳  
 ۴۴  
 ۴۵  
 ۴۶  
 ۴۷  
 ۴۸  
 ۴۹  
 ۵۰  
 ۵۱  
 ۵۲  
 ۵۳  
 ۵۴  
 ۵۵  
 ۵۶  
 ۵۷  
 ۵۸  
 ۵۹  
 ۶۰  
 ۶۱  
 ۶۲  
 ۶۳  
 ۶۴  
 ۶۵  
 ۶۶  
 ۶۷  
 ۶۸  
 ۶۹  
 ۷۰  
 ۷۱  
 ۷۲  
 ۷۳  
 ۷۴  
 ۷۵  
 ۷۶  
 ۷۷  
 ۷۸  
 ۷۹  
 ۸۰  
 ۸۱  
 ۸۲  
 ۸۳  
 ۸۴  
 ۸۵  
 ۸۶  
 ۸۷  
 ۸۸  
 ۸۹  
 ۹۰  
 ۹۱  
 ۹۲  
 ۹۳  
 ۹۴  
 ۹۵  
 ۹۶  
 ۹۷  
 ۹۸  
 ۹۹  
 ۱۰۰









برویش چشم روشن شاد و بهشت

نہاٹنے اُس کے آنکھ روشن کے خوش بیٹھی  
بدوش خاطر یعقوب حرم

ایس سے دل یعقوب کا خوش ہوا  
بہ پیش رو جو یوسف قبلہ یافت

سائے اپنے جیوسن ایسا قبلہ پایا  
یوسف بود در خوش رخت اندوز

موسف سے حق روح اُس کی راحت مع کرنیوالی یعنی خوش  
موسف بود و هر کار که بود

سبب سے تھا جو کام کہ تھا اس کا

ان جس جگہ کہ اس طرح کا چاند روشن ہو

ہویم کان رسن و دلبری بود  
اکون میں اس خوبصورتی اور دلبری سے کہ تھی

بے بودار سہرا آسانی  
بے چاند تھا آسمانِ ثقیب سے

من مہمات روشن آفتابی  
ن جانڈ افسوس ایک آفتاب روشن

کی لویم چہ جامی آفتابست  
کتا ہون میں کیا جلد آفتاب کی ہے

مدرس نوری از قید چه و چون  
بناک نور آزاد چون و چرا

نہیں بخون درین چون کزہ آرام  
سہلے مانند یعنی خدا ہے اس صورت میں آرام کیا

یاقوت گرمش نہان دشت  
یاقوت جو اُس کی محبت پوشیدہ رکھتا تھا

پس از چندی این چمنش فرو بست

بعد خیدر ورنے موت نے آنکھ اسکی بندگی یعنی مرگئی  
 زویدار شہ نہ بستی ویدہ برہم

اُس کے دیکھنے سے آنکھ بند کرتا یعنی جدا نہ کرتا  
 زعفران و دیگر رومی برتافت

دور لوگوں کے سامنے سے نکل پھرا

سے آئیں اُس کی تھیں دیدہ روشن کرنیوالی

یوسف کی وجہ سے تھی جو روئی کہ تھی اُس کی

اگر آفتاب ہووے راہ پناوے

بیرون از حد و پرپی بود  
باہر حد و پرپی سے کھن

دولوں و مکان راروشانی  
سے دونوں جہان کی روشنی

از روی بر فلک افتاد بانی  
سے کہ آسمان پر پڑی ایک روشنی

رخشان چشمہ انس آنجا سر البست  
روشن چشمہ انس کا دیوان دلو کا ہے

از جلیاب چون آور دیرون  
جو پردے سے باہر لایا یعنی ظاہر ہوا

بے زرو پوش کردہ یوسف نام  
 شی کے واسطے اس نے یوسف نام رکھا

کی اس کی جان میں جگہ وہی جگہ رکھتا تھا

زلیخائی کہ رشک حور علیہ بود  
ایسی زلیخا کہ رشک دینے والی حور بہشت کی تھی  
زخو رشید رخسار نادریدہ تلمے  
آفتاب چہرے اُس کے سے پیسہ کوئی چکے کچے  
چو بر دور ان غم عشق آوردن دور  
جب دور رہنے والوں یعنی عاشقوں پر غم عشق کا زور کرتا ہو

بمغرب پر وہ عصمت نشین بود  
پچھم من پاکہ اسنی کے پر دے میں بچھے والی تھی  
گرفتار خیالش شد بخواب  
اُس کے خیال کی ایک شب ہوئی گرفتار  
ز نزدیکیاں نباشد عالمی دور  
نزدیک والوں سے کوئی عاشق دور نہیں ہوتا ہو

در وصف زلیخا کہ مغرب از طلوع آفتاب  
زلیخا کے نسب کی تصنیف تین کہ پچیس طلوع ہونے آفتاب  
جمالش مشرق گشتہ بود بلکہ ہزاران درجہ ازان در گذشتہ  
خوبصورتی اُس کی سے پورب ہو گیا تھا بلکہ ہزاروں درجے اُس سے گزرا یعنی زیادہ ہوا

چنین گفت آن سخندان سخن سنج  
ایسا کہا اُس سخندان سخن تولنے والے یعنی شاعر نے  
کہ در مغربے میں شاہی بنامیں  
کہ پچھم کی زمین میں ایک بادشاہ با عزت  
ہمہ اسباب شاہی حاصل او  
بادشاہی کا تمام اسباب حاصل اس کو یعنی رکھتا تھا  
ز فرش تلج را اقبال مندی  
اُس کے سر سے تاج کو اقبال مندی  
فلک در خلیش از جوارمکربند  
آسمان اُس کے گرد میں جوار سے کربان دینے والا  
زلیخا نام زلیخا دختری دشت  
زلیخا نام ایک خوبصورت لڑکی رکھتا تھا  
نہ دختر اخترے از برج شاہے  
نہیں لڑکی ایک ستارہ برج شاہی سے

کہ در گنجینہ پوشش آن سخن گنج  
کہ اُس کے خزانے میں تھا شاعری کا وہ خزانہ  
ہمیز و کوس شاہی نام طیوس  
بجاتا تھا نقارہ بادشاہی کا نام طیوس تھا  
نماندہ آرزوے در دل او  
نہ رہی کوئی آرزو اُس کے دل میں  
ز پائش تخت را پایہ بلندی  
اُس کے پاؤں سے تخت کو مرتبہ بلندی کا  
ظفر بابت عیش سخت پیوند  
فتح کا اُس کی کشمیر بند سے مضبوط ساتھ  
کہ با او از ہمہ عالم تسری دشت  
کہ اُس کی طرف تمام جہان سے ایک خیال رکھتا تھا  
فرز ان کو بہری از درج شاہے  
بادشاہی تہے سے ایک روشن موتی

عبدین شمس  
والی عدین جو نبات  
خاں صورت چوئی  
میں اور اس جو ہے  
چر حسین کی تشبیہ  
میں آتا ہے اور  
مغربی اور سیاحی  
ان کی آفتاب کی  
خاں صورت چوئی  
اور زور دین ہوئی  
۱۲



[illegible]

ز حدنوں او با حلفت میم  
 کنارے نون اس کے سے اوپر حلقہ میم یعنی منہ کے  
 فزودہ بر الف صفردہان را  
 بڑھا کر الف پر نقطہ میم کا  
 شدہ نش عیان از لعل خندان  
 ہوئے ہیں اس کے ظاہر یعنی دانت اس کے ہنستے ہوئے ہونگے سے  
 زبستان ارم رویش نمونہ  
 باغ بہشت سے جہرہ اس کا نمونہ  
 بروہر جانب از خالی نشانے  
 اس پر ہر طرف تل سے ایک نشان  
 ز نخدانش کہ سیم بی ز کا تست  
 پھوڑی کی کچاندی بی ز کوہ جو یعنی کسی نے بوسنین لیا ہو  
 بزیر عبغیب اردانا برد راہ  
 بچے گوشت گردن کے جو عقل مند راہ لے جائے  
 قرار دل بود نایاب آنجا  
 قرار دل کا نایاب جادوے دہان یعنی بیقرار ہو  
 بیاض گردش صافی نزار علاج  
 سفیدی اس کی گردن کی صاف زیادہ با تھی دہت کی  
 برو ووشش زودہ طعنہ من را  
 سینے اور کندھے اس کے نے طعنہ دیا چنبیلی کو  
 دو پستان ہر یکے چون قبتہ نور  
 دو چھاتیان ہر ایک شکل ٹھنسی نور کے  
 دونار تازہ بر رستہ زیک شاخ  
 دو انار رستہ تازہ پیدا ہوئے ایک ٹھنی یعنی بدن سے  
 ز بازو بچ سیمین در غیل بود  
 بازو سے خزانہ چاندی کا غیل میں تھا

الف واری کشیدہ بینی از سیم  
 الف کے مانند کچنی ہوئی ناک چاندی سے یعنی گوری  
 ملی وہ کردہ آشوب جہان را  
 ایک نے دس حصہ کی پریشانی جہان کی  
 کشادہ میم را عقدہ بہ دندان  
 کلی میم یعنی نیچے کی گرہ دانتوں سے  
 درو گھما شکفتہ گونہ گونہ  
 اس میں بھول کھلے ہوئے طرح طرح کے  
 چوز نلی بچکان در گلستانے  
 مثل بچہ نرون کے ایک باغ میں  
 درو چاہے پر از آب حیات  
 اس میں ایک نمونہ آب حیات سے جھرا ہو  
 بو و گر آمدہ رستے ازان چاہ  
 جوانی ہو کوئی تری اس کنوین سے  
 کہ ہم چاہ است وہم گرد آب بجا  
 کہ گوان بھی ہے اور پھنور بھی دہان ہے  
 بگردن اور نشت ہوان بانج  
 گردن کے بل لاوین اس کو ہرن محصول  
 گل اندر حبیب کردہ پیرہن را  
 پھول نے گریبان میں کیا لباس کو یعنی سمٹ گیا  
 حبابی خاستہ از عین کا فور  
 ایک بلبل اٹھا چشمہ کا فور یعنی سفید سینے سے  
 کفت امید شان ناسودہ گسلخ  
 امید کی آہنی نے انکو گستاخانہ نہ گھسا یعنی نہ چھو ا  
 غیار سیم پیش او دغل بود  
 کساد چاندی کا آگے اس کے کھوتا تھا

۱۷  
 ۱۸  
 ۱۹  
 ۲۰  
 ۲۱  
 ۲۲  
 ۲۳  
 ۲۴  
 ۲۵  
 ۲۶  
 ۲۷  
 ۲۸  
 ۲۹  
 ۳۰  
 ۳۱  
 ۳۲  
 ۳۳  
 ۳۴  
 ۳۵  
 ۳۶  
 ۳۷  
 ۳۸  
 ۳۹  
 ۴۰  
 ۴۱  
 ۴۲  
 ۴۳  
 ۴۴  
 ۴۵  
 ۴۶  
 ۴۷  
 ۴۸  
 ۴۹  
 ۵۰  
 ۵۱  
 ۵۲  
 ۵۳  
 ۵۴  
 ۵۵  
 ۵۶  
 ۵۷  
 ۵۸  
 ۵۹  
 ۶۰  
 ۶۱  
 ۶۲  
 ۶۳  
 ۶۴  
 ۶۵  
 ۶۶  
 ۶۷  
 ۶۸  
 ۶۹  
 ۷۰  
 ۷۱  
 ۷۲  
 ۷۳  
 ۷۴  
 ۷۵  
 ۷۶  
 ۷۷  
 ۷۸  
 ۷۹  
 ۸۰  
 ۸۱  
 ۸۲  
 ۸۳  
 ۸۴  
 ۸۵  
 ۸۶  
 ۸۷  
 ۸۸  
 ۸۹  
 ۹۰  
 ۹۱  
 ۹۲  
 ۹۳  
 ۹۴  
 ۹۵  
 ۹۶  
 ۹۷  
 ۹۸  
 ۹۹  
 ۱۰۰









دور و لعلش کہ بود آویزہ گوش

موتی اور ہسل کہ اس کے کان کے بند کیے تھے

اگر بکشتیش گوہر ز گردن

اگر اس کی گردن سے موتی ٹوٹے

مڑ صغ موی بندش کز قفا بود

جسٹا و مویات اس کی کہ چھپے سے تھی

نہ گر کلفش گرفتہ یارہ را دست

اگر اس کی مہربانی نگلن کا ہاتھ نہ پکڑتی

نیارم پیش ازین از زخیر داد

نہیں سکتا ہوں زیادہ اس سے سونے سے خبر دینا یعنی

گمے در عشوہ مسند نشینی

کبھی مسند نشینی کے کرتے مسین

گمے در جلوہ ایوان خرامی

کبھی محل میں بیچ خرام دکھلانے کے

بہر روزی نوی کا نگندہ پر تو

بیچ ہر روز کے کہ ایک نیا سایہ ڈالا

بیگ حبش دوبارہ سر نہ سودہ

ایک گریبان میں دوسری بار سر گھسا یعنی نہ ڈالا

زیا پوس سران دہن کشیدے

سرداروں کی قدسوسی سے دامن کھینچتی

مداوہ دست جزیرا ہنش را

نہ حاصل ہوا سوا اس کے کرتے کے کسی کو

سہی سروان ہوا داریش کر فند

مشتوقوں نے خدنگاری اس کی کی

ز ہمزادان ہزاران عور زادہ

ہزاروں سے ہزاروں عور پیدا

ہزاروں سے ہزاروں عور پیدا

ہمی بر کو از دل جان لطف و ہوش

دل اور جان سے انکا لطف ہوش لیا تا یعنی ہوش کرنا تھا

شدی نج جواہر حبیب و دامن

ہوتا خزانہ جواہرات کا جیب اور دامن

ہزاران عقد گوہر را بہا بود

ہزاروں موتیوں کی لڑائیوں کی قیمت تھی

کہ یارستی ز دستا نش بر و بست

کون با تھون سے اس کو اس پر باندھ سکتا

کہ شد خلخال و پایش اندر افتاد

کہ ہوا پازیب اور اس کے پاؤں پڑا

بزیا و دیبہ رومی و چینی

سارے اپنے دیا رومی اور چینی کے

ز زرش حلا مصری و شامی

جوڑوں زرتار مصر اور شام والے سے

نمودہ برتش حبش خلعت نو

نہ رہا اس کے بدن پر سوانے جوڑے کے

چومہ ہر روز از بر جے نمودہ

مثل چاند کے ہر روز ایک بچ سے ظاہر ہوئی

بدین دولت مکر دامن رسیدے

اس دولت پر لیکن دامن پونہ پست

کہ در آغوش خود دیندیش را

کہ اپنی گود میں دیکھتا اس کے بدن کو

پریر و یان پرستار شیش کر دند

پروں نے اس کی غلامی کی

بخدمت روز و شب شیش ستادہ

خدمت میں رات دن اس کے آگے کھڑی ہوئیں

خدمت میں رات دن اس کے آگے کھڑی ہوئیں

یوسف زلیخا

یوسف زلیخا

یوسف زلیخا

یوسف زلیخا

یوسف زلیخا

یوسف زلیخا

یوسف زلیخا

یوسف زلیخا

یوسف زلیخا

یوسف زلیخا

یوسف زلیخا

یوسف زلیخا

یوسف زلیخا

یوسف زلیخا

یوسف زلیخا

یوسف زلیخا

یوسف زلیخا

یوسف زلیخا

یوسف زلیخا

یوسف زلیخا

یوسف زلیخا

یوسف زلیخا

یوسف زلیخا

یوسف زلیخا

یوسف زلیخا

یوسف زلیخا

یوسف زلیخا

نہ ہرگز بردوش باری نشسته  
 نہیں کبھی اس کے دل پر کوئی بچ بیٹھا  
 بنو وہ عاشق و معشوق کس را  
 نہ ہوئی عاشق اور معشوق کسی کی  
 شب چون نرگس سیراب حفتی  
 رات میں نرگس تر و تازہ کے سوتی  
 بسیمین بختیان از خورد سالان  
 ساتھ چاندی کی گڑیوں جھوٹی جھوٹی سے  
 ولی فارغ ز لعبت چرخ و دوار  
 دل بیکر بازی آسمان گردش گرنوالے سے  
 بدنیسان خرم و دلشاد بودے  
 اسی طرح خوش اور خرم رہتی  
 کش از ایام برگردن چہ آید  
 کر زمانے سے اس کی گردن پر کیا آدیکھا

نہ یکبارشس بیاخاری شکسته  
 نہیں ایک بار اس کے پانوں میں کوئی کاٹا ٹوٹا  
 نداده رہ بخاطر این ہوس را  
 نہ راہ دی دل میں اس ہو جس کو  
 سحر چون غنیمت خندان شگفتی  
 صبح کو مثل کھٹنے والی کلی کے کھلتی  
 بصحن خانہ چون رعنا غزالان  
 گھر کے صحن میں مثل طہار آ رہو چون بیتی خوبصورت دلوں کو  
 بنو دی غیر لعبت بازی کار  
 نہ تھا سوا گلیان کھیلنے کے اسکو کام  
 وزین غم خاطرش آزاد بودے  
 اور اس غم سے دل اس کا بیکر بہت  
 وزین شہامی ابستین چہ زاید  
 اور ان راتوں کے حاملہ ہونے سے کیا پیدا ہوا

در نیام منام ویدن زلیخا نبوت اول تیغ آفتاب جمال  
 بیچ نیام خواب گاہ کے دیکھنا زلیخا کا پہلی مرتبہ تلوار آفتاب جمال  
 یوسفی را وکشتہ عشق وے شدن  
 یوسف کو اور کشتہ اس کی عشق کی ہونا

شب خوشی ہجو صبح زندگانے  
 ایک اچھی رات شل صبح زندگی کے  
 ز جنبش مرغ و ماہی آرمیدہ  
 حرکت سے چڑیا اور مچھلی نے آرام کیا یعنی چپ بہن  
 درین بستان سراے پر نظر آئے  
 اس باغ یعنی دنیا نظارہ بھرے ہوئے ہیں  
 نشاط افزا چو ایام جوانی  
 خوشی بڑھانی والی شل زمانہ جوانی کے  
 حوادث پای درد من کشیدہ  
 حادثوں نے پانوں دامن میں کھینچ لی انکھیں بند ہو گئیں  
 غماندہ باز جز چشم ستارہ  
 نہ رہی کشادہ سوا آنکھ ستاروں کے

۱۷  
 ۱۸  
 ۱۹  
 ۲۰  
 ۲۱  
 ۲۲  
 ۲۳  
 ۲۴  
 ۲۵  
 ۲۶  
 ۲۷  
 ۲۸  
 ۲۹  
 ۳۰  
 ۳۱  
 ۳۲  
 ۳۳  
 ۳۴  
 ۳۵  
 ۳۶  
 ۳۷  
 ۳۸  
 ۳۹  
 ۴۰  
 ۴۱  
 ۴۲  
 ۴۳  
 ۴۴  
 ۴۵  
 ۴۶  
 ۴۷  
 ۴۸  
 ۴۹  
 ۵۰  
 ۵۱  
 ۵۲  
 ۵۳  
 ۵۴  
 ۵۵  
 ۵۶  
 ۵۷  
 ۵۸  
 ۵۹  
 ۶۰  
 ۶۱  
 ۶۲  
 ۶۳  
 ۶۴  
 ۶۵  
 ۶۶  
 ۶۷  
 ۶۸  
 ۶۹  
 ۷۰  
 ۷۱  
 ۷۲  
 ۷۳  
 ۷۴  
 ۷۵  
 ۷۶  
 ۷۷  
 ۷۸  
 ۷۹  
 ۸۰  
 ۸۱  
 ۸۲  
 ۸۳  
 ۸۴  
 ۸۵  
 ۸۶  
 ۸۷  
 ۸۸  
 ۸۹  
 ۹۰  
 ۹۱  
 ۹۲  
 ۹۳  
 ۹۴  
 ۹۵  
 ۹۶  
 ۹۷  
 ۹۸  
 ۹۹  
 ۱۰۰





رہ بودہ سر بر حسن و جمالش  
لے گیا تمام حسن و جلال یعنی خورون کا  
کشیدہ قاضی چون تازہ شمشاد  
قد ایک لانا مثل تازہ سر دے کے  
بر بریر او بخت زلف چو زنجیر  
بچے لکھائے ہوئے زلفین مثل زنجیر کے  
فروزان لمحہ نور از جبینش  
روشن ایک روشنی نور پشانی اُس کے سے  
مقوس ابروش محراب پاکان  
کسب ان کی طرح ابرو کے محراب پاکون کی +  
محل زرش از عزم تاز  
سے لکھائے ہوئے انھیں کی تاز کے سرے سے  
دو لعلش از بستم در شکر ریز  
دو ذون ہوئے اس کے ہنسی سے شکر ریزی میں  
برق درش از لعل در افشان  
جگ لکے مونی یعنی دانت کی ہوئے موتی جھاڑیوں کی  
بجندہ از ثریا نور میر بخت  
منہج میں ثریا سے نور گر اما محف  
وقن چون سببی از غیب طوق  
طوطی مثل ایک سیب کے گردن کے گوشت سے حلقہ دار  
گلزار خوش از مشک داغ  
اُس کے چہرے کے باغ میں ایک سیاہ داغ یعنی تل  
خس ماہی ز میج اوج فردوس  
چہرہ اسکا ایک چاند برقع بلند ہی بہشت سے  
ز سمن ساعدش باز و تو انگر  
جانندی کے ہوئے اسکے سے باز و امیر یعنی سونے

گرفتہ یک یک بیکس و دلالش  
لے لیا ایک ایک ایک غمزہ اور عشوہ اُن کا  
بازادی غلاش سر و آواز  
باوصف آزادی کے غلام اسکا سر و آزاد  
خرد و رابستہ دست و پانی پیر  
عقل اور تدبیر کے ہاتھ اور پانون پانی سے  
مہ و خورشید را رو بر پیش  
چاند اور سورج کا ٹھکانہ زمین پر یعنی آنکھوں پر  
معنبر سائبان بر خواب ناکان  
خوشبودار سایہ کرنا ہے پسند بھی ہو میں جی آنکھوں پر  
ز مژگان بر جگر بانادک انداز  
پلکوں کے پانون سے ہر کچھ بر تیر پڑا سنے والی  
دہانش در کلم شکر امینہ  
ٹھکانہ اُس کا بات کرنے میں شکر ماننے والا  
چو از گلگون شفق برق درخشان  
مثل سرخ شفق کے بجلی سے چمکنے والی  
نمک از لبت پر شور می رنجیت  
نمک نیکین منہ سے گر اما تھا  
ز سبب او بخت آبی معلق  
سبب لکھا ہوا ایک پانی معلق ہوئے گوشت گردن کا  
گرفتہ آشیان ز اے باغ  
پکڑا یعنی بنایا گوشت ایک کوسے نے ایک باغ میں  
ز ابر و کردہ آن مرخانہ در قوس  
ابر و سے کیا اُس چاند نے گھر کسان میں  
ز بی بی میان چون موی لاغر  
مغلی سے کر بال کے مانند دینی

منہج غمزہ اور عشوہ  
کروہ ایک اور لایو  
سی حرکت سے  
و تازہ سے  
جوان کے منہ سے  
و اتون کی جگہ  
اور رسل درخشان  
سے خوش بات  
میں مونی کا بولے  
منہج غمزہ اور عشوہ  
را دین ہا  
بہشت زلیخا  
مراد منہج نیکین اور  
بازو ۱۰  
معلق کے منہج ذوق  
کیا ہو یعنی حلقہ دار  
۱۱  
کے قوس  
اور راسی شکل کا  
ایک بھاٹک  
۱۲  
ہے



زلیخا چون برویش دید بکشا د  
 زلیخانے جو اُس کے منہ پر دیدہ کھولائی رکھا کی  
 جمالے دید از حد بشر دور  
 ایک جال دیکھا انسان کی حد سے دور  
 زرخ حسن صورت و لطف شامل  
 ظاہری رغوبی اور باکی خصلتوں سے  
 بہنم سالکی دیدہ بخوابش  
 ساتویں برس اُسکو خواب میں دیکھا  
 گرفت از قاتلش در دل خیالے  
 لیا اُس کے قد سے دل میں ایک حبس  
 زرویش آتشی در سینہ افروخت  
 اُسکے چہرے سے ایک آگ - سرینے میں روشن ہوئی  
 وزان عنبر نشان کیسوی بلند  
 اُچان خوشبودار دل کی باز سے والی زلفوں سے  
 زطاق ابرویش بانالہ شد جفت  
 اس کے ابرو کے طاق سے ملے سے زوج ہوئی  
 دل تنگ ز لبش تنگ شکر ساخت  
 دل تنگ کو اُسکی ہونچوں سے شکر کی گون بنا یعنی خوش ہوئی  
 معجزین سے عشرت شست از خرد و مست  
 گور سے ہوئے اس کے عقل سے ہوا تھوڑے  
 برویش ویدشگیں خال و کش  
 اُس کے چہرے پر دیکھا سیاہ تل دل کھینچنے والا  
 ز سبب غمش اس سبب جان دید  
 سبب غمش اس سے اِذا جان کی دیکھیں  
 بنام ایندوچہ نہ میا صورتی بود  
 سبب غمش اس سے اِذا جان کی دیکھیں  
 سبب غمش اس سے اِذا جان کی دیکھیں

یہ زلیخا نے  
 اُس صورت کو دیکھا  
 ایک ہی مرتبہ  
 میں نے نہیں  
 کہ اُس پر پڑی  
 بیان کرنا لکھا  
 کہ میں نے  
 قاتل کے کوئی  
 خبر نہ  
 مثال لکھ کر  
 میں نے بنا دیا  
 یہ زلیخا نے  
 اُس صورت کو دیکھا  
 ایک ہی مرتبہ  
 میں نے نہیں  
 کہ اُس پر پڑی  
 بیان کرنا لکھا  
 کہ میں نے  
 قاتل کے کوئی  
 خبر نہ  
 مثال لکھ کر  
 میں نے بنا دیا

بیکدیدارش اتقادانچہ افتاد  
 ایک نگاہ میں ایسی کچھ انت د پڑی  
 ندیدہ از پری نشیدہ از حور  
 نہ دیکھا پری سے نہ سنا حور سے  
 اسیش شد بیکدل فی بصدول  
 گرفتار اُس کی ہوئی ایک دل سے نہیں تنہا  
 مقید کردہ دل را باطنائش  
 قید کیا یعنی باز دھا دل کو اُس کی دوری سے  
 نشانند از دوستی در دل نہالے  
 چھایا دوستی سے دل میں ایک درخت  
 وزان آتش متاع صبر دل سوخت  
 اور اُس آگ سے دل کے صبر کا اسباب جل گیا  
 بہر مور شہ جان کردہ پیوند  
 ہر ایک مل سے جان کی دوری کو جوڑا  
 ز خواب کو خوش عرق خون خفت  
 سینہ بھری ہوئی آنکھیں اُس کی خون کی دہلی ہوئی ہوئیں  
 ز دندانش مژہ عقد گہ ساخت  
 اُسکے دانتوں سے ہلکوں کے بالے پڑی موتی کی ہالکی لٹی  
 میانش را کمر در بندگی بست  
 کمرے اُس کی بندگی میں کمر باندھ چھپا  
 نشست از وی سیندا سا بر آتش  
 بیٹھا اُس سبب سے سینہ کی طرح آگ پر  
 بدنیان سبب ساکی توان چید  
 اس طرح سے سبب کی طرح کب کے چھپتا  
 کہ صورت کا ست اندر معنی افزود  
 کہ ظاہر میں کھلایا دل میں بڑھایا یعنی خوش گئی

زلیخا از زلیخا نے رسیدہ  
 ریحنا زلیخا ہونے سے خود آرائی سے جھلکی  
 ازان معنی اگر آگاہ بودے  
 اوس کی حقیقت سے جو خبر دار ہوتی  
 ولی چون بود در صورت گرفتار  
 اور لیکن جو سختی ظاہر میں گرفتار یعنی عاشق  
 ہمہ در بندین داریم ماندہ  
 تمام عمر قید غور میں رہے ہم  
 ز صورت گرفتار بمعنی رونماید  
 ظاہر سے جو طوط باطن کے رخ کرے  
 یقین داند کہ در کوزہ نمی هست  
 یقین جانتا ہے کہ گھڑے میں کچھ باقی ہے  
 چو ساز و غرق دریای زلالش  
 جو بادے دریا تھنڈھے پانی کا اُس کو

از ان معنی بصورت اگر میدہ  
 اُس باطن سے ظاہر میں آرام کب  
 یکی از واصلان راہ بودے  
 ایک پہنچے ہوؤں راہ خدا سے ہوتی  
 نشد در اول از معنی خبر دار  
 نہ ہوئی پہلی مرتبہ حقیقت سے آگاہ  
 بصورت اگر گرفتار ہم ماندہ  
 صورتوں یعنی ظاہر کے گرفتار رہے ہم  
 کجا یکدل سو صورت گراید  
 کہاں یکدل طوط ظاہر کے سبیل کرے  
 ازان در گردن آرد تشنہ شربت  
 اُس سے پیاسا اُس کی گردن میں لانا ہے ہاتھ  
 نیاید یاد خم دیدہ سفارش  
 نہ آوے یاد تری گلے کے دیدے کی اُس کو

## وزیرین نسیم سحری بزلیخا و نرگس انباش اکشاوون

چلنا ہواے صبح کا اور پر زلیخا کے اور اُس کے نیند بھری آنکھوں کا کھلنا بے سنی جاگنا

سحر چون زراع شب واز برداشت  
 صبح کو جب رات کے کوئے نے اڑنا اٹھا یا  
 عناد دل سخن دلکش برکشیدند  
 بلبلوں نے آواز میں دل کھینچنے والی بے بند تگین  
 سمن از آب شبنم زوی خود شست  
 چنبلی نے اُس کے پانی سے سمٹا اپنا دھویا  
 زلیخا محنتیں در خواب نوشین  
 زلیخا دیتی ہی بیٹھی نیند میں

خروس صبح گاہ آواز برداشت  
 مرغ صبح کے وقت نے آواز اٹھائی یعنی بولا  
 نقاب عنجبہ از دل بردریدند  
 پھول سے پردہ کھلی کا بھاڑا یعنی پھول کھلے  
 بنفشہ جعد عنبر لومی خود شست  
 بنفشہ نے چوئی خوشبو بھار اپنی دھوئی  
 دلش را زوی در محراب نشین  
 سمن اُس کے دل کا رات والی محراب میں

۱۔ زلیخا صبح اول  
 ۲۔ غائبی ہونے کا  
 ۳۔ کی باقی کاغذ پر لکھا  
 ۴۔ سے مراد خود نبی اور  
 ۵۔ خود آرائی ہے  
 ۶۔ یعنی آکھٹ  
 ۷۔ باطن کے نشوونما  
 ۸۔ بطورت ظاہر کے  
 ۹۔ نتیجہ نہ ہو دوسرا  
 ۱۰۔ حقیقت  
 ۱۱۔ کہ سب سے  
 ۱۲۔ پہلے اور اضافت  
 ۱۳۔ کے  
 ۱۴۔ عناد دل میں  
 ۱۵۔ جسے بلبل و تگین  
 ۱۶۔ دستان اور  
 ۱۷۔ بالوغ کے معنی  
 ۱۸۔ آواز اور  
 ۱۹۔ نقاب  
 ۲۰۔ کے معنی  
 ۲۱۔ پردہ  
 ۲۲۔ لکھا



گریبان بکسر اول  
از زبان گری  
ساعتی گویای صبح  
اور بان کے منی  
بالغے لسنی قندار  
نیک کی جگہ ۱۲  
مصلحت کی گری  
دل میں خون کھانی  
زلیخا خواب  
نہیں بنی بچہ اور  
نہیں بچہ  
بلکہ بچہ  
آؤ بچہ اپنے پیچھے  
چلتی رات کے  
مٹی کے غم  
خون کے گریبان  
چاکر کے  
شہر کے  
بازار کے  
میں

بنو آن خواب خوش بیوشی بود  
نہ تھی وہ اچھی نیند ایک بیوشی تھی  
کنیزان روی برپالیش نہادند  
لوندیوں نے منہ اُسکے پانوں پر رکھے  
نقاب از لالہ سیراب بکشاو  
برود لالہ تازہ یعنی چہرے سے کھولا  
گریبان مطلع خورشید و مہ کرد  
گریبان مطلع آفتاب اور چاند کا کبیا  
ندید از گھر رخ ووشین نشانی  
نہ دیکھا مشرق کل دالے سے کوئی نشان  
بران شد کو غم آن سرو چالاک  
اُس پرستہ ہوئی کہ غم اُس چالاک پر سے  
ولی شرم کسان بدرفت دستش  
اور لیکن لوگوں کی شرم نے بکڑا ہاتھ پر اسکا  
نہان میدشت رازش دل تنگ  
پوشیدہ رکھتی تھی جیسے اُسکا دل تنگ میں  
فروغ خور و چون غنچہ بدخون  
دل میں کھاتی تھی مثل کلی کے خون +  
لب اوبالکنیزان در حکایت  
ہونٹھ اس کے لوندیوں سے گفتگو میں  
وہانش بارفتقان در شکر خند  
منہ اُس کا ساتھ رفیقوں کے بیٹھی ہنسی میں  
زبانش باحر یفان در فسانہ  
زبان اُس کی ساتھ حرفیوں کے کہانی میں  
نظر بر صورت اغیار میدشت  
نظر غیروں کی صورت پر بظاہر ہر رکھتی تھی

ز سودای شیش مدہوشے بود  
رات کے سودا سے اُسکو بیوشی تھی  
پرستاران بتیش بوسہ دادند  
لوندیوں نے اُس کے ہاتھ میں بوسے دیے  
خار آلودہ چشم از خواب بکشاو  
خار بھری ہوئی آنکھ نیکند سے کھولی  
ز مطلع سر زردہ ہر سونگہ کرد  
مطلع سے سر نکال کر ہر طرف دیکھا  
چو غنچہ شد فرو باخ و زبانی  
مثل کلی تھی جیسے غنچہ تھی ساتھ اپنے ایک زمانہ  
گریبان همچو گل بر تن زند جاگ  
گریبان کو مثل چول کے بدن پر جاگ کر کے  
بدامان صبور ی یامی بتیش  
صبر کے دامن میں باندھا پانوں اُس کا  
چو کان لعل نقل اندر دل سنگ  
نقل کی کان کی طرح پتھر کے دل میں لعل  
منید ادا ز ورون یک نمہ بیرون  
نہیں نکالتی تھی دل سے کچھ باہر  
دل اوزان حکایت در حکایت  
دل اُسکا اُن باتوں سے شکایت میں  
دلش چون نیشکر صد جاگرہ بند  
دل اُسکا مثل گبنے کے سو جاگ سے گرہ بند  
بدل از داغ عشقش صد زمانہ  
اُس کے دل پر عشق کے داغ سے سو شے  
ولی بیوستہ دل بایا میدشت  
اور لیکن دل ہمیشہ پاس پاس کے رکھتی تھی

عنان دل بدست خود کجا بود  
 باگ اپنے دل کی اُسکے ہاتھ میں کمان تھی  
 دلی کز عشق در کام نہنگ ست  
 وہ دل کہ عشق سے گھڑ پال کے اتا لوہین ہے  
 برون از یار خود کا مے نثار د  
 بار بار اپنے بارے کوئی مقصد نہیں رکھتا ہے  
 اگر گوید سخن با یا ر گوید  
 اگر کے بات سانچہ بار کے رکے  
 ہزار ان بار جانش برباد  
 ہزار دن مرتبہ جان اس کی ہونٹ پر آئی  
 شب مد ساز کار عشق باز ان  
 رات آئی موافقت کرنے والی عاشقون کی  
 از ان بر روز شان شب اختیار ست  
 اس سبب اُنکے دن پر رات کی اختیار ہے  
 چو شب شد روی در دیوار غم کرد  
 جب رات ہوئی منہ غم کی دیوار میں مکیا  
 ز تار اشک لب اوتار بر جنگ  
 آنسو کے تار سے بندھے اُسے تار جنگ پر  
 ز نالہ نعمہ جان کاہ برداشت  
 نالے سے راگ جان گھٹانے والا اٹھایا  
 خیال یا پیش دیدہ نشانند  
 خیال یا کار آئے آگے کے بھلا یا  
 کہ اسی پاکیزہ گوہر از چہ کافی  
 کہ اسی پاک مونی کس کان سے چہ تو  
 دلم بردے و نام خود نہ گفتے  
 دل نہ راتے گھیا تو اور نام ایسا نہ کہا تو نے

کہ ہر جا بود با آن دلربا بود  
 بلکہ جس جگہ تھی باس اس مشورین کو تھی  
 ز نسبت جوئی کا مشن پای لنگ ست  
 مقصد کی جستجو عمر سے اُنکا پانون لنگر ہے  
 دروش باس آرا مے نثار د  
 درل اُسکا ساتھ کسی کے کوئی آرام نہیں رکھتا ہے  
 و گر جوید مراد از یار جوید  
 اور جو جوئے مراد یار سے ڈھونڈے  
 کہ تا آن روز محنت شب بد  
 یہاں تک کہ اُسکے بچ کے دن کی رات آئی  
 شب آمد رازدار عشق باز ان  
 رات آئی بھید جاننے والی عاشقون کی  
 کہ آن یکے وہ در دین پردہ دار ست  
 کہ وہ ایک پردہ بھار نیوالا اور پردہ رکھنے والی ہے  
 بناری پشت خوچون جنگ حم کرد  
 رونے میں پیٹھ پہنی شل چکر کے پیڑھی کی  
 بدل پروازی خود ساخت آہنگ  
 اپنے دل سے شمول ہونے کا کیا ارادہ  
 بزیر و بزم فغان و آہ برداشت  
 آہستہ اور بدم آواز سے غور غور آہ شروع کیسا  
 ہم از وہ بدہ ہمزل کوچہ ہر افشانند  
 اُنھوں کو اور وہ بدم کو تو یہاں سے یعنی رولین کو  
 کہ و ارم از تو این کو ہر نشانی  
 کہ کئی بیوں میں تجھ سے یہ رونا کھینچ گفتگو  
 نشانی از مقام خود نہ گفتے  
 کچھ نہ بولنے والے قیام سے نہ بتایا تو نے

۱۰  
 ۱۱  
 ۱۲  
 ۱۳  
 ۱۴  
 ۱۵  
 ۱۶  
 ۱۷  
 ۱۸  
 ۱۹  
 ۲۰  
 ۲۱  
 ۲۲  
 ۲۳  
 ۲۴  
 ۲۵  
 ۲۶  
 ۲۷  
 ۲۸  
 ۲۹  
 ۳۰  
 ۳۱  
 ۳۲  
 ۳۳  
 ۳۴  
 ۳۵  
 ۳۶  
 ۳۷  
 ۳۸  
 ۳۹  
 ۴۰  
 ۴۱  
 ۴۲  
 ۴۳  
 ۴۴  
 ۴۵  
 ۴۶  
 ۴۷  
 ۴۸  
 ۴۹  
 ۵۰  
 ۵۱  
 ۵۲  
 ۵۳  
 ۵۴  
 ۵۵  
 ۵۶  
 ۵۷  
 ۵۸  
 ۵۹  
 ۶۰  
 ۶۱  
 ۶۲  
 ۶۳  
 ۶۴  
 ۶۵  
 ۶۶  
 ۶۷  
 ۶۸  
 ۶۹  
 ۷۰  
 ۷۱  
 ۷۲  
 ۷۳  
 ۷۴  
 ۷۵  
 ۷۶  
 ۷۷  
 ۷۸  
 ۷۹  
 ۸۰  
 ۸۱  
 ۸۲  
 ۸۳  
 ۸۴  
 ۸۵  
 ۸۶  
 ۸۷  
 ۸۸  
 ۸۹  
 ۹۰  
 ۹۱  
 ۹۲  
 ۹۳  
 ۹۴  
 ۹۵  
 ۹۶  
 ۹۷  
 ۹۸  
 ۹۹  
 ۱۰۰





بِالِیْنِ رَوْقِ اَزْ کَلْبِکِ تَرْدَادِ

نکلیے کو رونق کلبگر تری بینی رخسار سے کچھ دی  
شب و روز تیریں برین میں گزشتی  
رات اور دن اُس کو اسی طور سے گزرتا

بہ بستر جان زیر و سیمبر واد

مچھونے میں جان قادیاتوں سے بچ رہی  
سرموئے زمین آئینہ گشتی  
ایک بال برابر اس طریقے سے نہ بھرتی

از مشاہدہ تغیر حال زینجاگرہ تحیر برشتہ تفکر کنیز کلان قنادون  
غیر حال دیکھنے زینجا سے گرہ جبرت کی بیج دُور سے نگر بوند بون کے پڑنا

و وایہ بسر انگشت استفسار گره را از ان ترش کشادن  
اوروائی کا پوچھنے کے ناخن سے گرہ اس رشتہ سے کھولنا

کمان عشق ہر جا افکند تیر

چو سازد دور و رون آن تیرخانہ

جو کرے دل میں پڑے تیرے گشت  
خوش است از بحر دوان این گشت

خوب ہے عقلمندوں سے یہ باریکی کہنا  
اگر مشک گمرد و سرور صوفی

جوشنک پر سوتہ کا پردہ ہوا ہے

وہ ہوا عشق کو یہ سنیہ رکتی تھی

اور لیکن سرسکا چاہتا وہ ہر دم ایک جگہ ہے

لهی از کوچه پس اب میرحیت  
کسی رنورس نه چن اسکری یاری میرحیت

ہر قطرہ کہ از مژگان کشادی  
ہر ایک کو نہ بین کہ کج سے طو لقی

سپرداری نباشد که رتبه

زیریں باشند آنرا صد نشانه

ابا ہر سے مودین اے ہوئے  
اک عشق و مشک رہتا ان ہفتن

کہ عشق اور مشک کو ملن میں چھپانا  
کنہ غمازی از صہ بروہ شری

کر کے چغنی سوری سوہرت سے بڑا سکی  
سندھ مخم غم لوتھ رم اکاشت

سینہ میں ای غم کا بوسہ ہوتی تھی

کرتا تھا اندر یعنی دل سے ایک تری اور تازگی

جہ جامی اب بل حساب پر کیا گیا جگہ پانی کی بلکہ خون خاص مگرانی مکتی

شانی راز او بیرون نهادی  
ایک پوسته به جید اسکا!

۴  
 حاکم  
 مراد  
 ۱۱  
 ۱۲  
 ۱۳  
 ۱۴  
 ۱۵  
 ۱۶  
 ۱۷  
 ۱۸  
 ۱۹  
 ۲۰  
 ۲۱  
 ۲۲  
 ۲۳  
 ۲۴  
 ۲۵  
 ۲۶  
 ۲۷  
 ۲۸  
 ۲۹  
 ۳۰  
 ۳۱  
 ۳۲  
 ۳۳  
 ۳۴  
 ۳۵  
 ۳۶  
 ۳۷  
 ۳۸  
 ۳۹  
 ۴۰  
 ۴۱  
 ۴۲  
 ۴۳  
 ۴۴  
 ۴۵  
 ۴۶  
 ۴۷  
 ۴۸  
 ۴۹  
 ۵۰  
 ۵۱  
 ۵۲  
 ۵۳  
 ۵۴  
 ۵۵  
 ۵۶  
 ۵۷  
 ۵۸  
 ۵۹  
 ۶۰  
 ۶۱  
 ۶۲  
 ۶۳  
 ۶۴  
 ۶۵  
 ۶۶  
 ۶۷  
 ۶۸  
 ۶۹  
 ۷۰  
 ۷۱  
 ۷۲  
 ۷۳  
 ۷۴  
 ۷۵  
 ۷۶  
 ۷۷  
 ۷۸  
 ۷۹  
 ۸۰  
 ۸۱  
 ۸۲  
 ۸۳  
 ۸۴  
 ۸۵  
 ۸۶  
 ۸۷  
 ۸۸  
 ۸۹  
 ۹۰  
 ۹۱  
 ۹۲  
 ۹۳  
 ۹۴  
 ۹۵  
 ۹۶  
 ۹۷  
 ۹۸  
 ۹۹  
 ۱۰۰



کسی از آتش دل آہ می کرد  
 کبھی دل کی آگ سے آہ کرتی تھی  
 بہر آہی کہ از دل بر کشیدے  
 ہر آہ میں کہ دل سے نکلتی تھی  
 چو بودی روز و شب بخواب بخیزد  
 جو نہ تھی دن اور رات بے سوئے اور گھائے ہوئے  
 بدستِ ہمہ گزنیج با سخی  
 جلنے تھے سب کہ قہر بارش سے  
 کنیزان ابنِ شایہما چو دیدند  
 نونہ لون نے یہ نشانیاں چو دیکھیں  
 ولی روشن نشد کارِ اسببِ نیست  
 اور کسکین ظاہر ہوا کہ وہ سبب کیا ہے  
 یکے گفتا کسی تلمشِ ندیدست  
 ایک نے کہا کسی نے مثل اسکا نہیں دیکھا ہے  
 یلے گفتا ہمانا سحر ساری  
 ایک نے کہا تحقیق کر کسی جادوگر نے  
 یکے اقتاد این معنی پسندش  
 ایک شخص اس کو یہ بات پسند پڑی  
 یی گفت ایما کہ تار عشق نیست  
 اس ایک نے کہا یہ نشانیاں عشق کی ہیں  
 ولی کس را بہ بیدارے ندیدہ  
 اور لیکن کسی کو چاہتے ہیں کہ نہیں دیکھا  
 ہی بست از دکان ہر کس خیالے  
 باندھا تھا سبھ سے ہر شخص ایک خیال  
 ولی سر دیش ظاہر نمی شد  
 اور لیکن اس کے دل کا بھید ظاہر نہیں ہوتا تھا

کبر و دود و آہش اہمی کرد  
 آسمان پر سگی آہ کا دھولان راہ کرتا یعنی جاتا تھا  
 کسان بوی کباب دل کشیدے  
 لوگ دہل کے کباب کی خوشبو سونگتے  
 گل و شمش نمودے لالہ زرد  
 جہرہ اس کا معلوم ہوتا لالہ کی طرح زرد  
 نر وید لالہ خالی نزد آغے  
 نہیں آگتا ہے کوئی لالہ خالی کسی داغ سے  
 خط آشفتنی بروے کشیدند  
 خط دیوانگی اور اس کے کھینچا یعنی اسے دیوانہ سمجھا  
 قضا جنباں این حالِ حجبِ کلیست  
 آخر کرنے والا اس حال کا کون ہے  
 ہمانا کز کسی چشمِ رسیدست  
 تحقیق کر کسی سے آنکھ لینی نظر اسکو لگی ہے  
 نہ جگرش بستہ برومن طزاری  
 جادو سے اس کے دامن پر کوئی نقش باندھا  
 کہ از دیو و پری آمد کز ندش  
 کہ دیو اور پری سے آئی انڈیا کی کوئی سایہ ہوگا  
 دیش مشک بزمیر بارشِ مست  
 دل اسکا پرے شہد بیچش کے بوجھ کے ہے  
 ز خواش کوئی این آفت رسیدہ  
 خواب سے اسکو کہے تو یہ آفت پہونچی  
 ہمیکہ دند با ہم قیل و قالے  
 کرتے تھے آپس میں جھجھکیں  
 سخن بر تیج چیزِ آخر نمی شد  
 بات اور کسی چیز کے ختم نہیں ہوتی تھی

کسی نے کہا کہ  
 یہ نشانیاں  
 عشق کی ہیں  
 لیکن کسی نے  
 کہا کہ یہ  
 جادو کی بات  
 ہے





اگر رقم طراز دوش بودی  
 اگر جانی منی بچلی این کدھے کی نقش لینی کدھے برہتی تو  
 چو شد شاخ گلت سرخرمان  
 چو چلی شنی چول لینی برہتی کی سرچلنے والی منی چلنے کو تیار  
 بہر کاریت خدمتگار بودم  
 نیری ہر کام میں خدمت کرنوالی رہی میں  
 بہر جا رفت سرود لربایت  
 جس جگہ گیا سرودل لیجا نیوالا تیر یعنی توجہ دھری  
 چو شستی بخدمت ایام  
 جب بھی تو نوکری میں کھڑی رہی میں  
 کنون ہم درہان کارم کہ بودم  
 اب بھی اٹھیں کام میں ہوں کہ تھی میں  
 ز من راز دولت نہان چہ داری  
 مجھ سے اپنے دل کا ہید کیا پوشیدہ رکھتی ہے تو  
 بگو آخر دین کارت کہ اندخت  
 کہ آخر کو اس کام میں جھگو کس نے ڈالا  
 چنین آشفته کو درسم جرائی  
 اتنی دیوانی اور ہر شان کیوں ہے تو  
 کل سخت چراز در دست نیان  
 بھول سرخ لینی چہو تیرا سار دیکھوں ہے  
 تو خورشیدی چو ماہت کا شست  
 تو آفتاب سے شل جائے گا جھگو کیا ہے۔  
 لقیقہ دانم کہ زدماہ تیرا راہ  
 میں قاتی ہو میں کہی جانے نہ میری انہری کی  
 اگر بر آسمان باشد فرشتہ  
 اگر آسمان پر ہوے فرشتہ

بالستار کدھے  
 چو شد شاخ گلت  
 چو چلی شنی چول  
 بہر کاریت  
 نیری ہر کام  
 بہر جا رفت  
 جس جگہ گیا  
 چو شستی  
 جب بھی تو  
 کنون ہم  
 ز من راز  
 بگو آخر  
 چنین آشفته  
 اتنی دیوانی  
 کل سخت  
 بھول سرخ  
 تو خورشیدی  
 تو آفتاب  
 لقیقہ دانم  
 اگر بر آسمان

چو خفتم خفته در آغوشن بودی  
 جو سوتی میں گود بہر میں سوتی رہتی تو  
 بہنوزت دست بستہ ز دامن  
 ایک تیرے دہن سے ہاتھ نہ توڑا میں نے  
 بخدمتگاریت در کار بودم  
 نیری خدمتگاری کے کام میں رہی میں  
 قتا دم بمحو سایہ در قفایت  
 چڑی میں شل گائے کے سجھے تیرے یعنی پیچھے رہی  
 چو خسییدی بیایت سر نہادم  
 جب سوتی تو میں نے تیرے پاؤں پر سر رکھا  
 بدان خدمت پر شمارم کہ بودم  
 اسی خدمت میں نوٹدی ہوں کہ تھی میں  
 ز خود بیگانہ ام ز میان چہ داری  
 اپنے سے غیر جھگو اس طرح سے کیا رکھتی ہے تو  
 کہ بر دایسان خروبارت کہ اندخت  
 کوں لگیا اس طرح عقل تیری بوجھ کئے ڈالا  
 چنین باد و دودم بہدم جرائی  
 اتنی دود اور غم سے ہمبخت کیوں ہے تو  
 دم گرمیت چراسر دست نیان  
 یہاں گرم تیری کیوں اس طرح سے ٹھنڈی ہے  
 زوال چاشت کاہت چو شست  
 زوال پر و ن چڑھے کا جائے جھگو کیا ہے  
 بگوروشن مرا تا کیست ان ماہ  
 کہ صاف مجھ سے کہیوں ہے وہ جانے  
 ز نور قدسیان ذلیل سرشتہ  
 نور پاک سے ذات اسکی نی جہی





بہ ہوشی خود ہشیار شیش داد  
 اپنی ہوشی سے ہوشیاری اُسکو دی  
 ز چارہ سازش حیران فروماند  
 تندرستی کے اس کے سے جان اور عافیت  
 کہ نادانستہ رہن محال است  
 کہ نوبہر جانے ہوے کہ موصوفہ جھٹھکا مشکل ہے  
 کجا در آخرش حقیقت تو آنے  
 کہان اسکے انجام میں جس جو کہ سکے تو  
 باصلاحش زبان پند بکشاو  
 اسکے اصلاح کیواسطے زبان نصیحت کی کھولی  
 ہمیشہ کار دیوان مکرور پوست  
 دیوان کا کام ہمیشہ کراور چلے ہے  
 کہ تابر وے در سودا کشا نیند  
 تاکا کثیرا فرازہ سودا کا کچھ لین اپنی عاشق کر لین  
 کہ نہا حیرتین شکل دل آرا  
 کہ دکھائے اپنی صورت دل بہار است کرینوال  
 معاذ اللہ کز وزاید فرشتہ  
 پناہ خدا کی کہ اُس سے پیدا ہونے کی صورت  
 چرا باید بہر نار است جان کاست  
 کیون ہر جھوٹ پر جان گھونٹا چاہیے  
 بدنیسان راستا نرا کی رہو دی  
 اسے جو بن اپنی جاکب لجا ہیامی بخود کردیتا  
 کہ بج باج گراید راست بار است  
 کہ تیرے کھڑے کھڑے سب بید عارف سبھے کے  
 برہون کن انجیال از خاطر خوش  
 اپنے دل سے ہیں خیال کو محال

ز خواب خوشین بیدار شیش داد  
 خواب اپنے سے بیداری اُسکو دی یعنی ظاہر کیا  
 چو دایہ حرفی از طومار او خواند  
 جو دایہ ایک جہت دفتر اُسکے سے سُنا  
 ملی این حرف نقش ہر خیال است  
 ہاں بہات ہر خیال کے نقش پر یعنی سب جانتے ہیں  
 مراوی را ز اول تا ماندانے  
 سب تک شروع سے کسی مطلب کو نہ جانے تو  
 نیارست از شش چون بند کشاو  
 اُسکے نرل سے جو جہتی نہ کھول سکی  
 تختہ گشت انہا کار دیو است  
 جیسے گشت نام دیوون کا ہے  
 بزم و م صورت زبیا نماند  
 اور بزم کو صورت بھی ظاہر کرتے ہیں  
 ز نیجا گفت دیوے را چہ یارا  
 زبانی سے کہا کسی دیو کو کیا طاقت  
 تخی کز شور و شر باشد مرشتہ  
 چرخش کہ شور اور فساد سے بنا ہوا ہو  
 وگرنہ لقا کہ این خوابیت نداشت  
 پھر کہا کہ ایک جھوٹا خواب ہے  
 بگفت این خواب کہ نار است دی  
 کہ خواب اگر جھوٹ ہوتا  
 شمار نہ بل دل میں کہتے راست  
 جہت میں صاحب دل نہیں کہتے کونچ  
 وگرنہ لقا کہ مستی و نش اندیش  
 چہ کہما کہ تو عقلمند ہے

یہ ہوشی خود ہشیار شیش داد  
 اپنی ہوشی سے ہوشیاری اُسکو دی  
 ز چارہ سازش حیران فروماند  
 تندرستی کے اس کے سے جان اور عافیت  
 کہ نادانستہ رہن محال است  
 کہ نوبہر جانے ہوے کہ موصوفہ جھٹھکا مشکل ہے  
 کجا در آخرش حقیقت تو آنے  
 کہان اسکے انجام میں جس جو کہ سکے تو  
 باصلاحش زبان پند بکشاو  
 اسکے اصلاح کیواسطے زبان نصیحت کی کھولی  
 ہمیشہ کار دیوان مکرور پوست  
 دیوان کا کام ہمیشہ کراور چلے ہے  
 کہ تابر وے در سودا کشا نیند  
 تاکا کثیرا فرازہ سودا کا کچھ لین اپنی عاشق کر لین  
 کہ نہا حیرتین شکل دل آرا  
 کہ دکھائے اپنی صورت دل بہار است کرینوال  
 معاذ اللہ کز وزاید فرشتہ  
 پناہ خدا کی کہ اُس سے پیدا ہونے کی صورت  
 چرا باید بہر نار است جان کاست  
 کیون ہر جھوٹ پر جان گھونٹا چاہیے  
 بدنیسان راستا نرا کی رہو دی  
 اسے جو بن اپنی جاکب لجا ہیامی بخود کردیتا  
 کہ بج باج گراید راست بار است  
 کہ تیرے کھڑے کھڑے سب بید عارف سبھے کے  
 برہون کن انجیال از خاطر خوش  
 اپنے دل سے ہیں خیال کو محال

بگفتا کارگر بودے بدستم  
 کما کام جو ہوتا میرے ہاتھ یعنی اختیار میں  
 مرا تدبیر کار از دست رفتہ است  
 میرے کام کی تدبیر ہاتھ سے نکل گئی ہے  
 مرا نقشِ زشتہ در دل تنگ  
 بنیایا نقشِ میرے دل تنگ میں  
 اگر ہا دے دزدیا آئے آید  
 جو کوئی ہوا چلے یا کوئی پانی آدے  
 چو دایہ ویدش اندر عشق محکم  
 جب دایہ نے اسکو عشق میں مضبوط دیکھا  
 نہائی رفت حالش با پیر گفت  
 پوشیدہ گئی حال اسکا آپ سے کہا  
 ولی چون عاجز آمد دست تدبیر  
 اور لیکن جب عاجز آیا ہاتھ تدبیر کا

کی این بار گران داد می شکتم  
 کب یہ بھاری بوجھ یعنی عشق مجھو شکست دیتا یعنی عاجز کرنا  
 عنان اختیار از دست رفتہ است  
 ایک اختیار کی ہاتھ سے گئی ہے  
 کہ بس محکم ترست از نقد و سنگ  
 کہ نقد پتھر کیسے محکم تر ہے  
 ز سنگ ان نقش محکم کے زواید  
 پتھر سے اس مضبوط نقش کو ایک مٹا سکے  
 فرو بست از نصیحت گویش دم  
 اسکو نصیحت کرنے سے دم بندھا یعنی چپ رہی  
 پد رزان قصہ مشکل برآشت  
 آپ اس کے مشکل قصہ سے خفا ہوا  
 حوالہ کرد کارش را بتقدیر  
 کام اسکا تقدیر کے حوالے کیا

در خواب دیدن زلیخا حضرت یوسف را الوہیت دوم  
 خواب میں زلیخا کا حضرت یوسف کو دوسری مرتبہ  
 وسلسلہ عشق وی جنیدن دویر اور ورطہ رجنون کشیدن  
 اور اس کے عشق کی زنجیر کا ہلنا اور اسکو دیوانگی کی محنور میں گھسیٹنا

خوش آمدل کاندرو منزل کند عشق  
 اچھا وہ دل جہین عشق مقام کرے  
 در زور خشنده برتے بر فروزد  
 اس میں ایک ایسی جگہ ہے جلی چکا دے  
 نماند روی اندوہ ملامت  
 نہیں اس میں رنج ملامت یعنی ملامت سننے کا  
 زکار عالمش غافل کند عشق  
 جان کے کام سے اسکو عشق غافل کرے  
 کہ صبر و ہوش را خرمن بسوزد  
 بلکہ صبر اور ہوش کے کھلیان کو جلا دے  
 شود کا سہ پہر و کوہ ملامت  
 ایک تنکا آسہ پہر یا ز ملامت کا ہو یعنی معلوم ہو

۱۰  
 ۱۱  
 ۱۲  
 ۱۳  
 ۱۴  
 ۱۵  
 ۱۶  
 ۱۷  
 ۱۸  
 ۱۹  
 ۲۰  
 ۲۱  
 ۲۲  
 ۲۳  
 ۲۴  
 ۲۵  
 ۲۶  
 ۲۷  
 ۲۸  
 ۲۹  
 ۳۰  
 ۳۱  
 ۳۲  
 ۳۳  
 ۳۴  
 ۳۵  
 ۳۶  
 ۳۷  
 ۳۸  
 ۳۹  
 ۴۰  
 ۴۱  
 ۴۲  
 ۴۳  
 ۴۴  
 ۴۵  
 ۴۶  
 ۴۷  
 ۴۸  
 ۴۹  
 ۵۰  
 ۵۱  
 ۵۲  
 ۵۳  
 ۵۴  
 ۵۵  
 ۵۶  
 ۵۷  
 ۵۸  
 ۵۹  
 ۶۰  
 ۶۱  
 ۶۲  
 ۶۳  
 ۶۴  
 ۶۵  
 ۶۶  
 ۶۷  
 ۶۸  
 ۶۹  
 ۷۰  
 ۷۱  
 ۷۲  
 ۷۳  
 ۷۴  
 ۷۵  
 ۷۶  
 ۷۷  
 ۷۸  
 ۷۹  
 ۸۰  
 ۸۱  
 ۸۲  
 ۸۳  
 ۸۴  
 ۸۵  
 ۸۶  
 ۸۷  
 ۸۸  
 ۸۹  
 ۹۰  
 ۹۱  
 ۹۲  
 ۹۳  
 ۹۴  
 ۹۵  
 ۹۶  
 ۹۷  
 ۹۸  
 ۹۹  
 ۱۰۰









زجنس آب و خاک عالم من

قسم پانی اور خاک جہاں یعنی ربیعہ عناصر سے ہرچیز  
اگر ہستی درین گنقا صادق

اگر تو اس بات یقینی قول بہین جی ہو  
یہ بی جفتی رضا سے من نکہدار

بے شادی ہونے کے حالت میں خوشی میری خیال نہ  
مساز الماس دیدہ گوہر ت را

مست کر الماس دیکھا یعنی بیدھا ہوا و غیر ہونی یعنی بکر کو  
نہ پنداری کران اُم فروغ مست

نکمان کر تو کہ اُس غم سے بھگو فراغت ہے  
ز داغ عشق تو ہستم نشان مند

تیرے عشق کے داغ سے میں ہوں داغ دار  
ز لعل اوشیند این نکتہ رانی

ہو نکتہ اُس کے سے یہ باتیں سنیں  
فتاد آتش بجان پروانہ را

بڑی آگ ایک پروانے کی جان پر  
جلد پر سوز و دل پر تابِ خاکست

کلیجہ بھرا ہوا سوز کا اور دل پر سوز کا بھرا ہوا آگ  
بگردون دوش از اندوہ بر شد

برابر آسمان کے دھواں اُس کے غم کا بلند ہوا  
ز حد بلندشت غوغائی کہ بودش

حد سے گذرا وہ شور کہ تھا اُس کا  
ز بند بند و قید مصلحت رست

قید محبت اور قید مصلحت چھوٹی یعنی ایچے بڑے کی تمیز نہ  
چو لالہ خون دل میرحبت بر خاک

شکل لالہ کے خون دل کا گرانی تھی خاک پر

بگفتا از نژاد آدم من

کہا آدم کی اولاد سے ہوں میں  
کنی دعوی کہ ہستم بر تو عاشق

کہتی ہے تو دعوی کہ میں تجھ پر عاشق ہوں  
حق مہر و وفا ی من نکہدار

حق محبت اور دوستی میری کانچا کھ  
مکن دندان رسیدہ شکر ت را

مست کر اپنے ہونچہ کو دانت لگا دوا یعنی کسی کو بوسہ دینا  
ترا از من اگر برسینہ داغ مست

تیرے سینے پر اگر بچے داغ ہے  
مرا ہم دل بدام تست در بند

میرا دل بھی تیرے حبال میں قید ہے  
ز لیخا چون بدیدان مہربانی

زلیخا نے جب دیکھی وہ مہربانی  
گرفت از نو پیری دیوانہ را

پکڑانے سے پیری نے ایک دیوانے کو  
سحر مست از خیال غاب بر خات

صبح کو مست خواب کے خیال سے آٹھی  
بدل اندوہ او ابنوہ تر شد

اُس کے دل میں غم کا جو ہم زیادہ ہوا  
یکے صد گشت سودائی کہ بودش

ایک کا تھوڑا حصہ ہو گیا وہ سودا کہ تھا اُس کو  
ز نام عقل بیرون قرش از دست

باگ عقل کی اُس کے ہاتھ سے باہر ہو گئی  
ہمیر و مجو غنچہ حبیب جان چاک

مارکی یعنی کرنی تھی گل کی طرح گریبان جان کا چاک

یوسف زلیخا  
غافل کہان میں  
زلیخا کا کارگر  
کاہل و سادہ  
بہار کسان  
کی محبت کو  
دوسرے کو فضا  
رکھ کر  
پیر کی فکر  
صفت و صفت کا  
میر و مجو غنچہ  
سول کے جواب  
بیک صبر و صبر  
نہشت بن  
گرا جوتہ اول  
بہی و محبت  
من و مجو  
سحر و سحر  
بہار و سحر  
بہار کی محبت  
بہار کی محبت  
بہار کی محبت

کسی از مہر و لیش روی میکند  
 کبھی اس کے منہ کی محبت سے بندہ نو چنی تھی  
 پرستار ان بہر سولش شستند  
 کوثر بان ہر طہر اس کے ٹھین  
 اگر زان حلقہ بودی تیج تقصیر  
 جیساں حلقہ سے کچھ کی ہوتی یعنی لوڑیاں اٹھ جائیں  
 وگر نگر قیش آن حلقہ دامن  
 اور جو نہ کہتا وہ حلقہ اس کا دہن  
 وگر بندش نکر دے غنچہ کردار  
 اور جو اس کو قید نہ کرتے لوگ کلی کے نامند  
 پلہ زان واقعہ چون گشت آگاہ  
 باپ جب اس حال سے غمخسہ دار ہوا  
 بندہ بیرش بہر اسے دویدند  
 اس کی فکر میں ہر ایک طہر لوگ دوڑے  
 بفرمودند پیمان ماری از زر  
 فرمایا ایک لہکنا ہوا سانس یعنی زنجیر سونے کی تیار ہو  
 بستین ساقش آن مار لہر گنج  
 اس کی گوری کلاس فی میں وہ سانپ کی تولیہ دلا یعنی بھیر  
 زلیخا بود گنج خوبے آسے  
 زلیخا تھی خوبی کا خیزانہ بیشک  
 چون زین مار زیر دانش خفت  
 جب سانپ بچا اسکی آستین کے ہوا یعنی زنجیر بچائی گئی  
 مرا پای دل اندر عشق بندست  
 اس کے دل کا پائون عشق کی بڑی میں ہے  
 شکستی جرخ عمر فرساے  
 سچا لاک آسمان غمخسہ گھٹنے والی کی

کسی بر یاد زلفش موی نمی کند  
 کبھی اس کی زلف کی یاد پر بال اکھاڑتی یعنی کھسکتی تھی  
 بگرد مہر چو بالہ حلقہ بستند  
 گرد چاند کے شل ہلے کے حلقہ بانہ عافی گھیر لیا  
 برون جستی ز حلقہ بہت چون تیر  
 باہر نکلتی حلقہ سے سیدی جی مثل تیر کے  
 سومی بر زن شدی سر و ش خمان  
 گلی کی طرف خمان ہوتا سر دھکا یعنی گھر کے باہر کو چلتی  
 چو گل بے پردہ کردی رہ بازار  
 پھول کی طرح بے پردہ نکل ماتی بازار میں  
 دو اوجوشد ز دانا یان در گاہ  
 علاج چاہنے والا ہوا دربار کے حکم میں سے  
 بہ از زنجیر تدبیرش ندیدند  
 بہتر زنجیر یعنی قید سے اس کی تدبیر نہ دیکھی  
 کہ باشد مہرہ دار از لعل گوہر  
 جو کہ موتی اور مہل سے جڑاؤ ہو دے  
 در آمد حلقہ زن چون مار بگنج  
 کٹڑی مار تیا ہوا خزانہ پریش سانپ کے بٹنی چائی گئی  
 بود ہر گنج رانا چار مارے  
 ہوتا ہر خزانے پر ایک مار سانپ  
 ز دیدہ اشک بیابانید و سگفت  
 آنکھوں سے آنسو برساتی تھی اور کہتی تھی  
 ہمان بندم ازین عالم بندست  
 وہی میری جگہ اس جہان سے لگائی ہے  
 بدین بندم چیرا ساز و دران یکے  
 اس میری سے میرے پائین کوون بھاری کرتی ہے

کبھی اس کی زلف کی یاد پر بال اکھاڑتی یعنی کھسکتی تھی  
 گرد چاند کے شل ہلے کے حلقہ بانہ عافی گھیر لیا  
 باہر نکلتی حلقہ سے سیدی جی مثل تیر کے  
 گلی کی طرف خمان ہوتا سر دھکا یعنی گھر کے باہر کو چلتی  
 پھول کی طرح بے پردہ نکل ماتی بازار میں  
 علاج چاہنے والا ہوا دربار کے حکم میں سے  
 بہتر زنجیر یعنی قید سے اس کی تدبیر نہ دیکھی  
 جو کہ موتی اور مہل سے جڑاؤ ہو دے  
 کٹڑی مار تیا ہوا خزانہ پریش سانپ کے بٹنی چائی گئی  
 ہوتا ہر خزانے پر ایک مار سانپ  
 وہی میری جگہ اس جہان سے لگائی ہے  
 اس میری سے میرے پائین کوون بھاری کرتی ہے





ازین افسانہ عاشقانہ

ان عاشقانہ کہانیوں یعنی باتوں سے

قتل و از رحم آن برسدینه تر چاک

چڑا اُس کے زخم سے اُسکے منہ پر شگفت

بہوشی زمانہ کشت و مساز

بیہوشی سے کچھ در موافق یعنی بیہوش رہی

ما فسن دل دیوانه خویش

واسطے اپنے دل دلوآنہ کے ہمارے کے

گہی اور زگرہ گہی درختہ مشد

کھڑا ہوا تو کھڑکھڑی ہوئی

بھی روئی سی بھی، کسی

ہمیشہ ہر دم اور حواسے بجا  
ہمیشہ ہر دم اور حواسے بجا

کے افتادناگہ پر نشانہ

ایک بڑی ایکسائیگی نشانی پر

جو صبر و خفاک اقتادہ خاک

مشر زخمی ہونے کے گڑبڑ، خاک

دگر آمد کمالا خشتی از

وہاں سے وہاں لے کر آئے۔

بہر اچھے حال یہی خواہش میں آتی ہے +  
 زہر آفتاب کا وہ خوفناک کھٹکھٹ

دوسرا غار لہو انسانہ خویش

شروع سے شروع کیا تھا اپنا  
گھر مریہ میں بنایا تھا

مسی مردم و مایه میزند

بھٹی مر جاتی اور سبھی زندہ ہوتی تھی

بدینسان بود حاشی تا بسالی

در خواب دیدن زلیخا پوست رانوت سوم فنام و

خواب میں دیکھنا زلیخا کا ہوسن کہ تیرے موتی اپنے ناز میں

کتابین دینا ریت کا یوسف کو یسری مرب اور نام اور

مقام وی را پسین و عقل بهوش باز آمدن ز لقا

مقام انکا پوچھنا اور عقل اور ہوش میں پھر آنا زمین کا

سایه عشتو رافان و ننگ که باشد کار تو که صلح و کج

اُداسے عشق سنسٹے اور جا دو بھٹے ہوئے

کسی روزانہ را دلوانہ سازی

کچھ عقل مند کہ سوراہی خاتا سے تو

میرزا لطف مرسل و یاران بنی بر بند  
زیر کج حنہ ان آفت خرومند

و چون که از این راه که از پیش رو می آید

اگر زان زلف نسیں در کشاں  
دیوانہ بنی رنجیر بین کر برے فکند

سای عشق رافه از ننگ

اے عشقِ منیر اور جاوید ہے

گہی، فزائے را دلوان ساز می

کچھ عقل رکھ سو دانی نہاتا ہے تو

روزِ زلفت سرِ سرو مان نہی بند

ہمیشہ قوم کا زلف نہ کہ (تو سچ ذات کے معنی سے آ

اگر زان زلف نهدی ارکش

حب اُمّ زلف سے کوئی زوجہ کھ لے تو

१।५६















از بادشاہی  
نشین از مردم  
یکمین از مردم  
دوم از مردم  
نامدار و در مقام  
اداره کل  
کے مین  
۱۶  
۱۷  
۱۸  
۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰  
۵۱  
۵۲  
۵۳  
۵۴  
۵۵  
۵۶  
۵۷  
۵۸  
۵۹  
۶۰  
۶۱  
۶۲  
۶۳  
۶۴  
۶۵  
۶۶  
۶۷  
۶۸  
۶۹  
۷۰  
۷۱  
۷۲  
۷۳  
۷۴  
۷۵  
۷۶  
۷۷  
۷۸  
۷۹  
۸۰  
۸۱  
۸۲  
۸۳  
۸۴  
۸۵  
۸۶  
۸۷  
۸۸  
۸۹  
۹۰  
۹۱  
۹۲  
۹۳  
۹۴  
۹۵  
۹۶  
۹۷  
۹۸  
۹۹  
۱۰۰

بہر جا قصہ خوش رسید سے  
بر بک قصہ اس کے حسن کا پونچنا  
سران ملک را سودای او بود  
ملکون کے پادشاہون کو سودا اس کا تھا  
بہر وقت آمدی از شہر یاری  
بہر وقت آتا تھا ایک پادشاہ کے پاس سے  
درین فرصت کا از قید جنون رست  
اس سے میں کہ قید دیوانہ پن سے چھوٹی  
رسولان از شہ ہر مرز و ہر بوم  
قائد ہر سردار و مقام کے پادشاہوں کے  
فزون از دہ تن از رہ در رسیدند  
زیادہ دس آدمیوں سے برابر پہنچے  
کے مشورہ ملک و مال و مرشت  
ایک کے ہاتھ میں ملک اور مال دینے کا فرمان  
کہ ہر ایک تحفہ کشورستانیت  
کہ ہر ایک تحفہ ایک پادشاہ کا ہے  
بہر چار و نہد آن غیرت خور  
جس جگہ کہ سے یعنی جائے وہ آفتاب کی شہزادہ کی بیوی  
بہر کشور کہ گر دو جلوہ گامش  
جس ملک میں کہ ہو اس کے جلوے کی جگہ  
اگر گیر و جو ہر در روم آرام  
جو اختیار کرے چاند کی طرح روم میں آرام  
اگر آرد بسوی روم آہنگ  
جو لادے ارادہ طہر روم کے  
بدین دستور ہر قاصد سیامے  
اسی طرح سے ہر قاصد ایک پتہ

شدی مقول او ہر کس شنیدے  
چوتا عاشق اس کا جو شخص سنتا  
بہر م خسرو ان غوغاے او بود  
پادشاہون کی محفل میں غل اس کا تھا  
بامید وصالش خواستگاری  
اس کی ملاقات کی امید میں ایک نئے دلاویز شہزادی کیلئے  
تخت دلبری ہشیار بنشت  
مشتوئی کے تخت پر ہوشیار بیٹھی  
چو شاہ ملک شام و کشور روم  
شہزادہ شام اور ملک شام کے  
بدر گاہ جلالتش آرمیدند  
اس کی یعنی زیبا کی بزرگ درگاہ میں آرام کیا یعنی لگے  
کے مہر سلیمانے در انکشت  
ایک کی انگلی میں مہر سلیمانی یعنی پادشاہد انگوٹھی  
ز شاہی خواستگاری را نشایت  
ہر پادشاہت خواہ شہزادہ ایک نشان ہے  
بود آن تختگاہش تاج بر سر  
ہوئے اس پادشاہت کا تاج اس کے سر پر  
بود و ہیم شاہی خاک را ہش  
ہوئے تاج اس پادشاہ کا اس کی راہ کی خاک  
دعای او کند از صبح تا شام  
دعا اس کو کرے صبح سے شام تک  
غلام اد شود از روم تا زناب  
غلام اس کا ہوئے روم سے زناب تک  
ہمی گفت از لب فرخندہ نامی  
بیان کرتا تھا ہونٹھ سے ایک مبارک نام

زلیخا را چو زین معنی خبر شد  
 زلیخا کو جو اس بات سے خبر ہوئی  
 کہ با انیان ز مصر آیا کسی بہت  
 کہ ایا ان میں مصر سے کوئی شخص ہے  
 بسوے مصر یا غم می کشد دل  
 طرف مصر والوں کے جگو کچھت ہے دل  
 نیمے گز و یا مصر خیزد  
 جو ہوا کہ شد مصر سے اٹھے  
 مرا خوشتر از ان بادست صد بار  
 جگو اُس ہوا ہے تلوار جب بہتر ہے  
 درین اندیشہ بود اوش پذیر خند  
 اسی فکر میں تھی کہ اُس کو باب نے بلایا  
 بگفت ای نور چشم و شادی دل  
 کہا اسے روشنی آنکھ کی اور خوشی دل کی  
 بدار الملک غوبے شہر یاران  
 خولی کی بادشاہت میں بادشاہ  
 بدل داغ تنہا لے تو دارند  
 دل میں داغ تیری آرزو کا رکھتے ہیں  
 بسوے ما یا مید قبولے  
 طرف ہمارے قبول کرنے کی آمید ہے  
 بگویم داستان ہر رسولت  
 سناتا ہوں تین بہتان ہر قاصد جسکو  
 بہر لشیر کہ افتد دولت میل  
 ہر جن ملک کے گزے جی ہوتے ہیں جن خوش  
 پذیر میگفت او خاموش می بود  
 باب کہتا تھا وہ چپ رہتی تھی

زلیخا نشہ و شش زید روز شد  
 فکریہ دل اُس کا الٹ لیٹ ہو گیا  
 کہ عشق مصر یا غم پشت شکست  
 کیونکہ مصر والوں کے عشق نے سیری پید توڑی تھی مابہر  
 ز مصر از قاصدی نبود چہ حال  
 مصر سے جو نہ ہو کوئی قاصد کیا فائدہ  
 کہ در چشم غبار مصر بیزد  
 بلکہ سیری آنکھ میں گرد مصر کی چھانے  
 کہ از دماغ از صحر اے تاتار  
 حوالہ سے تاتار کے جنگل سے ناذ یعنی خوشبو  
 چہ روادش پیش دیدہ بنشانند  
 باب نے ان اس کو نظر کے سامنے ٹھایا  
 نہ بند خطا کم آزادے دل  
 قید ہوئے خط انوس دل کی  
 تخت شہر یار سے تاجداران  
 تخت بادشاہی سے بادشاہ  
 بسینہ مخم سودا سے تو کارند  
 سینے میں چاہت ہے عشق کا ہونے میں  
 رسید اینک از ہر ملی اسوے  
 پہنچے ایک ہر ایک ملک سے ایک قاصد  
 یہ نہیں تاکہ سے افتد قبولت  
 کہیں نہیں کہ جو کون پسند کرتا ہے  
 ترا سازم بزودی شاہ آن جیل  
 تجھ کو جلد اس گروہ کا سرشاہ کروں میں  
 بیوی بہشتی کو شے سے بود  
 اُس شادی سے ملے گی امید میں جتنی مسائی تھی

زلیخا کو جو اس بات سے خبر ہوئی کہ با انیان ز مصر آیا کسی بہت کہ ایا ان میں مصر سے کوئی شخص ہے بسوے مصر یا غم می کشد دل طرف مصر والوں کے جگو کچھت ہے دل نیمے گز و یا مصر خیزد جو ہوا کہ شد مصر سے اٹھے مرا خوشتر از ان بادست صد بار جگو اُس ہوا ہے تلوار جب بہتر ہے درین اندیشہ بود اوش پذیر خند اسی فکر میں تھی کہ اُس کو باب نے بلایا بگفت ای نور چشم و شادی دل کہا اسے روشنی آنکھ کی اور خوشی دل کی بدار الملک غوبے شہر یاران خولی کی بادشاہت میں بادشاہ بدل داغ تنہا لے تو دارند دل میں داغ تیری آرزو کا رکھتے ہیں بسوے ما یا مید قبولے طرف ہمارے قبول کرنے کی آمید ہے بگویم داستان ہر رسولت سناتا ہوں تین بہتان ہر قاصد جسکو بہر لشیر کہ افتد دولت میل ہر جن ملک کے گزے جی ہوتے ہیں جن خوش پذیر میگفت او خاموش می بود باب کہتا تھا وہ چپ رہتی تھی



خوشا گوش سخن کردن ز جانی

بہت اچھا بات سن لینا اس جگہ سے

ز شاہان قصہ ہانی در پی آورد

بادشاہوں کے ذکر پہ در پہ لایا اپنی بیان کیے

ز لاجا دید کہ مصر و دیار کش

ز لاجا نے دیکھا کہ مصر اور اس گھر سے

ز ویدار پد ز نو مید برخاست

باب کے دیکھنے یعنی سامنے سے نا امید اٹھی

بنوک دیدہ مر واری دیدی سخت

دیدے کی بول یعنی بلکوں کے بال سے ہوتی ہدیگی

مراے کا شے اور نمیزاد

مجھ کو اے اموسیس مان پیدا نہ کرتی

ندامت بر چہ طالع زادہ ام من

نہیں جانتی ہوں میں کس وقت پیدا ہوئی ہوں میں

اگر بر خیزد از دریا سحابے

جو اٹھے دریا سے ایک بدلی

چورہ سونے من لب تشہ آرد

جہ راہ طرف مجھ ریاسی کے لاوے یعنی اگر پانی برسے

ندامت اسی فلک با من چہ داری

نہیں جانتی ہوں میں ایسا تم کو کیوں بخش رکھا ہو تو

گرم مذہبی بسوی دوست پرواز

جو مجھ کو طرف دوست کے اڑنے نہیں دیتا ہے تو

گزار من مرگ خواہی مردم اینک

جو میری موت چاہے تو مر رہا میں ابھی سے

وگر خواہی مر اور رنج و اندوہ

اور اگر چاہے تو مجھ کو بیچ اور غم میں

بامید حدیث آشنائی

اس آشنائی یعنی یوسف کے ذکر کی امید پر

ولی از مصریان دم بر نیاورد

اولیٰ مصر والوں سے سانس نہ لی یعنی کچھ نہ کہ

نیا مدتیج قاصد خواستگار ش

نہ آیا کوئی قاصد اس کا مانگنے والا

ز عم لوزان چو شاخ سید برخاست

غم سے شاخ سید کی طرح کا پتی اٹھنے لگی

ز دیدہ اشک می بارید و سگفت

آنکھوں سے آنسو برساتی تھی اور کہتی تھی

وگر میزاد پس شیرم نمیداد

اور اگر خدائی پھر دودھ مجھ کو نہ دیتی

بدین طالع کجا افتادہ ام من

ایسا نصیب کہاں سے پڑا ہے میرا یعنی قسمت ہوں میں

کہ ریزد و لب ہر تشہ آبے

کہ گراوے ہر پایہ سے کمر تو ٹھہرے ایک پانی

بجائے اب جزا کش تبارد

بجای پانی کے سوا آگ کے نہ رہے یعنی میری موت ہی آگ برساو

چو خوشم غرق خون من چہ داری

اپنی طرح میرا من خون کا ڈوبا ہو کیوں رکھتا ہے تو

از و باری چنین دورم میداند

اس سے بارے اتنی دور مجھ کو مست چھینک

ز بیداد تو جان بسیرم اینک

ظلم سے میرے جان سوچ رہا میں ابھی سے

نہادی بردم صدر من چون کوہ

رکھے تو نے میرے دل پر سوخا مثل پہاڑ کے

ویدار بالکرمین دار  
کی سنی اس کے گھر  
لیکن کمال اور  
کے مین عام  
سنتی ہر  
کے کا شے  
کے از وہ یعنی  
اس کا نصیب اور  
انوس کے مین  
کے طالع بلکوں  
کے مین بلکوں  
جو اس کا شے  
نہیں جانتی ہوں میں کس وقت پیدا ہوئی ہوں میں

اور صبح کا وار  
نہیں آفتاب اور  
فانی من نصیب اور  
دوست کے مین  
میں  
با من چہ داری  
نہیں بخش  
چہ اور من  
انکھ کی لہجہ  
چہ ہوں  
نہیں ہے

بزمیر کوہ کا ہے چند باشد  
 نیچے پہاڑ کے ایک تنکا کتنا ہو یعنی کیا معلوم ہو  
 دلم از زخم تو صد جای ریش است  
 دل میرا تیرے زخم سے سو جگہ زخمی ہے  
 اگر من شادو گر غمگین تر چہ  
 جو میں خوش اور جو غمیدہ تجھ کو کیا غم  
 و گر شد خرمم برباد گو شو  
 اور چہ ہوا کھلیاں میرا برباد کہہ ہو جاے  
 کیم من از وجود من چہ خیر و  
 کیا ہوں میں میرے ذات کے کیا اٹھے یعنی کیا ہو سکے  
 ہزاران تازہ گل برباد وادی  
 ہزاروں تازہ پھول یعنی نوجوانوں کو برباد کیا تو نے  
 بجا کرد و ترا خاطر پریشان  
 کسان ہو تیرا دل پریشان  
 بصد افغان و در دآند و زنا شب  
 سو فریاد اور دے اُس رات تک  
 سر شک از دیدہ مناک میر خیت  
 آنو دیدہ تر سے گراتی تھی + + +  
 پدر چون دید شوق و بقیراریش  
 باپ نے اس کے شوق اور بقیراری کو جو دیکھا  
 رسولان را بخلعتاے شاہی  
 قاصدوں کو ساتھ بادشاہی خلعتوں کے  
 کہ بہت از بہر این فرزانہ فرزند  
 کہ اس عقل مند لڑکی کے اسطے  
 بود روشن برداشش پرستان  
 تھا چہ ہو یعنی ہے عقل مند و ن پر



زبان هر ازین به مثل نیست

سجھان کی زبان پر اس سے بہتر حدیثاں نہیں ہیں  
رسولانِ زمان تمنا در گزشتہ  
مخاصہ اسس آرزو سے گزرے

که گوید دست پیشین را بدین نیست

کہ کہتے ہیں اگلے اٹھ سو سال بدلتے ہیں نہ  
زمینش باد بر کف باز گشتند  
اُسکے آگے سے ہوتیلی پر یعنی نامراد پھر سے

فرستادن پدر زینحاقاصد السبوی عنبر برای خواستگاری زینلنح

مجھ پر زلیخا کے باپ کا قاصد کو عزیز مصر کی طرف زلیخا کی مستغنی کے لیے

ز لنگار دشت از دل بر جگر داغ

روحنا رکتی تھی دل سے کیلے پرداغ  
 بود ہر روز راز دور سیدی

ہوتا ہے مہرون کے لیے زبانہ سیدیدی غنی روشنی کا  
پدر چون بہر مصرش خیمہ جان دید

کہ دانا مے براہ مصر ہو یہ

برقواندوسے پیامی چند با او  
یہ دعاوے اس سے چند پیام اس کے ہیں

ترنہ ویکان کے دانا گزین کرو  
پاس والوں میں سے ایک قاصد کو پسند کیا

پیداوار مخصوص کو نہ چیزیں  
دین سیکھ دوں قسم کی چیزیں اس کو تحائف سے

پیاس واد کا سے دو زمانہ  
پیام اس کو دیا کہ اسے عزیز صحرگردش زمانہ

ہر روز ہر آواز اور ہر لہجہ کی ہر زبان سے

زنومیدی فرودش داغ پرداغ

ناامیدی سے اُس کے داع پر دافع زیادہ ہو  
**بجز روزِ سیاہِ ناامیدی**

سوا دن انڈیہ سے پناہ سیدی کے  
علاج خستہ جالش اندران وید

علا حبش از عزیز مصر جوید

زلیخا را وہ دیکھ پوچھتا کہ

زوانائی ہزارش آفرین کرد  
 جس کی عقل دہی سے ہزاروں نوافین گین

برقش را می زد و سوی عزیزش  
واسطه جانے کے سجدہ کیا اور غلام کے اس کو

مرا ابو سید خاں استانی  
جوی تہہ ہفت اہل حساب  
عزیمہ رعیت می را دیہ افنون

بزرگی پر ہر گئی تیسری زیادہ ہو ہیو

\_\_\_\_\_

۱۸  
 غنیمت نصیر کے  
 خطاب ملن  
 ۱۹  
 ۲۰  
 ۲۱  
 ۲۲  
 ۲۳  
 ۲۴  
 ۲۵  
 ۲۶  
 ۲۷  
 ۲۸  
 ۲۹  
 ۳۰  
 ۳۱  
 ۳۲  
 ۳۳  
 ۳۴  
 ۳۵  
 ۳۶  
 ۳۷  
 ۳۸  
 ۳۹  
 ۴۰  
 ۴۱  
 ۴۲  
 ۴۳  
 ۴۴  
 ۴۵  
 ۴۶  
 ۴۷  
 ۴۸  
 ۴۹  
 ۵۰  
 ۵۱  
 ۵۲  
 ۵۳  
 ۵۴  
 ۵۵  
 ۵۶  
 ۵۷  
 ۵۸  
 ۵۹  
 ۶۰  
 ۶۱  
 ۶۲  
 ۶۳  
 ۶۴  
 ۶۵  
 ۶۶  
 ۶۷  
 ۶۸  
 ۶۹  
 ۷۰  
 ۷۱  
 ۷۲  
 ۷۳  
 ۷۴  
 ۷۵  
 ۷۶  
 ۷۷  
 ۷۸  
 ۷۹  
 ۸۰  
 ۸۱  
 ۸۲  
 ۸۳  
 ۸۴  
 ۸۵  
 ۸۶  
 ۸۷  
 ۸۸  
 ۸۹  
 ۹۰  
 ۹۱  
 ۹۲  
 ۹۳  
 ۹۴  
 ۹۵  
 ۹۶  
 ۹۷  
 ۹۸  
 ۹۹  
 ۱۰۰













کی ادھار سے  
اور بجائے ادھار  
م

چون محمل گل بہ مصر کشیدین

مثلاً ڈاکرے پھول کی طرح مصر کے کھینچنا

جو از مصر آمد آن مرد و خردمند  
چو مصر سے آیا وہ عقل مند بھنے کا صد  
خبر ہائی خوش آورد از عزیزش  
خوب خبر مان وہ عزیز کے پاس سے لایا  
گل بخش شکفتن گرد آغاذ  
اُس کے نصیب کے پھول نے کھلتا شروع کیا  
ز خوابی بند با بر کارش افتاد  
اُس خواب سے بڑیاں اُس کے کام پر بڑیں  
ہی ہر جان شاطو یا ملا لیت  
ہاں ہر جگہ کوئی خوشی یا کوئی رنج ہے  
خوش سہنس کن خیال خواب بگذشت  
اجسادہ شخص کہ خیال اور خواب سے گزرا  
ز تجارتا پدر چون تادمان یافت  
زحمت کو باپ نے جو خوش پایا  
مہتا ساخت ہر آن عروسی  
موجود ہیں اس کے لیے دولہن کی طرح  
مہر لیستہ دہان و نارستان  
سب تنگ دہن اور انار کی سی چھاتیان  
نہادہ عقد گوہر بر بنا گوش  
لکھے ہوئے لطایف سوتی کی کان کی لو پر  
جو برگ گل بوقت صبح تازہ  
نیل پھول کے پتیوں کے صبح کے وقت تازہ

کہ از جان ز لہجہ بگسلد بند  
 کربان سے ز لہجہ کی بٹری توڑے یعنی کاٹے  
 مٹی از خویش و پیر کرد از عزیزش  
 خالی خودی سے کس اور پیر عزیز سے اسکو  
 ہمارے دوستش آمد ہر وار  
 پہلے دولت کی یعنی ز لہجہ کی ہوا میں آئی  
 خیالی آمد و آن بند بکشا  
 ایک خیال آیا اور اس کی بستی کمولی  
 بستی در زخوابی با خیالیت  
 جہان میں کسی خواب یا کسی خیال سے ہے  
 بسا از جنین گرداب بگذشت  
 ہلکا سے بھور سے گزرا  
 بترتیب جہاز او عنان تافت  
 درستی چیز اس کے میں باگ بھری یعنی مصروف ہوا  
 ہزاران لعبت چینی و روسی  
 ہزاروں نو بڈیاں چین اور روس کی  
 عذارستان گلستان بر گلستان  
 رضا سے اُن کے باغ باغ سے مسخ مسخ  
 کشیدہ قوس مشکین گوش تا گوش  
 کینچے ہوئے کب ان بینی ابرو کان سے کان تک  
 ز رنگ و مہ پاک و عار غارہ  
 شرم بینا لگانے اور شرم غلو نے سے پاک

۵۱  
جہانیا الفتح و کامر  
کے ہستے تھی ہون  
کا سبیل اور مسافر  
کے سبب

اوسى خىزمەتچىلەر  
گۈلجى خىزمەتچىلەر  
۱۹۸۸

مشہور ہیں  
عذرا بالکسرت  
مخاور رضا ہے  
اور دونوں کا

مقبول کردن و غیره

خطایطبره ۵۵  
دکتر المکرمی

ہمیں اور دوسرے

پای شاہ  
۱۱۲۵  
غازہ و

روغن بنفشه  
بنفشه

برقیہ









فرومشته بر وزیر لغت و پیا

چھٹکا اُس پر زربفت دیبا کا  
زینجاڑ اور ان حجلہ شانند

زینحاکو اس عاری بین سٹیا یا

گھوڑوں کی بیٹھ پر وہ عساری

هزاران سر و شمشاد و صنوبر

هزارون سرد اور صنوبر قد لونڈی غلام  
روان گشت کوئی رنہ ہمارے

رواں ہوں گے تو ایک نو بہار

بہر منزل کہ شد جا آن بزم را

غلامان مست جولان رنگ و قمار

غلام مستغلوں کو ڈرانے میں ڈوڑتے ہوئے

ڈالے ہوئے ہر ایک نوٹری زلف سے ایک جال

لشیده هر غلام از عمزه تیری

یہ ہے ہر ایک عالمِ عربی سے ایسا میرا  
کیسود لبرے وعشہ ساری

سلطان سے مستثنیٰ اور اشارے بازی

ہزاروں عاشق و معشوق درکار

بدین دستور منزل سے پڑھیں

انھیں طرح سے منزل سکھانے تھے  
الحاشا، انہوں نے محنت نہ کی تھی۔

میں نے خوش خوش نصیبی سے

---

برنگ و لیز و شکل زیبای

پسندیدہ رنگ اور اچھی طرح کے

بجہد مارل بسوی مصطفیٰ اندند  
نواز اکت سے اُرس کہ مصطفیٰ روانہ کیا

روان شد چون گل باد بهاری

روانہ چوٹی مثل بھول باد ہمارے

چنبیلی کا رخسارہ اور چنبیلی کی خوشبو اور چنبیلی کا سامان

سرخ اور داندیاری دروئیے

روح لیا ایک ملک سے دوسرے ملک میں  
مخالفت و ادبستان ارم را

شرمندگی دی یعنی شرمندگی باغ بهشت کو

کسیران جلوہ لہرا رہودج مانہ  
نوند مانہ جھاکے والی نازک عاری سے

شکار خویشتن کرده غلامی

نیکارا اینا کہے ہوے ایک عمام کو  
تساوہ رختہ در حال اسے

یہ کہہ کر وہ ایک قیدی لڑکی عاشق کی جان میں

دویر سونپاز و شقیازی

ہر جاہد متاع وعدہ فریدار

جگہ سیکڑوں چیزیں اور سیکڑوں خریدار

منہ سے کہتا وہ یعنی عماری کھینچے تھے

۳- راه مضر طی خواهد شدن زود

راہ مصری جلد ۷ ہدایتی

شب غم را سحر خواہد رسیدن  
غم کی رات صبح کو بونہی کی  
از ان غافل کہ شب بسپاہ است  
اُس سے غافل کہ وہ رات نہایت اندھیری ہو  
بروز روشن شہای تاریک  
دن روشن اور اندھیری راتوں میں  
فستادند ز انجا قاصدی پیش  
بیجا وہاں سے ایک قاصد آگے  
لبوس مصر جوید پیشتر راہ  
شہر کی طرف آگے راہ ڈھونڈے  
کہ آمد بر سر اینک دولت تیر  
کہ اتنی سرپر دولت ابھی جلد یعنی سواری پہنچی

غم ہجران بسر خواہد رسیدن  
غم جبرانی کا آخر کو بونہی کی  
از ان تا صبح چندین کہ راہ است  
اُس سے صبح تک کئی برس کی راہ ہے  
ہمی را ندیدند تا شد مصر نزدیک  
چلے جاتے تھے یہاں تک کہ مصر نزدیک ہوا  
کہ را ندیدش ازیشان محل خویش  
کہ ان لوگوں سے آگے اپنا کھانا و مہنگا دی  
عزیز مصر را گرداند آگاہ  
عزیز مصر کو خبر داور کیا  
گر استقبال خواہی کرد بر خیر  
اگر پیشوائی کیا چاہتا ہے تو آٹھ

### خبر یافتن عزیز مصر از مقدم زینجا و بعزمیت استقبال

خبر پانا عزیز مصر کا زینجا کے آنے سے اور پیشوائی کے ارادے سے  
برخواستن و بالشکریان مصر خود را بہ محل آمدن  
اوشنا اور مصر کے لشکر والوں سے آپ کو بخوبی تمام آراستہ کرنا

عزیر مصر چون این قصہ بشنید  
عزیر مصر نے جب یہ قصہ سنا  
مناوی کرد تا از کشور مصر  
مناوی کر دتا کہ مصر سے  
و رفتہ ہوا راجا یا کہ ملک مصر سے  
ز اسباب بجل ہر چہ دارند  
ز اسباب بجل ہر چہ دارند  
عمدہ عمدہ اسباب سے جو رکھتے ہیں  
برون آمد سپاہ از پای شافرق  
باہر علی سپاہ سر سے ہانوں تک

جہان را برادران خویش دید  
جہان کو اپنے مقصد پر دیکھا  
برون آئند کیسر لشکر مصر  
باہر آدین تمام لشکر مصر کے  
ہمہ در معرض عرض اندر آئند  
سب مقام پیشوائی میں لاوین  
شدہ در زویر و زویر و گھر غرق  
ہو کر زویر اور سوئے اور موتی میں غرق









دین زلیخا عزیز مصر از شکاف خمیر فریاد برخواستن کہ  
دیکھنا زلیخا کا عزیز مصر کو خیمے کی درار سے اور فریاد کرنا کہ  
این منکس نیست کہ من را در خواب دیدم و اما محنت کشیدہ  
یہ وہ شخص نہیں ہے جس کو خواب میں دیکھا تھا اور ہر سوں رنج کھینچا

شہدائے حق  
سکون بخشید  
کیونکہ اگر وہ  
میں بیان نمی گو  
کھینچا  
بکسر اول  
یاسا مروت  
مینی  
کار اور جہیز  
مصر اور فریاد برخواستن کہ  
دین زلیخا عزیز مصر از شکاف  
خمیر فریاد برخواستن کہ  
دیکھنا زلیخا کا عزیز مصر کو  
خیمے کی درار سے اور فریاد کرنا  
کہ این منکس نیست کہ من را در  
خواب دیدم و اما محنت کشیدہ  
یہ وہ شخص نہیں ہے جس کو خواب  
میں دیکھا تھا اور ہر سوں رنج  
کھینچا

پی آزار مردم حیلہ سازست  
آدیون کے ستانے کے لیے ایک حیلہ کرنا والا ہے  
برود آخر بنو سیدیش پیوند  
کاٹنا ہے آخر کو ناسیدی سے اس کا جوڑ  
کند مخاطب بنا کا کشیش رنجور  
کرتا ہے دل اس کے متلاشے سے سرخسید  
دران خمیر زلیخا بود و دایہ  
اس خیمے میں زلیخا تھی اور دایہ  
بدایہ گفت کامی دیرینہ مخنوار  
دایہ سے کہا کہ اسے پیرانی غمناک  
کہوتیں پس صبر را دشوار بینم  
البعہ اسے صبر کو مشکل دیکھتی ہوں میں  
کہ ہمسایہ شود یار و فالیش  
جب پڑوس ہو دے یار و فائوار  
بسوز و گرنہ تر سازد و ہانی  
جے اگر نہ کرے ایک بار شمس  
چند بیریش برود خیمہ گردید  
اسکی تدبیر کے لیے گرد خیمہ کے پھری  
دران خمیر جو چشمہ کی تنگ  
پردہ نشیون کی آنکھ کی طرح نہایت چھوٹی

کس چرخ مشہد حقہ بازست  
آسمان پرانا شہدہ کرنے والا ایک سکار ہے  
بامیدے نہد بر بید لے بند  
ساتھ ایک امید کے ایک عاشق پر پیری بکھاری  
نماید میوہ کا کشیش از دور  
دکھلاتا ہے میوہ اس کے مقصد کا دور سے  
عزیز مصر چون افکند سایہ  
عزیز مصر نے جو سایہ ڈالا یعنی آیا  
عنان بر بود از کف شوق دیدار  
باگ توڑالی زلیخا کے ہاتھ سے شوق دیدار  
علاجی آن کہ یک دیدار بینم  
کوئی ایسی تدبیر کہ ایک نظر اسکو دیکھو نہیں  
بناشد شوق دل ہرگز از ان بخش  
نہیں ہوتا ہے شوق دل کا ہرگز اس سے زیادہ  
چو گیرد آب بربل تشہ جانی  
جو کوئی پیاسالیوے یعنی پانی ہونٹ پر  
زلیخا زلیخا چو دایہ مضطرب وید  
زلیخا کو جو دایہ نے بیقرار کیا  
شگافی زد بصدافون نیزنگ  
ایک درز کی تلوکار اور حیلہ سے

زینیا کروڑاں خمیدہ نگاہ ہے  
 ازلخانے اُس خیمے سے ایک نگاہ کی  
 کہ واولا عجب کارسم اقتاد  
 کہ افسوس عجب کلام میرا پڑا یعنی بگڑ گیا  
 نہ آنت اینکے من در خواب دیدم  
 یہ وہ نہیں ہے جسکو میں نے خواب میں دیکھا  
 نہ آنت اینکے عقل میں نہیں پرو  
 یہ وہ نہیں ہے جو عقل در ہوش پر لایا تھا  
 نہ آنت اینکے گفت از خوش کہ ازم  
 یہ وہ نہیں ہے جسے اپنا بھید مجھ سے بیان کیا  
 درینیا نخت ستم ختمی آورد  
 افسوس نصیب ستم میرا سختی لایا  
 کشاندم عقل خرابا تھار برد آورد  
 لگایا شہر چھوٹے کا دھت کاٹھ بھلہ دہنی بکھ  
 میرای رخ بروم برنج بسیار  
 کھانا کے واسطے لگایا یعنی اٹھا یا شہر بخت  
 شدم بر لوئی گل چیدن گلشن  
 پھول چنے کی امید میں گیا میں ملت باغ کے  
 منم آن تشہ بر ریگ بیابان  
 میں وہ بیابانی ہوں جنگل کی بالو پر  
 زبان از تشنگی بر لب قنارہ  
 زبان ہر نیم پر پیاس سے پھٹی ہوئی  
 نماید ناگہان از دور آہم  
 دکھائی دیا ایک بار کی دور سے پانی محسوس  
 بجائے آب یابم در مغاسکے  
 پانی کی جگہ پاؤں میں ایکسا غار میں

بر آورد از دل غمیدہ آہ ہے  
 محالی غمگین دل سے ایک آہ  
 بسر نایزد و دیو ایریم افتاد  
 سرنگ بغیر لگے یعنی بدوں پوری کے دیو ایریم پڑی  
 بہ جست و خیز این تخت کشیدم  
 اس کی جستجو میں یہ رخ کھینچا میں نے  
 عنان دل بہ بیر شیم بسیر کو  
 آسمان دل کی بہوشی کو سیر میں یعنی بہوش کر دیا  
 نہ ہوشی ہو شس آورد باز م  
 بے ہوشی سے پھر ہوش میں جھکو لایا  
 طلوع اخترم بد بختی آورد  
 سورج کے ستارے کا طلوع بد نصیبی لایا  
 کشاندم خشم ہر ازار بردا  
 جھٹکا یعنی دویا میں بیج خشم کا رخ پیدا ہوا  
 فتاد آخر مرا با از دہا کار  
 آخند جگہ سانپ سے کام ہوا  
 سسنان خازن دھنم بدام  
 کانٹوں کی گانسی لہجہ مارا میر داس میں یعنی کانٹوں کے  
 ہر اسی آب ہر سوی شایان  
 پانی کے لیے ہر طرف دھڑنے والی  
 لب از تھالہ موج خون کشادہ  
 ہونٹوں کے جھالو لہے لہز ہون کی جھلس جھلس لہجوں  
 فتان خیزان بسوی او شتابم  
 گرتی از تھنی طرف اس کے دھڑوں میں  
 ز تاب غور و رخشان شورہ خاکے  
 گرمی آفتاب سے جھکتی ہوئی اوسر کی مٹی

۱۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۲۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۳۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۴۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۵۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۶۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۷۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۸۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۹۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۱۰۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۱۱۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۱۲۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۱۳۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۱۴۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۱۵۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۱۶۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۱۷۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۱۸۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۱۹۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۲۰۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۲۱۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۲۲۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۲۳۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۲۴۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۲۵۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۲۶۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۲۷۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۲۸۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۲۹۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۳۰۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۳۱۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۳۲۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۳۳۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۳۴۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۳۵۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۳۶۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۳۷۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۳۸۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۳۹۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۴۰۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۴۱۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۴۲۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۴۳۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۴۴۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۴۵۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۴۶۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۴۷۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۴۸۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۴۹۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۵۰۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۵۱۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۵۲۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۵۳۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۵۴۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۵۵۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۵۶۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۵۷۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۵۸۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۵۹۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۶۰۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۶۱۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۶۲۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۶۳۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۶۴۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۶۵۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۶۶۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۶۷۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۶۸۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۶۹۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۷۰۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۷۱۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۷۲۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۷۳۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۷۴۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۷۵۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۷۶۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۷۷۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۷۸۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۷۹۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۸۰۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۸۱۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۸۲۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۸۳۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۸۴۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۸۵۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۸۶۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۸۷۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۸۸۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۸۹۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۹۰۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۹۱۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۹۲۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۹۳۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۹۴۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۹۵۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۹۶۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۹۷۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۹۸۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۹۹۔ افسوس کے معنی افسوس  
 ۱۰۰۔ افسوس کے معنی افسوس















کہ اسی گردون مراد نسیان چہ دار  
 کہ اے آسان بجو اس طرح کیا رکھتا ہے تو  
 ندامت در حق تو من چہ کردم  
 نہیں جانتی ہونیں تیرے حق میں کیا کیا میں نے  
 نخست از من بخوابی دل بلودی  
 پہلے خواب میں مجھ سے دل لے گیا تو  
 کہ از دیوانگی بندم ہنادے  
 کبھی دیوانے بن سے مجھ کو قید رکھا تو نے  
 چو شد از تو شکست خود دستم  
 جو ہوئی تجھ سے شکست اپنی ثابت مجھ کو  
 چہ دانستم کہ وقت چارہ سازی  
 کیا جانتی تھی میں کہ وقت نہ میرا کرے  
 مرا بس بود داغ بے نصیبی  
 مجھ کو کافی تھا داغ بے نصیبی مہ  
 چو باشد جانگدازی چارہ سازیت  
 جب تیری چارہ سازی جانگدازی ہے  
 منہ در رہ دگر وام فرہیم  
 مت رکھ دو بارہ میری راہ میں جال و پیر کا  
 وہی وعدہ کرین پس کامیابی  
 وعدہ کرتا جو تو کہ بعد اس کے مقصد پاؤ گی تو  
 بدین وعدہ بغایت شادمانم  
 اس وعدے سے ثابت خوش ہوں میں  
 زلیخا با فلک این گفتگو داشت  
 زلیخا آسمان سے یہ باتیں کر رہی تھی  
 برآمد بانگ رہ دانان بہ تعبیر  
 آئی آواز راہ جاننے والوں کی جگہ

چنین بی صبر بیامان چہ دار  
 ایسا بے صبر اور بے سامان کیا رکھتا ہے تو  
 کہ افکندی چنین در رنج و دردم  
 کہ ڈالا ایسے رنج اور درد میں مجھ کو  
 بہ بیداری ہزارم غم فرودی  
 بیداری میں مجھ پر ہزاروں غم بڑھا کے تو نے  
 کہ از فرزانی بندم کشادے  
 کبھی ہوشیاری سے مجھ پر میری کھولی تو نے  
 خطا کردم کہ از تو چارہ جستم  
 خطا کی میں نے کہ تجھ سے چارہ جوئی کی میں نے  
 مرا از خانمان آوارہ سازی  
 مجھ کو گھر بار سے آوارہ کر چکا تو  
 فزون کردی بدان درد غری  
 زیادہ کیا تو نے اس درد و غری کا  
 معاذ اللہ چہ باشد جانگدازیت  
 بے خدا کی کیا ہو گی تیری جانگدازی  
 نمیکن سنگ بر جام شکیم  
 مت بھینک تجھ میرے صبر کے پالے پر  
 وزان آرام جان آرام یابی  
 اور اس آرام جان سے آرام پاوے گی تو  
 ولی گر باشد این ختم چہ دادم  
 اور لیکن اگر ایسا ہو نصیب میرا کیا جانوں میں  
 کہ آن برداشت آمد و داشت  
 کہ اس نے اٹھائے تھے میری ہمت آمدنے کی جگہ آئی  
 کہ انکے شہر مصر و ساحل نیل  
 کہ ان شہر مصر اور کنارہ دریائے نیل کے

خان کے مکتی  
 اور ان کے  
 میں نے گھر کا  
 اسباب اور  
 آوارہ کے  
 بیانیہ اور  
 پریشان ۱۲  
 معاذ اللہ  
 ندان ہم سے  
 مت خدا بیانا  
 رس ۱۱  
 عمارتیں  
 زلیخا  
 کہ ایک  
 مت  
 عین  
 شہر مصر  
 سفر کا  
 شہر  
 اور  
 شہر

ہزاران تن سوار و پاسبان  
 ہزاروں آدمی سوار اور پاسبان  
 عزیز مصر اور حق گذاری  
 عزیز مصر کو بیع حق ادا کرنے کے  
 طبقہ کے زرا زرو و درم پڑ  
 غوان سونے کے ہرنی اور روپون سے بھجے ہوئے  
 گہریریزان برو صاحب شاران  
 سوتی گٹا نیوالے اسپر قربان کرنوالے لوگ  
 زبس کفہا زرو گو ہر نشان شد  
 اس کثرت سے ہاتھوں نے پڑیا اور موتی لٹائے  
 نمی آمد زکوہ سریر مردم  
 نہ آئے بھنے نہ بڑے غنہ کو کوئی بونی لگانے سے  
 چوشتی ثم اسان آش افکن  
 جو مایہین کو شون نمی چون آگ ڈالنے والی  
 ہمہ صفہا کشیدہ میل و میل  
 سب قطارین کینچے ہوئے میل سبیل  
 بہیل اندر شد از درہای شاہی  
 دریائے نیل میں بادشاہی موتیوں سے ہو گئے  
 شد از بندل درم ریزان بسیار  
 کثرت روپے لٹانے والوں سے ہو گئے  
 بدین آرایش شاہانہ رفتند  
 ساتھ اس بادشاہانہ آرائشی کے گئے  
 تہراے بلکہ دروینا ہشتی  
 ایک بچہ بلکہ دنیا میں ایک ہشت  
 دران دولتمدار تھے نہادہ  
 اس محل میں ایک تخت رکھا ہوا

خروشان برب نیل استادہ  
 شور کرتے ہوئے کنارے نیل کے کھڑے ہوئے  
 بکف بہر نشان آن عماری  
 ہاتھ میں واسطے ترابن کرنے اس عماری کے  
 طبقہ کے دیگر از گوہر و در  
 اور خوان ہوا ہرات اور موتیوں سے  
 چو بر طرف چمن ابر بہاران  
 جس طرح باغ کے کناروں پر بدلی بہار کی  
 عماری در زرو گو ہر نشان شد  
 کہ عمارت زلیخا کی روپے اور موتیوں سے چھپ گئی  
 دران رہ مرکبان را بر زمین  
 اس راستے میں گھوڑوں کے پادوں زمین پر  
 زلزل و فعل بودی سنگ آہن  
 زلزل اور فعل سے پتھر اور لوہا بن جانے  
 نشان افشان گذشتہ از لب نیل  
 اٹھائے ہوئے دریائے نیل کے کنارے سے گذرے  
 چو پیر گوہر صدف ہر گوشا ہی  
 ہر گوشہ پر گوہر صدف کی ہر ایک جگہ کے مان  
 نہنگش نیز چون ماہی درم وار  
 گھریال بھی ہیں دریائے نیل جھلی کے دم رکھنے والے  
 پروکت سوی و دلچانہ رفتند  
 دولت سے طرین دولت شاہی کے گئے  
 زفرش باہشتی مہر خشتی  
 اس کے فرش سے جامد اور سو ایک ایک آہ  
 بہر زیبا بی زہر تھے زیادہ  
 خوبصورتی میں ہر ایک تخت سے بڑھ کر

بہارن کے  
 سے ہارن  
 خانان اور طمان  
 کے اس میں ان  
 زور شامل ہے  
 ہر ایک چیز میں  
 درم  
 کہوں نہ تھے دم  
 جانوی اور تانے  
 کی ہر شے کے  
 کو کہتے ہیں  
 رفتن زلیخا  
 اس کے گھر کو دینا  
 میں ایک بیعت  
 سمجھا جا رہا ہے  
 اور اسکا وزن  
 اور صفات  
 کہ ایک ایک  
 اپنے ایک ایک  
 اور ایک ایک  
 اور ایک ایک

خارج



ہے گوہر فشانے زربخروار  
 واسطے موتی لگانے یعنی جڑاؤ کر کے سونا ڈھیروں  
 گہوارش تخت زرشاندند  
 موتی کے مانند اسکو سونے کے تخت بٹھایا  
 ازان زربو در لاش شستہ  
 اُس سونے سے آگ میں بھی بیٹھی ہوئی  
 میان تخت و تاج جلوہ دادند  
 در میان تخت اور تاج کے اسکو آراستہ دی  
 بزرگوار از بار دل تنگ  
 بڑے بہار کے دل کے بوجھ سے تنگ  
 ولی بو آن برو باران اندوہ  
 ولیسین اُس بد دو تھے بیخو غم کا  
 بیخوشش در نیامد جز در اشک  
 اسکی آنکھوں میں نہ آئے تھے سوا آنسو کے موتی کے  
 سبک خلعت اگر مال تخت بست  
 تھوڑے عرصہ کیلئے ہر اگر خاوش کر نیالا تخت ہو  
 کہ صد سر میر و د آغا تاراج  
 جس جگہ سیکڑن سر لٹ جاتے یعنی ضائع جاکر ہیں  
 کجا باشد درو گنجایش در  
 کہاں ہووے اسین گنجایش موتی کی

وزان پروہ بکار استاد زکار  
 اُس میں لگایا استاد سوار نے  
 بیای تخت زرمہش ساندند  
 برابر بے تخت نہری کے گدیہ یعنی ساری لگی ہوئی  
 دن جانش ز داغ دل پر شستہ  
 دل اور جان اسکو دلیکا داغ سے بچے بچے  
 مرصع تلج بر فرش نہادند  
 حرط او تاج اُس کے سر پر رکھا  
 ولکن بود ازان تلج گر ان سنگ  
 اور لیکن تھی اُس بھاری وزن کے تلج سے  
 نشاندندش تبارک گوہر انوہ  
 بٹھائے یعنی لگائے اسکو تلج میں ڈھیر موتی  
 ز گوہر ہما کہ بروی خور بران شک  
 مر تبین سے کہ لجا تھا آفتاب اسیر شد  
 کسی کش دل ز ہجران تخت تخت  
 شخص کہ اسکا دل جدائی سے ٹکڑے ٹکڑے ہو  
 در ان میدان گرا باشت بر تاج  
 اُس میدان میں کسی کو ہو خیال تاج کا  
 جو خیم از اشک نو میدی بود پر  
 جو آنکھوں کا میدی کے آنسو سے بھری ہووے

عمر گذر ایندن زلیخا در مفارقت یوسف علیہ السلام  
 عمر گذشت زلیخا کا حضرت یوسف علیہ السلام کی جدائی میں  
 و تلمف و تاسف مدی اللہ فی والایم  
 اور حسرت اور افسوس کا مات زلیخا زیادہ ہوتا

اُن ساری  
 بھاری مواد  
 اس سے ہزار  
 ایک  
 طلب ہوئی  
 موت کیلئے  
 میدان  
 زاد فرش کا  
 میدان جہان  
 زلیخا  
 کسی کش دل  
 شخص کہ اسکا دل  
 در ان میدان  
 اُس میدان میں  
 جو خیم از اشک  
 جو آنکھوں کا  
 عمر گذشت  
 و تلمف و تاسف  
 مدی اللہ فی  
 والایم





ہمہ ہم تمامت و ہمزاد با او  
 سب قدیم اندر سن میں برابر ساتھ اس کے  
 زلیخا با ہمہ در صفت ہمار  
 زلیخا سب کے ساتھ ہر عام میں  
 بساط خرمی انگہ رہہ بودے  
 بچو نا خوشی کا بچائے یعنی خوش رہتی  
 بظاہر با ہمہ گفت و شنوداشت  
 ظاہر میں سب سے باتیں کیا کرتی تھی  
 لبش با خلق در گفتار سے بود  
 ہونٹھ اسکے لوگوں سے بات کرنے میں بہتے تھے  
 از ان بارگران و در شادی و غم  
 اس بھاری بوجھ سے خوشی اور غم میں  
 بصورت بود با مردم شش  
 ظاہر میں تھی پاس آدمیوں کے ساتھ تھی ہوتی  
 ز وقت صبح تا شب کشا میں بود  
 صبح سے رات تک کام اسکا بھی تھا  
 چہ شب بر چہرہ مشکین پر وہ بستی  
 جب چہرے پر رات سیاہ پر وہ باندھتی تھی رات ہوتی  
 خیال دوست را در خلوت راز  
 دوست کے خیال کو بچید کی خلوت میں  
 بز انومی اوش پیش پیش  
 دوزخ و بیخنی اس کے آگے  
 ز نالہ جنگ محنت ساز کردی  
 نالے سے جنگ محنت لی بجائی  
 بد و گشتی کہ اسے مقصود جانم  
 اس سے کہتی کہ اسے مقصود میری جان

مہر در ادب  
 جگہ نام کو گون  
 ان کی اجازت  
 دوسری کبار  
 عام بھی کہے  
 بن ۱۲  
 زلیخا خاہری  
 اور باطنی

یوسف زلیخا

یوسف زلیخا  
 خدی  
 سرور کا  
 کاف فارسی  
 فعل و عمل  
 راہ اور طریقہ  
 اور کام اور  
 شکل اور انداز  
 کے مانی میں  
 بھی آج

ز فووق ہشتینی شاو با او  
 پاس بیٹھے کے شوق میں خوش ساتھ اس کے  
 کہ کیسان باشد آغا یا روغیا  
 کہ برابر ہوں جس جگہ اسے لور  
 درون پر خون لب خرمہ بودے  
 پس بھری ہان میں گلشن در ہونٹھو ہنسی ظاہر میں  
 ولی دل جامی گیر در گرداشت  
 لیکن دل دوسری جگہ کرو رکھتی تھی  
 ولی جان و دوش با یار سے بود  
 میان جان اور دل اسکا پاس یار کے رہتا تھا  
 بنودش با کے یونہی محکم  
 نہ تھا اسکو کسی کے ساتھ رشتہ مضبوط  
 یعنی از ہمہ خاطر مست  
 باطن میں سب دل توڑے یعنی اٹھائے ہوئے  
 میان دوستان کردار میں بود  
 میان دوستوں کے کار اسکا بھی تھا  
 چو مہ در پردہ اش نہا نشستی  
 یا اسل پادے اس کے پردہ میں اکیلی بیٹھی  
 نشانہ سے تا سحر بر سنداناز  
 بھرا دینے تک ناز کی سندرگنی رات بھر ظالمی  
 لہرض اور سانیدی غم خویش  
 جس سے یلین گرتی غم اپنا  
 سہر و بیخ و سی آغاز کردی  
 سہر و بیخ کا شروع کرتی  
 ہنہ از خوشی وادی نشانم  
 ہنہ از خوشی وادی نشانم

عزیز مصر گفتی خویش نام  
 عزیز مصر بتا یا تو نے اپنا نام  
 بفرم تاج عزت از عزیزیت  
 میرے سر پر تاج بزرگی کا تیری بزرگی سے  
 بمصر امروز مجھ کو وعسرتیم  
 مصر میں آج جدا اور مسافر ہوں میں  
 ترا غم تابہ کے سوزم درین داغ  
 غم جانی ہو نہیں کتناک بلوگی میں اس داغ میں  
 بیاور رونق باغ دلم باش  
 آ اور میرے دل کے باغ کی رونق ہو  
 بنومیدے کشیدار عشق کارم  
 نا امید پر کھنچا مشت سے کام میرا  
 بدین امید اکنون زندہ ماندم  
 اس امید پر اب تک زندہ ہی میں  
 بنوری کہ جمالت بر دلم تافت  
 ساتھ اس نور کے کہ تیرے جمال سے میرے دل پر چکا  
 ز شوق تگر چہ خونبارست چشم  
 شوق تیرے سے اگرچہ خونبار ہیں آنکھیں میری  
 خوشا و قتیکہ از را ہے برائی  
 اچھا وہ وقت کہ کسی راہ سے آئے تو  
 خود دیدار تو بنیم نیست کردم  
 جب یہ دیدار دیکھو گی نیست ہو جاؤں گے میں  
 کتم سر رشته پندار خودم  
 کروں گی میں رشتہ اپنے جانے کام  
 مراد گیر بجائے خود نہ بینی  
 مجھ کو دوسری بار اپنی ہجر پر نہ دیکھے گا

عزیزی روزیت با و اسر انجام  
 عزیز ہی تجھ کو نصیب ہو جو انجام کار  
 برو آثار دولت از کینریت  
 اور اگر کسی کے نشان دولت کا تیری نوبت ہی ہوئے  
 ز اقبال و صالت بی نصیم  
 تیری ملاقات کے اقبال سے بی نصیب ہوں  
 چراغ محنت افروزم بدین داغ  
 چراغ محنت کا جلاؤنگی میں اس داغ میں  
 بوصلت مریم داغ دلم باش  
 ملاقات اپنی سے میرے دل کے داغ کا مریم ہو  
 سر و شش غیب کرد امیدوارم  
 درشتہ غیب نے کیا امیدوار مجھ کو  
 زد من گردنومیدی فشاندم  
 دامن سے گردنا امید کی جھاڑی میں نے  
 یقین دارم کہ آخر خواہم تافت  
 یقین رکھتی ہوں میں کہ آخر تجھ کو پاؤنگی میں  
 بسوے بخت چارست چشم  
 طرف جہان کے مقابل ہے آنکھیں میری  
 برج دیدہ چون ماہی درائی  
 آنکھ کے بیچ میں مثل ایک چاند کے آئے تو  
 بساط ہستی خود در نور دم  
 بجھونا ہی ہی کا بیٹوں یعنی مہمانگی میں  
 شوم از بخودے در کار خودم  
 ہر جاؤنگی اسیر کام سے بخود ہی میں گم  
 چو جان آئی بجان من نشنی  
 مثل جان کے آوے تو میری جان میں کیے تو

عزیزی روزیت با و اسر انجام  
 عزیز ہی تجھ کو نصیب ہو جو انجام کار  
 برو آثار دولت از کینریت  
 اور اگر کسی کے نشان دولت کا تیری نوبت ہی ہوئے  
 ز اقبال و صالت بی نصیم  
 تیری ملاقات کے اقبال سے بی نصیب ہوں  
 چراغ محنت افروزم بدین داغ  
 چراغ محنت کا جلاؤنگی میں اس داغ میں  
 بوصلت مریم داغ دلم باش  
 ملاقات اپنی سے میرے دل کے داغ کا مریم ہو  
 سر و شش غیب کرد امیدوارم  
 درشتہ غیب نے کیا امیدوار مجھ کو  
 زد من گردنومیدی فشاندم  
 دامن سے گردنا امید کی جھاڑی میں نے  
 یقین دارم کہ آخر خواہم تافت  
 یقین رکھتی ہوں میں کہ آخر تجھ کو پاؤنگی میں  
 بسوے بخت چارست چشم  
 طرف جہان کے مقابل ہے آنکھیں میری  
 برج دیدہ چون ماہی درائی  
 آنکھ کے بیچ میں مثل ایک چاند کے آئے تو  
 بساط ہستی خود در نور دم  
 بجھونا ہی ہی کا بیٹوں یعنی مہمانگی میں  
 شوم از بخودے در کار خودم  
 ہر جاؤنگی اسیر کام سے بخود ہی میں گم  
 چو جان آئی بجان من نشنی  
 مثل جان کے آوے تو میری جان میں کیے تو



توئی از ہر دو عالم آرزویم  
 تو ہے دونوں جہان سے آرزو میری  
 ختم یک سو خیال ما و من را  
 رکھوں میں ایک طرف خیال ہم اور میں اپنی خودی کو  
 سحر کردی بدین گفتار شب را  
 صبح کرتی ان باتوں میں رات کو  
 چو باد صبح جستن کردی آغاز  
 چھ ہوا صبح کی چلنا شروع کرتی  
 چہ گفتی گفتی اسے بادِ سخن خیر  
 کیا کہتی کہتی اسے ہوا صبح کی چلنے والی  
 تماشا گاہِ سرو و سون آری  
 سیر گاہِ سرو اور سون کی آ رہتہ کر  
 بشلخ از برگ جنبانی جلاجل  
 شاخ پر تہن سے بجاتی ہے تو بجا بچہ  
 بمشوقان بری پیغام عاشق  
 مشوقوں کے پاس لجاتی ہے تو پیغام عاشق کا  
 زولد اران نواز شامہ آری  
 مشوقوں کے پاس سے خط لاتی ہے تو  
 کس از من در جہان غمدیدہ تریت  
 کوئی مجھ سے جہان میں زیادہ غم دیدہ نہیں ہے  
 دلم بیمار شد و لداری کن  
 دل میرا بیمار ہو گیا کچھ دل داری کر  
 بعالم هیچ منزل کہ نباشد  
 جہان میں کوئی ایسا مقام نہ ہو جسے  
 و گر در خود بود ز آہن در آئی  
 اور جو تحقیق کرو و ازہ لہے کا ہوا اندازے تو

ترا چون یافتہم از خود چہ گویم  
 تجھ کو جو پایا میں نے آپ سے کیا کہوں میں  
 ترا یا ہم چو جویم خوشتر را  
 تجھ کو یا تو ہون میں جو دھونڈتی ہوں میں اسے کو  
 نہ بستی زین سخن تار و زلف را  
 نہ بند کرتی ان باتوں سے دن تک ہونڈھ کو  
 بر آئین و گر کردے سخن ساز  
 دوسری طرح پر باتیں شروع کرتی  
 شمیم مشک و رجب سمن ریز  
 غنچہ مشک کی حبلی کے گلہ زبان میں گرا نیالی  
 ز سنبل جہد تر بر روی گل پای  
 سنبل سے زلف بھول بسر کے منہ پر گھس  
 شود رقصان و رخت پای در گل  
 ناپچنے لگتے ہیں و رخت گزے ہوئے  
 بدین جنبش وہی آرام عاشق  
 اس سرکت سے دبی ہو تو عاشق کو آرام  
 کنی غم و بدگان را عکساری  
 کرتی ہے تو غمگینوں کی غمخواری  
 ز داغ ہجر ماتم دیدہ تر نیست  
 جدائی کے داغ سے ماتم دیکھا ہوا زیادہ نہیں ہے  
 غم بسیار شد غمخواری کن  
 غم تجھ کو بہت ہوا کچھ غمخواری کر  
 کت آسجا گاہ و بیکہ رہ نباشد  
 جس جگہ تجھ کو وقت اور ہر وقت راہ نہ ہو  
 نہ جہد بندند از روزن در آئی  
 نہ روزانہ بند کر لین جھوکے سے آوے تو

ترجمہ  
 دوست زینا  
 توئی از ہر دو عالم آرزویم  
 تو ہے دونوں جہان سے آرزو میری  
 ختم یک سو خیال ما و من را  
 رکھوں میں ایک طرف خیال ہم اور میں اپنی خودی کو  
 سحر کردی بدین گفتار شب را  
 صبح کرتی ان باتوں میں رات کو  
 چو باد صبح جستن کردی آغاز  
 چھ ہوا صبح کی چلنا شروع کرتی  
 چہ گفتی گفتی اسے بادِ سخن خیر  
 کیا کہتی کہتی اسے ہوا صبح کی چلنے والی  
 تماشا گاہِ سرو و سون آری  
 سیر گاہِ سرو اور سون کی آ رہتہ کر  
 بشلخ از برگ جنبانی جلاجل  
 شاخ پر تہن سے بجاتی ہے تو بجا بچہ  
 بمشوقان بری پیغام عاشق  
 مشوقوں کے پاس لجاتی ہے تو پیغام عاشق کا  
 زولد اران نواز شامہ آری  
 مشوقوں کے پاس سے خط لاتی ہے تو  
 کس از من در جہان غمدیدہ تریت  
 کوئی مجھ سے جہان میں زیادہ غم دیدہ نہیں ہے  
 دلم بیمار شد و لداری کن  
 دل میرا بیمار ہو گیا کچھ دل داری کر  
 بعالم هیچ منزل کہ نباشد  
 جہان میں کوئی ایسا مقام نہ ہو جسے  
 و گر در خود بود ز آہن در آئی  
 اور جو تحقیق کرو و ازہ لہے کا ہوا اندازے تو

بختیار بن بنی رازہ و روئے  
 دم کریم ہو شش اولی طاقت پر  
 در آور دوار ملک شہر یاران  
 آو باد شاہون کی سلطنت میں  
 بہر شہرے خبر پرس از مہ من  
 ہر ایک شہر میں خبر وچ جانہ یعنی دوست گیرے  
 گذر افکن بہر باغ و بہاری  
 گذر کر یعنی جاہر باغ اور ہر بہار میں  
 بود بر طرف جوئی زین تک پوی  
 شاید کنارے کسی نہر کے اس دوطرہ خوب سے  
 بصحرائے ختن نہ از گرم کام  
 ختن کے جگل میں مہرانی سے قدیم رکھ  
 تا شاکن ز روئے او متالی  
 دیکھ اسکے چہرے کی طرح کوئی شبیہ  
 چو گیر و رای رفتن زین دیارت  
 چو اوروہ اس ملک سے تیرے جانے کا ہووے  
 اگر کہیں پیدت کبک خرا مان  
 اگر گزیرے آگے آوے چکور چلنا ہوا  
 و گزینی براسے کاروانے  
 اور جو دیکھے نو کسی راہ میں کوئی قافلہ  
 بختیار بن بہرین آن شاہ جانرا  
 میری آگاہی سے دیکھ اس معشوق کو  
 بود کان و گستان را چون بنیم  
 شاید جبکہ اس معشوق کو دیکھوں میں  
 ز وقت صبح تا خورشید تابان  
 صبح کے وقت سے آفتاب روشن جب تک

بک از جانب من جیت جوئے  
 کر میری طرف سے ایک جستجو  
 بر آبر تخت گاہ تاجداران  
 بیٹھ بادشاہوں کے تخت پر  
 بہر تختے نشان جو از شہ من  
 ہر ایک تخت پر نشان ڈھونڈ میرے بادشاہ سے  
 قدم نہ بر کب ہر جو ساری  
 قدم رکھ ہر ایک نہر کے کنارے  
 بحشم آید تر آن سرود و جوی  
 دکھائی دے آجگو وہ سرود و جوی  
 بصورت تھانہ چین کس آرام  
 طرے تصویر خانہ چین کے لے آرام یعنی جا  
 بدام آور ہووے او غزالی  
 جابل میں چھٹا اسکی امید میں کسی ہر کے ہر  
 بہر کوہ و دری کا فتہ گذارت  
 پس بہار اور جنگل میں کہے پڑے گزرتیرا  
 بساؤ او بزین دستش بدامان  
 اسکی نئی دوست میر کی یاد میں ہم اسے واس میں  
 در و سالار شتہ و لتانے  
 اٹھیں کسی معشوق کو سزا دینا ہوا  
 باین کشور رسان آن کار قانرا  
 اس ملک میں پہونچا دے اس قافلے کو  
 کلی از گلبن امید چنیم  
 ایک پھول امید کے درخت سے چنوں میں  
 بجولا نگاہ روز آمد شتابان  
 پہونچ مکھڑ دوڑ کی جگہ دنگے دوڑتا ہوا آیا

۴  
 رازہ و روئے  
 شش اولی طاقت  
 شہر یاران  
 سلطنت میں  
 خبر پرس  
 شہر میں  
 خبر وچ جانہ  
 یعنی دوست گیرے  
 باغ و بہاری  
 جاہر باغ  
 ہر بہار میں  
 جوئی زین تک پوی  
 شاید کنارے  
 کسی نہر کے  
 اس دوطرہ  
 خوب سے  
 بصحرائے ختن  
 نہ از گرم کام  
 ختن کے جگل  
 میں مہرانی سے  
 قدیم رکھ  
 تا شاکن ز روئے  
 او متالی  
 دیکھ اسکے چہرے  
 کی طرح کوئی  
 شبیہ  
 چو گیر و رای  
 رفتن زین دیارت  
 چو اوروہ اس ملک  
 سے تیرے جانے کا  
 ہووے  
 اگر کہیں پیدت  
 کبک خرا مان  
 اگر گزیرے آگے  
 آوے چکور چلنا  
 ہوا  
 و گزینی براسے  
 کاروانے  
 اور جو دیکھے نو  
 کسی راہ میں کوئی  
 قافلہ  
 بختیار بن بہرین  
 آن شاہ جانرا  
 میری آگاہی سے  
 دیکھ اس معشوق کو  
 بود کان و گستان  
 را چون بنیم  
 شاید جبکہ اس  
 معشوق کو دیکھوں  
 میں  
 ز وقت صبح تا  
 خورشید تابان  
 صبح کے وقت سے  
 آفتاب روشن  
 جب تک



دل پر در و خیم خون نشان داشت  
دل درد بھر پور اور کیم خون بہا تو الی کہتی تھی  
چو شد خورشید شمع مجلس افروز  
جب شمع آفتاب کی مجلس روشن کرتی الی ہوئی  
پرستار ان بہ پیش صف کشیدند  
نویز بون نے آگے اوس کے قطارین کھینچیں  
بان صافی دلاں و پاک سینہ  
ان صاف دلوں اور پاک سینہ سے  
ہر روز بیسی این بود حالش  
ہر ایک رات اوردن ہی تھا حال اسکا  
چو در خانہ دل اوتنگ گشتی  
جب گھر میں دل اسکا تنگ ہوتا  
کسی باداغ سینہ زراہ نہ لالہ  
کبھی سینے کے داغ سے آہ و زنا لے سے  
از ان کلر مخ بہ لالہ راز گشتی  
اس معشوق کا لالہ سے بھید بکتی تھی  
کمی چون سل سواد می بھیل  
کبھی جب سیلاب چھوڑ دیتی تھی جلد  
نہادی در میان با او غم خویش  
رکھتی تھی اس سے در میان میں غم استیا  
بسر می بر دزنیسان روزگار می  
بسر بھاتی تھی اسی طرح ایک زمانہ  
کہ یار کش از کد این ہر بید  
کہ یار اسکا کس راہ سے آتا ہے  
بیا جامی کہ ہمت بر کار کم  
آو جامی نہ ہمت مفر دینی مضبوط کریں ہمت

ببا و صبح دم این داستان داشت  
ہوا می صبح سے ہی بیان رکھتی پسنی کتی تھی  
زلیخا ہجو خورشید اجمن سوز  
زلیخا مثل آفتاب کے ہوئی مجلس گرم کرنیوالی  
رفیقان با جمالش آرمیدند  
رفیقوں نے اس کے جال سے آرام کیا  
بجا آور در راہ و رسم دینہ  
بجالاتی لینے پر تا طریقہ کل والا  
بزمین آئین گذشتی ماہ و سالش  
اسی طرح گزرتے تھے مہینے سوار بال اس کے  
بعزم گشت تیز آہنگ شتی  
بسر کے ارادے میں جلد ارادہ کرتی تھی  
بہشت آفرختی خمیر حلالہ  
جنگل میں بلند کرتی تھی نیمہ قتل لالہ کے  
ز داغ دل سخن باز گشتی  
دل کے داغ سے پھر باتیں کہتی تھی  
شدی بادیدہ گریان سوی می  
جاتی ساتھ بیدہ گریان کے طرف دریا کے  
زوی در نل دلق ماتم خویش  
ماری لیتی ڈالتی دریا میں گدڑی با تم اپنے کی  
برہ میداشت چشم انتظار می  
راہ میں رکھتی تھی وہ تم کی انتظار کی  
چو خورشطالع شود چون مہر بر آید  
مثل آفتاب طلوع کرے یا مثل چاند کے چلے  
کنعان ماہ کنعان را بر آرم  
کنعان سے ماہ کنعان یعنی یروش کو نکالیں ہر

یوسف کا حقیقت یہ ہے کہ اس کا دل میں لینی جو دن کل گذریا چو سہ سلاہ رنگ کے معنی چو سہ اور بیچہ کی کیم گشت کے معنی ہر گناہ اور تنگ گشت کے معنی اور تر و تازگی

۱۰۶



















# علیہ السلام را از پیش پدر براندازند

اُن پر سلام ہو باپ کے آگے سے جس کا کرین

جو آپد مشکلے پیش خردمند

جب پیش آتی ہے عقل کو کوئی شکل  
کند عقل و گر با عقل خودیار

کرتا ہوتا ہوتا عقل کو اپنی عقل بن شریک  
زیات پیش نکیر و نور خانہ

ایک چلے سے اس کا گر و غمی نہیں پڑتا ہے  
ولی نہت این سخن در است بنیان

لیکن یہ بات سچ دیکھنے والوں پر بھی انسان ہندوین  
نہ در جگر و حریفان و اندیش

چلے پلنے والوں پر بھی کاشکے نہیں  
جو مجلس ساختند اخوان یوسف

جب جلسہ کیا یوسف کے بھائیوں نے  
کی لفت او ز حسرت خون مارخت

ایک نے کہا اُسے حسرت سے ہمارا خون گرا  
ز دشمن ریز خون چون یافتی دست

و دشمن کا خون گرا تو نے اعتبار  
کی گفت این بہ بیدی ست را ہی

ایک نے کہا یہ ایک بد بختی کی راہ ہے  
اگر آپ جفا کر ایم آخر

اگر ظلم کا گھوڑا جلا دین آخر میں ظلم کریں ہم  
غرض کیں بقعہ بیرون بیرون او

باہر سے جانا اس کا اس مکان سے غرض ہے

کزان مشکل فتد و کارا و بند

کہ اس مشکل سے آپ کام میں نہ ہوتے یعنی دگر با دے  
کہ تا در حل آن کرد و مددگار

تاکہ اسکی کشادگی میں اُس کا مددگار ہو  
فروز و شمع دیگر در میانہ

جلاتا ہے شمع دوسری در میان میں  
بصدر راستی بالانشیان

راستی کی مسند کے اور پر پہنچنے والوں میں  
کہ گرد و از دو بحر و بحر دی بیس

کہ ہوتا ہے دو پہرے چلنے والوں سے ہر محال زیادہ  
برای مشورت در شان یوسف

یوسف کی شان میں مشورے مانگنے کے لیے  
نخون ریزیش باید حیلہ ایخت

اسکی خونریزی کا کوئی حیلہ اٹھانا چاہئے  
کہ از دیش نخونری توان رست

کہ اس کے اندر سے سانچہ خونریزی کے بکے ہوئے  
کہ اندیش قتل بے گناہی

اگر کسی گناہ کے بارے میں گناہ خیال کریں  
نہ در کشتن مسلمانیم آخر

سزا دینے میں آخر مسلمان نہیں ہیں ہم  
نہ کشتن یا زدن یا مکر و ن اوست

نہ کہ مار ڈالنا یا مار مار جانا اس کا منظور ہے

یہ شعر ہے حضرت علیؑ کے بارے میں  
جو آپؑ کے دشمنوں نے کہا تھا  
کہ اگر آپؑ جفا کریں  
تو ہم آپؑ کو قتل کر دیں  
لیکن آپؑ نے فرمایا  
کہ میں مسلمانوں کو قتل نہیں کرتا  
مگر اگر آپؑ جفا کریں  
تو میں آپؑ کو قتل کر دوں گا  
یہ شعر ہے حضرت علیؑ کے بارے میں  
جو آپؑ کے دشمنوں نے کہا تھا  
کہ اگر آپؑ جفا کریں  
تو ہم آپؑ کو قتل کر دیں  
لیکن آپؑ نے فرمایا  
کہ میں مسلمانوں کو قتل نہیں کرتا  
مگر اگر آپؑ جفا کریں  
تو میں آپؑ کو قتل کر دوں گا



یہاں بہ کائنات کشمکش از پدر و دور  
 ہتر وہ ہے کہ باپ سے دور اسکو ڈالیں یعنی کرین ہم  
 سیابانی در و جزو ام و دو نے  
 ایسا بھل جہن سوا چارہا کوہن اور دزد و نکلے نو  
 باشد آب او جز اشکے نو مید  
 پالی اسکو نہ ہو یعنی نہ ملے سوا ابدی کے آنسو کے  
 نہ دروئے ساریہ غیر از شب تار  
 سناہن سایہ سوا اندر جی مہ مات کے  
 چو کچند اندر و آرام گیرد  
 جب چند روز اسہن آرام قبول کرے یعنی ریگ  
 نہ گرد و تیغ مار نکین بخوش  
 غزنگین ہو ہمارے ہی تلوار اس کے خون میں  
 و گریٹ گفت قتل دیگر است این  
 ہر ایک نے کہا بہ دوسرا قتل ہے  
 شنیدم زیر خنجر جان سپردن  
 سناہو میں نے خنجر کے نیچے جان سپہا بیمر ہانا  
 صواب آنست کا ندر دور و نزدیک  
 ستر وہ ہے کہ دور اور نزدیک میں  
 ز صد رعظت و جاہ اقلیمش  
 بزرگی اور مہرے کی سند سے گرا دین ام اسکی  
 بود کا بخا نشیند کا روانے  
 شاید کہ وہاں کوئی قاتلہ بیٹھے یعنی آوے  
 بجاہ اندر کے ولوے گزارد  
 اور غنوں میں کوئی ڈول ڈالے پانی کے لیے  
 بفرزندش گیر دیا غلامے  
 فرزند ہی میں اس کو لے با غلامی میں

بہ ہائل دادے محروم و محجور  
 کسی خوفناک جنگ میں سے نصیب اور غلامی  
 بجز روباہ و گرگ ازینک بدنے  
 سوار و پیادہ اور بیڑے کے کوئی تنگ اور بدستور  
 نباشد نان او جز قرص خورشید  
 ردئی اسکو نہ ہو یعنی نہ اسے سوار گرد آفتاب کے  
 نہ دروے بسترے جز نشتر خار  
 نہ اسبن کوئی بچونا و کائنات کی نوک کے  
 برگ خوشن بیشک مبرد  
 اپنی موت سے بیشک مر باسے گا  
 رہیم از تیغ نیزنگ و فوسش  
 چھوٹن ہم ایسی کمر اور جادو کی تلواریں  
 چہ جامی قتل از انہم بدر تر است این  
 کیا مقام قتل کا اس سے بھی بہتر ہے  
 یہ است از گرسنہ یا تشنہ فردن  
 بھوکے یا پیاسے مر جاننے سے بہتر ہے  
 طلبد از یم چاہی تنگ و تاریک  
 ڈھونڈن ہم ایک کنواں تنگ و گندیش  
 بصدر خوار می دران چاہد این  
 سیکڑن ذلت سے اس کو بین میں والین ہم اسکو  
 بر آساید دران منزل مانے  
 آرام کرے اس مقام میں کچھ دیر  
 بجائے آب از ان چاہش برآرد  
 بہاے بانی کے اس کو بین سے اسکو نکالے  
 کند در بردن وی نیز کالے  
 بہانے میں اس کے ملبہ ہی کرے

[illegible]











بلا را در دیار خود صلا داد  
بلا کو اپنے ملک میں آواز دیا یعنی بلا با

بصحر ابرون یوسف رضا داد  
یوسف کے بھانے کے لیے اجازت دی

برون برادران یوسف ساز پیش پدر دو چاہ فگندن  
بھانا بھائیوں کا حضرت یوسف کو باپ کے پاس سے اور کنوین میں ڈال دینا

بیجا ہی افگند ماہ دل افروز  
ایک کنوین میں ڈالتا کہ چاند دل روشن کرے  
منہ در منہ سرک در منہ  
رکنا ہے بھڑے بھڑا نوالے کے بھل میں  
فلک نقا کہ گرگان بڑہ برونہ  
آسمان نے کہا کہ بھڑے بھڑے کا بچے گئے  
نریکد بیکر مہر شے رے برونہ  
ایک دوسرا کنوین سے بھڑے بھڑے  
اگرہ این تنگ اندر آشوش رفتی  
کبھی اسکو وہ گود میں لپٹا رہنے  
برو دست جفا کارے کشادند  
اسیر ظلم کرنے کا ہاتھ کھولا  
میان خارہ و خارش فگندند  
بھڑا اور کانٹے کے درمیان اسکو ڈال دیا  
بگل از خار و خس سارے زد  
بھل پر کانٹے اور تنکے سے بھینٹ ٹوٹتا تھا  
کف شین ز خارہ یارہ میزد  
ٹوکڑ ٹوکڑ بھڑا کنوین کو مارا کانٹوں کو مارا  
زخون و خار و خراگشت کلزنگ  
خون سے کانٹے اور بھڑا میں سرخ ہو گئے

فغان زین جرخ دولابی کہ ہر روز  
فریاد اس آسمان گونے والے سے کہ ہر روز  
غزالی در ریاض جان حزنہ  
جان کے باغ میں ایک بے بنیادے ہرن کو  
جو یوسف را بدان گرگان سپرند  
جو یوسف کو ان بھڑوں کو سونپا  
نجشمان پدر تائے نمودند  
باپ کی آنکھوں میں بینک دیکھا ہی رہے ہیں  
کسی آن بر سر و دویش رفتی  
کبھی دوسرا کانڈ سے پر اس کو لپٹے  
جو پا بردن صحرا نہادند  
جب بھل کے حاسن پر پاؤں رکھا  
زدوش مرحمت بارش فگندند  
سربانی کے کانڈ سے تھے بوجہ اس کا ڈال دیا  
برہنہ یا قدم بر خارے زد  
فلک برونہ قدیم کانٹوں پر مارتا یعنی ہلتا تھا  
فگند و کش رہ بر خارے زد  
جو آواز سے ہوئے راہ کانٹوں پر چلتا تھا  
کف پای کی میویش کل تنگ  
ٹوکڑے آگے کے پھول سے بھی نرم تھے

فغان زین جرخ دولابی کہ ہر روز  
فریاد اس آسمان گونے والے سے کہ ہر روز  
غزالی در ریاض جان حزنہ  
جان کے باغ میں ایک بے بنیادے ہرن کو  
جو یوسف را بدان گرگان سپرند  
جو یوسف کو ان بھڑوں کو سونپا  
نجشمان پدر تائے نمودند  
باپ کی آنکھوں میں بینک دیکھا ہی رہے ہیں  
کسی آن بر سر و دویش رفتی  
کبھی دوسرا کانڈ سے پر اس کو لپٹے  
جو پا بردن صحرا نہادند  
جب بھل کے حاسن پر پاؤں رکھا  
زدوش مرحمت بارش فگندند  
سربانی کے کانڈ سے تھے بوجہ اس کا ڈال دیا  
برہنہ یا قدم بر خارے زد  
فلک برونہ قدیم کانٹوں پر مارتا یعنی ہلتا تھا  
فگند و کش رہ بر خارے زد  
جو آواز سے ہوئے راہ کانٹوں پر چلتا تھا  
کف پای کی میویش کل تنگ  
ٹوکڑے آگے کے پھول سے بھی نرم تھے

چو مادی پس از آن ده سخت پنجه  
 جب بچھے۔ ہجاء ان دون سخت پنہ یعنی ہجاء یوں سے  
 بپیش قطع باو آن دست کوتاہ  
 تلواری سے کٹے ہوئے وہ ہاتھ ہوں یہ  
 چورنے پیش کردی زخم سیلے  
 چورنے پیش کردی زخم سیلے  
 جب آگے جانا لگے زخم گردنی کے  
 بہ بستہ از قفا و پشت دستے  
 بند کے ہوئے وہ گدھی ہاتھ کی پنہ سے  
 چو با ایشان شدے پہلو بہ پہلو  
 جب اس آن کے برابر لکر چلتا  
 گئے کان گوش را مالہ بہ نگشت  
 جو شخص کہ اسے کان کو اٹھائیں سے ملے  
 ہزارے ہر کرا و من کشیدے  
 رونے من جس کا دامن کھینچتا  
 بگر یہ ہر کرا وریا فتادے  
 رونے من جس شخص کے ہاتھوں پڑتا  
 بنالہ ہر کرا و آواز کردے  
 رونے من جس شخص کو آواز دیتا  
 چو شد نوید زیشان نالہ برداشت  
 جب ان سے نا امید ہوا جلا کر منخفت  
 کسی در خون وہ در خاک منخفت  
 کسی خون میں اور کسی خاک میں ہر تہا نما  
 کجائے اسی پدیر آخر کجائے  
 کہاں سے زمرے باب آخر کہاں ہے تو  
 سیا نگر کنرک ز اذ کان را  
 اگر دیکھ لو تو کجی بچوں کو

طیابچہ کردیش رخسار بنجہ  
 طابچہ ہے کر دینے اس کا منہ رنجیدہ  
 کہ سرخ پر ز ند با پچہ ماہ  
 کہ غنیمت مار بن پچہ ماہ یعنی بوسنت کے منہ پر  
 قفائش چون رخ بدخواہ نیلے  
 گدھی اسکی مثل دشمن کے منہ کے نیلی  
 کہ بند آن قفا از وی شکستے  
 کہ دیکھتے وہ گدھی پہ اٹھتا اس سے شکست  
 رسیدے مالش گوش ز ہر سو  
 پہنچتی گو غالی اس کو ہر طرف سے  
 چو آشتش مبادا میج در مشت  
 انگلیوں کی طرح کچھ اسکی چھٹی من ت ہو جو  
 بہ بنیراری گریبا کش دریدے  
 ناخوشی سے وہ اسکا گر بیان بھاڑ ڈالتا  
 بخندہ بر سر او پانہادے  
 سہمی سے وہ اس کے سر پر ہاتھوں رکھتا  
 نواہائے مخالف ساز کردے  
 آواز بن نواہ یعنی جڑی بری باتیں بناتے  
 ز خون یدہ بر گل لالہ میکاشت  
 خون دیدہ ہے زمین پر لالہ محسوس ہوتا تھا  
 ز اندوہ دل صد چاک میکشت  
 بچ دل سو گھڑے سے بیان کرنا تھا  
 ز حال من چنین غافل چرا نے  
 میرے حال سے ایسا ہے خبر کیوں ہے تو  
 ز راہ عقل و دین افتاد کان را  
 عقل اور دین کی راہ سے گر بس ہو دنگو

طیابچہ کر دینے اس کا منہ رنجیدہ  
 کہ سرخ پر ز ند با پچہ ماہ  
 کہ غنیمت مار بن پچہ ماہ یعنی بوسنت کے منہ پر  
 قفائش چون رخ بدخواہ نیلے  
 گدھی اسکی مثل دشمن کے منہ کے نیلی  
 کہ بند آن قفا از وی شکستے  
 کہ دیکھتے وہ گدھی پہ اٹھتا اس سے شکست  
 رسیدے مالش گوش ز ہر سو  
 پہنچتی گو غالی اس کو ہر طرف سے  
 چو آشتش مبادا میج در مشت  
 انگلیوں کی طرح کچھ اسکی چھٹی من ت ہو جو  
 بہ بنیراری گریبا کش دریدے  
 ناخوشی سے وہ اسکا گر بیان بھاڑ ڈالتا  
 بخندہ بر سر او پانہادے  
 سہمی سے وہ اس کے سر پر ہاتھوں رکھتا  
 نواہائے مخالف ساز کردے  
 آواز بن نواہ یعنی جڑی بری باتیں بناتے  
 ز خون یدہ بر گل لالہ میکاشت  
 خون دیدہ ہے زمین پر لالہ محسوس ہوتا تھا  
 ز اندوہ دل صد چاک میکشت  
 بچ دل سو گھڑے سے بیان کرنا تھا  
 ز حال من چنین غافل چرا نے  
 میرے حال سے ایسا ہے خبر کیوں ہے تو  
 ز راہ عقل و دین افتاد کان را  
 عقل اور دین کی راہ سے گر بس ہو دنگو





جھی چون گور ظالم تنگ وتیرہ  
 ایک کنواں مثل ظالم کی قبر کے چھوٹا اور اندھا  
 لب و چون دہان از دہانے  
 ہو کٹھن یعنی منہ اسکا مثل ایک از دھکے منہ کے  
 درویش چون درون مردم آزار  
 دلی بکا مثل آدمی کہ ستانوائے یعنی ظالم کی دل کے  
 مدار نقطہ اندوہ و درش  
 مایہ قرار یعنی نہ نقطہ غم کی دور آسکا  
 مخیطش بر کدورت مرکزین دور  
 نگہ آسکا اندھیرا بھرا ہوا نہ اسکی دور  
 نفس زن گرد رویک دم شمشیری  
 غوط خور اگر اسین دم بھر بخت  
 چو ایشان دفع آن گلچہرہ مہ را  
 جب انھوں نے دور کرنا اس خوبصورت چاندنی چسکا  
 و گر بار از جفاشان داد برداشت  
 دوبارہ لکے ظلم سے زیادہ اٹھائی گئی کی  
 کہ گر آن سنگ را معلوم کسی  
 کہ اگر وہ پتھر کو معلوم ہوتا  
 ولی آن ساز تیز آہنگ تر شد  
 لیکن وہ ساز تیز آواز دہ یعنی جلد ہوا  
 چہ گویم کہ جفا ایشان چہ کردند  
 کیا بیان کردن جن انکے ظلم سے کہ کیا کیا  
 بران ساعد کہ گریہ روی رسیدی  
 اس کا لہر کہ اگر آہر ہو بخت  
 رسن بستند از موے بز ویش  
 رسی بکری اور بھڑکے بالوں کی باندھی

ز تارکیش چشم عقل خیرہ  
 اسکے اندھیرے سے آنکھ عقل کی اندھی  
 پی قوت از برون مردم ربانے  
 کھانے کے لیے باہر سے آدمی لپکا ذرا بھی نکھانے والا  
 برای مردم آزار کے پر آزار  
 آدمی کے ستانے کے لیے سا پیون سے پر ہوا  
 برون از طاقت اندیشہ غوش  
 خیال کی طاقت سے دور گئی اندیشہ غوش  
 ہوایش پر غفوت حیرت آش  
 ہوا اسکی بدلو بھری ہوئی چشمہ اسکا کھاری  
 نفس را بر نفس زن راہ بسی  
 غوط خور کے سانس کی راہ بند کرنا یعنی دم بند کر دیتا  
 پسندیدند آن نابہرہ چہ را  
 پسند کیا اس بد نصیب کنوین کو  
 بنوعی نالہ و فریاد برداشت  
 ایسی طرح رونا اور جلا نا شرح گشت کیا  
 ز سوزش نرم تر از موم ششی  
 اسکی گرمی سے موم سے زیادہ نرم ہو جاتا  
 دل چون سنگ ایشان سنگ شد  
 پتھر کا سا دل انکا زیادہ سخت زیادہ ہوا  
 و لم ندیدند گواہی  
 میرا دل گواہی نہیں دیتا ہے جو کچھ کیا  
 حریر خلد از ان آزار دیدمی  
 حریر بشت کا اس سے بھگت ہو رہی  
 بروشد ہر سر موسی کے پیش  
 آہر ہو گئی ہر لوک بال کی ایک ڈنک

۱۔ از دہان لب  
 ۲۔ از دہان لب  
 ۳۔ از دہان لب  
 ۴۔ از دہان لب  
 ۵۔ از دہان لب  
 ۶۔ از دہان لب  
 ۷۔ از دہان لب  
 ۸۔ از دہان لب  
 ۹۔ از دہان لب  
 ۱۰۔ از دہان لب  
 ۱۱۔ از دہان لب  
 ۱۲۔ از دہان لب  
 ۱۳۔ از دہان لب  
 ۱۴۔ از دہان لب  
 ۱۵۔ از دہان لب  
 ۱۶۔ از دہان لب  
 ۱۷۔ از دہان لب  
 ۱۸۔ از دہان لب  
 ۱۹۔ از دہان لب  
 ۲۰۔ از دہان لب  
 ۲۱۔ از دہان لب  
 ۲۲۔ از دہان لب  
 ۲۳۔ از دہان لب  
 ۲۴۔ از دہان لب  
 ۲۵۔ از دہان لب  
 ۲۶۔ از دہان لب  
 ۲۷۔ از دہان لب  
 ۲۸۔ از دہان لب  
 ۲۹۔ از دہان لب  
 ۳۰۔ از دہان لب  
 ۳۱۔ از دہان لب  
 ۳۲۔ از دہان لب  
 ۳۳۔ از دہان لب  
 ۳۴۔ از دہان لب  
 ۳۵۔ از دہان لب  
 ۳۶۔ از دہان لب  
 ۳۷۔ از دہان لب  
 ۳۸۔ از دہان لب  
 ۳۹۔ از دہان لب  
 ۴۰۔ از دہان لب  
 ۴۱۔ از دہان لب  
 ۴۲۔ از دہان لب  
 ۴۳۔ از دہان لب  
 ۴۴۔ از دہان لب  
 ۴۵۔ از دہان لب  
 ۴۶۔ از دہان لب  
 ۴۷۔ از دہان لب  
 ۴۸۔ از دہان لب  
 ۴۹۔ از دہان لب  
 ۵۰۔ از دہان لب

۱۲۱









از مکر خود نام گرگان گرفتند

اپنے کمرے بھڑیوں کا نام لگانا

## چہ تار یک منزل ساختندش

از میر و کنوین کو اسکا گھر بنا دیا  
مصاح غیر ازین دیگر ندیدند

مصلحت اسکے سوا اور نہ دیکھی  
 بہ نزدیک پدر نیز نگ سازند

باب کے ساتھ ساتھ کمر کر بن  
گرفتند از تن او قطره چندی

لیا اسکے بدن سے کئی روئندہ خون  
بخانہ بعد ازان آہنگ کردند

بعد اسکے گھر کی طرف ارادہ کیا  
گھر و مہر جو بال حلقہ بستند

مثلاً جانور کے مگر اور اس کے حلقہ پانچو ما  
مذہب یہ آن نور جوان سیمین را

نه دیکھا اس خوبصورت نوجوان کو  
لبسوز و درد آسہ بہر شیدہ

سوز اور درد سے ایک آنہ کھینچی  
سنان مشرگان کمان ابروی من کو

ہے کہ اہل دل کمان آؤز گان مثل گانی کہ بودہ کمان ہر  
 بہ بجز شہر ہر باور دوہم عم

سکمی جدا کی ہے درد اور غم اس کے ساتھ ہوں میں  
ماں دم کا پید آن رخسان تر از رامہ

ہمیں مری کہ وہ چاند سے زیادہ روشن آنا ہو گا

چو یوسف را بجاہ انداختندش

جب یوسف کو ان خون نے گنبدین میں ڈال دیا  
 یہ پیرا ہن کہ ازوے بر کشیدند

کرتے ہیں کہ اُس کے بدن سے آواز آتا  
کہ از خون در غش رنگ سازند

کہ جو طے خون سے اکسیر رنگین کرین  
بکشتندازی آن گو سپندی

باز در اسرار واسطی ایک  
بخون گو سفندش رنگ کردند

میرزا یحییٰ پدر ہر ایک شہسوار

سا نے باپ کے ہر ایک بیٹے  
کشا وہ پیر چشم خوشن را

کھولا بلجے یعنی یقیناً بنی اپنی آنکھ کو  
دیکھ دیکھ نور و دیدہ پس دیدہ

بقیہ یوسفؑ مہ روی من کو

امیرا چاند سا یوسف کمان ہے  
ارم ہمرہ اورفت و جام

میدقدوش چشم در راه

سکے آنے کی امیدیں آنکھیں راہیں یعنی منظر

۱۔ چو ہندو  
 ۲۔ ہندو سے پانچ  
 ۳۔ ہندو سکھوں  
 ۴۔ کہ اگر ہندو  
 ۵۔ جب ہندو  
 ۶۔ میں ہندو  
 ۷۔ ہندو سے  
 ۸۔ ہندو سے  
 ۹۔ ہندو سے  
 ۱۰۔ ہندو سے  
 ۱۱۔ ہندو سے  
 ۱۲۔ ہندو سے  
 ۱۳۔ ہندو سے  
 ۱۴۔ ہندو سے  
 ۱۵۔ ہندو سے  
 ۱۶۔ ہندو سے  
 ۱۷۔ ہندو سے  
 ۱۸۔ ہندو سے  
 ۱۹۔ ہندو سے  
 ۲۰۔ ہندو سے  
 ۲۱۔ ہندو سے  
 ۲۲۔ ہندو سے  
 ۲۳۔ ہندو سے  
 ۲۴۔ ہندو سے  
 ۲۵۔ ہندو سے  
 ۲۶۔ ہندو سے  
 ۲۷۔ ہندو سے  
 ۲۸۔ ہندو سے  
 ۲۹۔ ہندو سے  
 ۳۰۔ ہندو سے  
 ۳۱۔ ہندو سے  
 ۳۲۔ ہندو سے  
 ۳۳۔ ہندو سے  
 ۳۴۔ ہندو سے  
 ۳۵۔ ہندو سے  
 ۳۶۔ ہندو سے  
 ۳۷۔ ہندو سے  
 ۳۸۔ ہندو سے  
 ۳۹۔ ہندو سے  
 ۴۰۔ ہندو سے  
 ۴۱۔ ہندو سے  
 ۴۲۔ ہندو سے  
 ۴۳۔ ہندو سے  
 ۴۴۔ ہندو سے  
 ۴۵۔ ہندو سے  
 ۴۶۔ ہندو سے  
 ۴۷۔ ہندو سے  
 ۴۸۔ ہندو سے  
 ۴۹۔ ہندو سے  
 ۵۰۔ ہندو سے  
 ۵۱۔ ہندو سے  
 ۵۲۔ ہندو سے  
 ۵۳۔ ہندو سے  
 ۵۴۔ ہندو سے  
 ۵۵۔ ہندو سے  
 ۵۶۔ ہندو سے  
 ۵۷۔ ہندو سے  
 ۵۸۔ ہندو سے  
 ۵۹۔ ہندو سے  
 ۶۰۔ ہندو سے  
 ۶۱۔ ہندو سے  
 ۶۲۔ ہندو سے  
 ۶۳۔ ہندو سے  
 ۶۴۔ ہندو سے  
 ۶۵۔ ہندو سے  
 ۶۶۔ ہندو سے  
 ۶۷۔ ہندو سے  
 ۶۸۔ ہندو سے  
 ۶۹۔ ہندو سے  
 ۷۰۔ ہندو سے  
 ۷۱۔ ہندو سے  
 ۷۲۔ ہندو سے  
 ۷۳۔ ہندو سے  
 ۷۴۔ ہندو سے  
 ۷۵۔ ہندو سے  
 ۷۶۔ ہندو سے  
 ۷۷۔ ہندو سے  
 ۷۸۔ ہندو سے  
 ۷۹۔ ہندو سے  
 ۸۰۔ ہندو سے  
 ۸۱۔ ہندو سے  
 ۸۲۔ ہندو سے  
 ۸۳۔ ہندو سے  
 ۸۴۔ ہندو سے  
 ۸۵۔ ہندو سے  
 ۸۶۔ ہندو سے  
 ۸۷۔ ہندو سے  
 ۸۸۔ ہندو سے  
 ۸۹۔ ہندو سے  
 ۹۰۔ ہندو سے  
 ۹۱۔ ہندو سے  
 ۹۲۔ ہندو سے  
 ۹۳۔ ہندو سے  
 ۹۴۔ ہندو سے  
 ۹۵۔ ہندو سے  
 ۹۶۔ ہندو سے  
 ۹۷۔ ہندو سے  
 ۹۸۔ ہندو سے  
 ۹۹۔ ہندو سے  
 ۱۰۰۔ ہندو سے

کشیدم بالقایش استطاری  
 لیکن چنانچہ نے اسکی صورت کا ایسا انظار  
 بہ بلبیس آئینہ شستہ گریان  
 کرے یہ سب رونے کی گتے  
 لے آسائش آن سیکھتے  
 واسطے اس نکستہ بنی یوسف کے انعام کے  
 درختے دلائس وہم سایہ ستر  
 ایسا دلکش اور سایہ دار درخت  
 نمودہ درتہ او سایہ نور  
 معلوم ہوا نیچے اسکے نور کا سایہ  
 بزیر آن زتالیش آفتابے  
 اسکے نیچے دھوپ کی گرمی سے  
 پس از وی شد ہوا ی صید را  
 بندہ اسکے ہکو شکار کی خواہش ہوئی  
 متاع خویش یوسف را نشاندم  
 اپنے اسباب کے پاس یوسف کو بٹھایا ہوتے  
 جو مایان را ہواے صید برودہ  
 ہم کو جب شکار کا شوق لے گیا  
 گرت بادور نیفتدے تو ایم  
 اگرچہ جو یقین نہ پڑے سکتے ہیں اس سے  
 کشیدم از بغل پیر این نہادہ  
 لیکن چنانچہ نکالا بغل سے کرتے اس جاندار کا  
 بہ پیش پیر کنگا نے نہادند  
 آگے کنگان کے بلے بنی یعقوب کے رکھ دیا  
 کہ این بتناسق بین پیرین است  
 کہ اسکو دیکھ اور پہچان آئی گا تو ہے

زودہ از تیغ ہجرم زخم کاری  
 جدا کی کی تلوار سے گھایا میرے زخم گہرا  
 بکشتند ای پدر زان مہتابان  
 کہا اے باپ سن اس روشن جاندار کو مال سے  
 بیا سودیم دریامی درختے  
 ٹھہرے ہم لوگ نیچے ایک درخت کے  
 ہو او سایہ اور روح پرور  
 ہوا اور سایہ جھکار بجوش کرنے والا  
 بہم آئیختہ چون مشک کا فور  
 ملا ہوا مثل مشک اور کافور کے  
 شدیم اسودہ چون تشہ زابے  
 اسودہ ہوئے ہم مثل سیاہی کے پانی سے  
 ہواے صید کردہ قید مارا  
 شکار کی خواہش نے ہکو قید کیا  
 وز انجا اسب سومی صید را ندیم  
 اور وہاں سے گھوڑا شکار کی دین بڑھایا ہوا  
 متاع یوسفم را رک خورودہ  
 ہمارے اسباب یعنی ہوسن کو بھڑے نے کھایا  
 برین دعوے کو اہی بکدر ایم  
 اس دعوے پر کوئی گواہ گذر انہن اس سے  
 زخون آلودہ ولی بارہ ناگاہ  
 خون بھرا ہوا اور بغیر پٹا ہوا ایک رگی  
 دلیل از راست قوی خویش را وند  
 دلیل اپنے رچ گئے سے دی  
 شدہ کلرنگ از خون تن او نست  
 اسی کے بدن کے خون سے سرخ ہو گیا ہے

لیکن چنانچہ نے اسکی صورت کا ایسا انظار  
 بہ بلبیس آئینہ شستہ گریان  
 کرے یہ سب رونے کی گتے  
 لے آسائش آن سیکھتے  
 واسطے اس نکستہ بنی یوسف کے انعام کے  
 درختے دلائس وہم سایہ ستر  
 ایسا دلکش اور سایہ دار درخت  
 نمودہ درتہ او سایہ نور  
 معلوم ہوا نیچے اسکے نور کا سایہ  
 بزیر آن زتالیش آفتابے  
 اسکے نیچے دھوپ کی گرمی سے  
 پس از وی شد ہوا ی صید را  
 بندہ اسکے ہکو شکار کی خواہش ہوئی  
 متاع خویش یوسف را نشاندم  
 اپنے اسباب کے پاس یوسف کو بٹھایا ہوتے  
 جو مایان را ہواے صید برودہ  
 ہم کو جب شکار کا شوق لے گیا  
 گرت بادور نیفتدے تو ایم  
 اگرچہ جو یقین نہ پڑے سکتے ہیں اس سے  
 کشیدم از بغل پیر این نہادہ  
 لیکن چنانچہ نکالا بغل سے کرتے اس جاندار کا  
 بہ پیش پیر کنگا نے نہادند  
 آگے کنگان کے بلے بنی یعقوب کے رکھ دیا  
 کہ این بتناسق بین پیرین است  
 کہ اسکو دیکھ اور پہچان آئی گا تو ہے



بدین کاری کہ پیر این دلیل است  
 ساتھ اس کام کے کہ کرتے دلیل ہے  
 جو یعقوب این سخن در گوش خود کرد  
 یعقوب نے جو بات اپنے کاین بن کی بخی سنی  
 بہ بیہوشی زبے ہوشی در آمد  
 بیہوشی میں بیہوشی سے گر پڑا  
 کبھی بیہوشی کہ ہیشیا رشید  
 کبھی بیہوش اور کبھی ہو ویشار ہو جانا تھا  
 بلانی جان مشتاقان آق است  
 مشتاقوں کی بلاے جان جدائی ہے  
 بسا عاشق براہ آشناے  
 بہت سے عاشق آشنا کی یاد میں  
 شہیدم این سخن از عاشق زار  
 یہ بات ایک عاشق زار سے سنی ہے میں نے  
 فغان و گریہ بسیار کردہ  
 رونا اور زاری بہت شروع کی  
 بگفتند من کن گریہ ضرر مست  
 لوگوں نے کہا کہ رونا نقصان ہے  
 بلقفا دیدہ بہر دیدن یار  
 بلکہ آنکھ واسطے دیکھنے بار کے  
 می دیدار جانان دیدہ خوشتر  
 دیکھنے عشق کے دیکھنے کے آنکھیں اچھی ہیں  
 نغمہ زندان زبان طعنے کشاؤ  
 راتوں سے زبان طعنے کی کھولی  
 حیرا اور از پیش من بلودند  
 بون آنکو میرے سامنے سے گئے

رضای آنخداوند جلیل است  
 خوشی اس خدا سے بزرگ کی ہے  
 وداع جان و دل ہوش خود کرد  
 رخصت جان اور عقل اور ہوش اپنے کی کی  
 دو چشم او بچون جوسی در آمد  
 دونوں آنکھیں کی خون خوش کرنیں آہن بچو رنگا  
 کے برزیت خود و بیزار میشد  
 کبھی اپنی زندگی پر ناراض ہوتا تھا  
 فراق دوستان مالا یطاق است  
 جدائی دوستوں کی طاقت سے باہر ہے  
 شدہ مقتول از تیغ جدائی  
 جدائی کی تلوار سے قتل ہو گئے  
 کہ دوری بہر جان امانہ از یار  
 کہ جان سے دوری بہتر ہو لیکن بارہو بہتر  
 فراق یوسف اور اکاثر کردہ  
 یوسف کی جدائی نے اسکا کام کیا  
 کہ گریہ و فغان نور بصیر مست  
 کرنا دور کرنا الائیائی آنکھ کا ہے  
 بود خوشتر و گرنہ نیست در کار  
 اچھی ہوتی ہو اور جو نہیں در کار نہیں ہو  
 ولی فہمے روی جانان کو بہتر  
 اور لیکن بے منہ دیکھے عشق کے اندھی بہتر  
 کہ از دست شامید او فریاد  
 کہ تم لوگوں کے ظلم کے ہاتھ سے فریاد ہے  
 جو بروے حامی و حافظ نبودند  
 جب اسکے پشت پناہ اور نگہبان نہ رہے

بدین کاری کہ پیر این دلیل است  
 ساتھ اس کام کے کہ کرتے دلیل ہے  
 جو یعقوب این سخن در گوش خود کرد  
 یعقوب نے جو بات اپنے کاین بن کی بخی سنی  
 بہ بیہوشی زبے ہوشی در آمد  
 بیہوشی میں بیہوشی سے گر پڑا  
 کبھی بیہوشی کہ ہیشیا رشید  
 کبھی بیہوش اور کبھی ہو ویشار ہو جانا تھا  
 بلانی جان مشتاقان آق است  
 مشتاقوں کی بلاے جان جدائی ہے  
 بسا عاشق براہ آشناے  
 بہت سے عاشق آشنا کی یاد میں  
 شہیدم این سخن از عاشق زار  
 یہ بات ایک عاشق زار سے سنی ہے میں نے  
 فغان و گریہ بسیار کردہ  
 رونا اور زاری بہت شروع کی  
 بگفتند من کن گریہ ضرر مست  
 لوگوں نے کہا کہ رونا نقصان ہے  
 بلقفا دیدہ بہر دیدن یار  
 بلکہ آنکھ واسطے دیکھنے بار کے  
 می دیدار جانان دیدہ خوشتر  
 دیکھنے عشق کے دیکھنے کے آنکھیں اچھی ہیں  
 نغمہ زندان زبان طعنے کشاؤ  
 راتوں سے زبان طعنے کی کھولی  
 حیرا اور از پیش من بلودند  
 بون آنکو میرے سامنے سے گئے

نہاں تھیں کہ تھامے گزارند  
 نہاں تھیں کہ تھامے گزارند  
 دروغا حیرتا بریا چین راے  
 افسوس افسوس البی غفل پر  
 غزال خود بکرگان چون سپردم  
 اپنے ہرن کو بچڑیوں کے سپرد کیوں کیا ہیں  
 بہ پیراہن نقص کرد و دیدہ  
 کرتے سپرد یافت کیا سپرد و کیا  
 بزرگان اشک چون گوہر مسیقت  
 ملکوں کے کناروں آسمونی کی طرح بردا تھا  
 چگونه گرگ یوسف خوار بودہ  
 کیا یوسف کا گمانے والا بچڑیا تھا  
 عجب از قتل مجروح دو نیم است  
 تعجب یہ جانے زخمی دو ٹکڑے سے ہے  
 نماید نقصان ایشان دروغے  
 معلوم ہوتا ہے ان کا سپرد چھوٹ  
 چون غرض دید و گرفتار آہنا  
 جب بے اعتبار کر دیں انکی باتوں میں  
 طلب فرمود گرگان را از صحرا  
 بلا یا بچڑیوں کو جنگل سے  
 کہ آن نور دو چشم را کہ بردہ  
 کہ میر و اس دونوں آنکھوں کا نور کو کون لے گیا  
 چہ بیدار است این بھمن جل لیش  
 یہ کیا ظلم ہے مجھ نے زخمی دل پر  
 بخیرت آمدہ گرفتار گرگان  
 حیرت میں اگر بچڑیوں نے گمانا

غزال من بہ گرگان می سپارند  
 برے ہرن کو بھڑوں کو سوہنیں گے  
 زہد و عیشہ بدست خویش دریاے  
 بولوار میں نے اپنے ہاتھ بٹاؤں میں  
 بکرا نانی چرا میں زہر خوردم  
 باوصف ماننے کے کہوں بہ زہر کھا با میں نے  
 نہ جانی پارہ فی جانی دریدہ  
 نہ کسی جگہ گزبے ہوا نہ کسی جگہ بیٹا ہوا  
 بہ پیرا میں نظر میگرد و مسکفت  
 کرتے میں دیکھتا تھا اور کتا بنجا  
 کہ یوسف خورد و پیرا میں سوزہ  
 کہ بوسٹ کو کھا گیا اور کرتہ چھین گھسا  
 کہ خود دو نیم و پیرا میں سلیم است  
 کہ آپ در کونے اور کرتہ ثابت ایسے  
 نمی تنم بقول ایشان فروغے  
 نہیں دیکھتا ہوں میں انکی باتوں میں کچھ  
 برائے امتحان کار آہنا  
 انکے کام کی آزمائش کے لیے  
 پیر شیدہ کہ خوردان راز صحا  
 پوچھا کون کھا گیا اسکو مگر کلمہ سے  
 دل و جام حکم کو شہ کہ خوردہ  
 دل اور جان میرے جگر گوشے کا کس نے کھیا  
 کہ شد پیدا ز گرج کو تہ اندیش  
 کہ ظاہر ہوا پھر بے ناقص اندیش کہ خواست  
 کہ اے روشن کہ مہتر بزرگان  
 کہ اے روشن ذات سرفراز بزرگوں کے

۱۰ غلامان کے سبھی نام  
 کو ملا کر کے اپنے پاس  
 سوزن و بن اور  
 ۱۱ مہمانی بنی  
 باوجود مالی باریں  
 کو کہان ابوجہا  
 ۱۲ کو کہ سن  
 ۱۳ سوزن و بن  
 ۱۴ سوزن و بن  
 ۱۵ سوزن و بن  
 ۱۶ سوزن و بن  
 ۱۷ سوزن و بن  
 ۱۸ سوزن و بن  
 ۱۹ سوزن و بن  
 ۲۰ سوزن و بن  
 ۲۱ سوزن و بن  
 ۲۲ سوزن و بن  
 ۲۳ سوزن و بن  
 ۲۴ سوزن و بن  
 ۲۵ سوزن و بن  
 ۲۶ سوزن و بن  
 ۲۷ سوزن و بن  
 ۲۸ سوزن و بن  
 ۲۹ سوزن و بن  
 ۳۰ سوزن و بن



بعد دیدہ وہ نادیدہ ہاشم  
 قسم کھ دینے والے یعنی خدا کی اذسے ہو جائیں ہم  
 بگفت جابلان ولی نصیبان  
 جابلون اور بلصیبون کے کہنے سے  
 بدل انت کو احیاست محبوب  
 بدل من جانا کہ وہ بہار اپنی یوسف زندہ ہو  
 زلمبیس زمانہ خویش و اغیار  
 اپنے بچا گئے اور زمانے کے کر سے  
 شدہ دیوار با او گریہ پرواز  
 دیوار اوس کے ساتھ روئے سنگی  
 فغان و مال بے تقداد کردی  
 بنامہ نابے مراد فریاد گزرتا  
 کے فرزانه کہ دیوانہ گشتے  
 کبھی عقلند کبھی مجنون ہو جاتا

اگر من یوسف را دیدہ ہاشم  
 عوام نے تبرے یوسف کو دیکھا ہو  
 چه تمت می نہی بر ما غریبان  
 کیا تمت لگنا ہے تو ہم غریبون پر  
 چو از گرگان شنید این عمیقوت  
 جب بھڑبون سے یہ اقرار یقوت نے سنا  
 بگفت اور اخدا وندا نگہدار  
 دعا کی ہے خدا اسکو بگلا رکھو  
 زہجر دوست کردہ گریہ آغاز  
 دوست کی جدائی سے رونا شروع کیا  
 چو از حسن و جمالش یاد کردی  
 جب اسکی خوبی اور خوبصورتی سے یاد کرتا  
 گئی از خویشین بریکانہ گشتے  
 کبھی آپ سے غریبی ہے خود ہو جاتا

بدنیسان مدتی کروند بسرش  
 اسی طرح بدین برکین اس نے  
 کہ آمد بوسے پیراہن زمرش  
 کہ آئی بوی سرک آس کرنے سے

سیدن کاروان بر چاہ و برون  
 پہونجا قافلے کا اوپر کنوئیں کے اور باہر  
 آوردن یوسف علیہ السلام را مثل  
 نکالنا حضرت یوسف علیہ السلام کو مثل چاند کے

سیدن کاروان  
 کہ عذابا کہ اگر ہم  
 کی سے تبرے یوسف  
 کو دیکھا ہو تو اس  
 رہ یعنی خدا کی قسم  
 کہ ہم یہ انداز  
 ہو جائیں  
 تبیس ساکتی کہ  
 انا فوین کے یعنی  
 اپنے ہی عزیز  
 یوسف زلیخا  
 جاننے کے من  
 سے زنجیرات  
 رنج دوست سے اور  
 مفت یوسف  
 کہ حضرت یوسف  
 کی جاتی بن وقت  
 یقوت اخدا وندا  
 کہ دلو اسکو دیکھا  
 گئی  
 زمانہ کے سنی  
 زلیخا  
 دیوانہ گشتے







نہان کر دند یوسف را ندائے  
 پو خیدہ بنی آہستہ سے یوسف کو ایک آواز دی  
 بسوی کاروان کر دند آہنگ  
 قافلے کی طرف ارادہ رکھ  
 پس از چند تمام وجد بسیار  
 بعد نہایت کوشش اور کاوش کے  
 گرفتندش کہ مارا بندہ است این  
 بکڑ بیا اسکو کہ ہمارا غلام ہے  
 بکار و خدمت آمدست پو بند  
 کا رم اور خدمت میں نہایت سستی کرتا ہے  
 ز نیکی بند کی فارغ نہاد است  
 اچھی طرح نوکری کرنے سے بیکر ہے  
 چو گیر و بندہ بد بند کے پیش  
 جو تھا ہے کوئی غلام بوجہ بندگی آگے  
 بہ ان باشد کہ بفروشم یہ پیش  
 بہتر وہ ہے کہ بیوڑی قیمت پر بیچا لون میں اسکو  
 ورا صلاش ازین پس می نگویم  
 اسکی اصلاح میں اس سے کوشش زیادہ کرینگے ہم  
 جو ان فردی کہ از چہ بر کسیدش  
 جس جو ان فردی کہ کنوین سے کالائے اسکو  
 بہ مالک بود مشور آن جو ان فرد  
 اس جوان کا نام مالک مشہور تھا  
 وز ان پس کاروان محل بہ بستند  
 بعد اگلے قافلے کے لئے کہا ہے ماندے  
 زیان کاران کہ حبس جان فروش  
 بدکار لوگ کہ حبس جان کی بیچے ہیں

برون نامد چاہ الاصدائے  
 نہ نکلی لیکن کنوین سے کوئی برآواز  
 کہ تا از بند یوسف مرا فر اچنگ  
 تاکہ یوسف کو چنگل میں لا دین  
 میان کاروان آمد پدیدار  
 قافلے کے درمیان ظاہر ہوا  
 سر از طوق و فاتا بندہ است این  
 حلقہ میں نمایاں سے پھرنے والا ہے  
 رہ بگرین کیر و بہر چند  
 ہر چند روز بعد بھاگ جاتا ہے  
 فروشم اگر چہ خانہ زاد است  
 بیچے ہیں ہم اسکو اگر چہ غاصہ راہ ہے  
 ز نیکی کنی کند بد بند کے پیش  
 ایک نیک سے کرتا ہے بد بند سے گریز  
 ند ارم از بدی در تاب و پس  
 نہ رکھوں اسکی بُرائی سے کچھ کھٹکا  
 بہر قیمت کہ باشد میفر و شیم  
 جس قیمت پر کہ ہو بیچے ہیں ہم  
 باندگ قیمتی ز زیان خریدش  
 بیوڑی قیمت پر بیچوں بیا اس سے  
 بفلس چند مملوک خودش کرد  
 عوض خرید بیوں کے غلام بنانا اس نے کر لیا  
 بقصد مصر در محل بستند  
 مصر کے ارادے میں کہا ہے پر بیچے  
 چنان حبس حین ارزان فروشند  
 ایسی چیز ایسی شئی بیچے ہیں

یوسف کو ایک آواز دی  
 بسوی کاروان کر دند آہنگ  
 قافلے کی طرف ارادہ رکھ  
 پس از چند تمام وجد بسیار  
 بعد نہایت کوشش اور کاوش کے  
 گرفتندش کہ مارا بندہ است این  
 بکڑ بیا اسکو کہ ہمارا غلام ہے  
 بکار و خدمت آمدست پو بند  
 کا رم اور خدمت میں نہایت سستی کرتا ہے  
 ز نیکی بند کی فارغ نہاد است  
 اچھی طرح نوکری کرنے سے بیکر ہے  
 چو گیر و بندہ بد بند کے پیش  
 جو تھا ہے کوئی غلام بوجہ بندگی آگے  
 بہ ان باشد کہ بفروشم یہ پیش  
 بہتر وہ ہے کہ بیوڑی قیمت پر بیچا لون میں اسکو  
 ورا صلاش ازین پس می نگویم  
 اسکی اصلاح میں اس سے کوشش زیادہ کرینگے ہم  
 جو ان فردی کہ از چہ بر کسیدش  
 جس جو ان فردی کہ کنوین سے کالائے اسکو  
 بہ مالک بود مشور آن جو ان فرد  
 اس جوان کا نام مالک مشہور تھا  
 وز ان پس کاروان محل بہ بستند  
 بعد اگلے قافلے کے لئے کہا ہے ماندے  
 زیان کاران کہ حبس جان فروش  
 بدکار لوگ کہ حبس جان کی بیچے ہیں









باسائش درین منزل گذاری

واسطے آرام کے اس مقام میں چھوڑے تو

کہ ازین سفر بخواب و خوردیم

کہ سفر کی محنت سے سوئے ہیں نہ کھانا کھا ہے نہ پینے

بہ تن پاکیزہ سوئے شاہ پویم

صاف بدن سے حرف بادشاہ کے مطہریم

بخدمت کار سے شہر باز گردید

بادشاہ کی خدمت میں واپس چھٹ

بغیرت ساخت جان شاہ زما

شرم سے بادشاہ کی طبیعت کو چڑا یعنی خرمندہ کیا

بدار الملک خوبی شہر باران

خوبصورتی کے ملک کے بادشاہ

ہمہ زار کش قبا پوشیدہ دربر

تامی کی قبا میں بدنوں میں ہیں کہ

بخندہ در شکر ریزی دہان شان

ہنسی میں شکر گرانے والے سنا آن کے

ز گلرویان مصر سے برگزینند

مصر کے مشفقوں سے انتخاب کریں

کنندش عرض بر چشم خریدار

پیش کریں اسکو آگے خریداروں کے

بدعوی داریش صف در مقابل

واسطے دعوے کرنے کے قطار متبادل میں

ازین آتش رخان بازار اور سرد

اُن سے چہرہ دل یعنی خوبصورتوں سے اسکا بازار سرد

کہ ما ز این زمان مغدوداری

کہ ہم کو اس وقت سناں رکھے تو

بود روز دوسرے آسودہ گردیم

نہایت دو تین دن میں آسودہ ہوئیں ہم

غبار ساز روی و چرک از تن بشویم

گرد چہرے سے اور بدن سے دھوئیں ہم

عزیز مصر چون این نکتہ بشنید

عزیز مصر نے جو یہ بات سنی

بشاہ از حسن یوسف غمہ گفت

یوسف کے حسن سے بادشاہ سے کھینچا

اشارت کرد کہ ز خوبان ہزاران

اختارہ کیا کہ ہزاروں خوبصورت

ہمہ زارین کلمہ بہادہ بر سر

سب سہرے تاج سردن پر رکھ کر

کر ہائے مرضع بر میان شان

چنگے چہرے اور انکی گردن پر بندھے

چو گل از گلین خوبی بچینند

چل بھول کے خوبصورتی کی ہنسی سے جنہیں

کہ چون آرند یوسف را بہ بازار

کہ جب لاوین یوسف کو بازار میں

کشند انیان بدین شکل و شامل

کھینچیں یہ لوگ بھی اس صورت اور شکل سے

شوہر از خود بود ہر ہر جہاں کہ

ہو دوسری مکن ہو اگر آپ کتاب جہاں پھر نیا لا ہو

یوسف کے حسن سے بادشاہ سے کھینچا  
اشارت کرد کہ ہزاروں خوبصورت  
اختارہ کیا کہ ہزاروں خوبصورت  
ہمہ زارین کلمہ بہادہ بر سر  
سب سہرے تاج سردن پر رکھ کر  
کر ہائے مرضع بر میان شان  
چنگے چہرے اور انکی گردن پر بندھے  
چو گل از گلین خوبی بچینند  
چل بھول کے خوبصورتی کی ہنسی سے جنہیں  
کہ چون آرند یوسف را بہ بازار  
کہ جب لاوین یوسف کو بازار میں  
کشند انیان بدین شکل و شامل  
کھینچیں یہ لوگ بھی اس صورت اور شکل سے  
شوہر از خود بود ہر ہر جہاں کہ  
ہو دوسری مکن ہو اگر آپ کتاب جہاں پھر نیا لا ہو

باب نیل در آمدن یوسف و غبار سفر

دریا سے نیل میں آنا یوسف کا اور غبار سفر کا

شستن و برپودن اعلیٰ شستن

روحنا اور بلند عماری پر بیٹنا

بجایرم روز موعد یوسف خور

چونہیں دیکھو کہ ہوسو دین کو یوسف آفتاب نے  
یوسف گفت مالک کی ولا را ی  
یوسف کے مالک نے کہا اسے دل آسان بنو اسے  
نرخودین کردہ رشتہ شوق نے

راہِ بخشن سے راہِ کے گرد و غبار کو دھو ڈال  
 بحکمِ مالک آنِ خورشید تابان  
 مالک کے حکم سے وہ آفتابِ روشن  
 بزمِ پیرِ مہن بُردِ ازل و دلِ دوست

بیخ کنجے کے یعنی اندر لے گیا اس لئے  
کلاہ زرفشان از فرق بہاد  
کشید انگ چنان پیراہن از فرق

کھینچا اسوقت اسطرح کرتے ہوئے  
 مٹوٹوان دوش وبرا ز عطف دامن  
 دکھائی دیا دو کندھا اور سینہ دامن کے گوشے سے  
 انسانی لکھن بستر بہ تعبیل

نیل ننگی باندھ کر  
 زچرخ نیلگون برخواست فریاد  
 نیلے آسمان سے اٹھی فریاد یعنی شور ملبند ہوا  
 بجای تل من بودی چہ بودی  
 بھائے تل کے جو میں ہونا کیا اچھا ہوتا

چون دواز سال میل فلک سر

جو سر لہو یعنی نکال کاٹنا ہے وہ یہ ہے آسمان سے  
تو یہ محجون خور کناریل کن جائے  
تو یہ محجل آفتاب و رطل کے کنارے جا  
زخالت نیل را دہ ابرو نے

اپنی خاک ہے دریا کو ایک آبرو ہے  
بسوی نیل شد حائلے شتابان  
ملن دریا کے چلا فوراً  
سمن راپر وہ نیلو فری بست

چمیل پروردگار فرما باند حایقی کرنا اتارا  
 ز زمین برخیزد خورزا غش ادا  
 سحر و اژدی خناب کورات کا بداد و اینی بال و کلل  
 کہ جلیش غرب شد و ایش تشرق

گھر پر اس چاندی کے کچھ کو ہوا دینا اس کا بڑا درد ہے  
 چنانچہ دو روز کے بعد صبح کو  
 اتنی کہ آسان کے کنارے سے پونشی صبح کی  
 چوٹیں سرد آئندہ بربیل

مسل چاندی کے سروے ایک ناکار و دربانے  
 کہ شد مصر از قدم آن مہ آباد  
 کہ معز ایس چاند کے آنے سے ہو گیا آباد  
 زیا پوش من اسودی چہ بودی  
 اسکی قد مہوی سے مین آسودہ ہونا کہا اچھا ہوتا

[illegible]









<p>کہ یارب کیست این فرخندہ ختر          کہ خدایا یہ کون روشن ستارہ ہے          بتان مصر سر در پیش ماندند          مصر کے خوبصورتوں نے سر جھکا لیا          بلے ہر جا بود محسوس کشکارا          سچ ہے جان چلتا ہوا آفتاب</p>	<p>کہ ہم ماہ است از ان شمرندہ ہنجر          کہ چاند بھی جس سے خستہ ہے اور آفتاب بھی          ز لوش حرف نشخ خوش خوانند          اسکی تختی یعنی چہرے سے اپنے خواب ہو نیکا لکھا پڑھا          سہارا جز نہان بودن چہ یارا          سہا کو سوا چپ جانے کے کیا طاقت</p>
-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

**سیدن زینجا بدرگاہ بادشاہ و سبب**  
 ہو چنچا زینجا کا بادشاہ کی درگاہ میں اور سبب  
**از دحام پر سیدن و جمال یوسف یدن**  
 بھڑھونے کا در یافت کرنا اور جمال حضرت یوسف کا دیکھ

<p>زینجا بود ازین صورت ہی دل          زینجا ہی اس حال سے خالی دل یعنی بے خبر          ولی خواست ازین معنی خبر داشت          لیکن جان اسکی اس حال سے خبر کتنی تھی          نہایت کاین شوق از کجا خواست          نہیں جانتی تھی کہ یہ شوق کمان سے بڑھوا          بصراشد برون تازان بہانہ          جگہ بگن گئی تاکہ اسی بہانے سے          نہتے چند روز زینجا بسر برد          سنی سے چند روز وہاں بسر کر کے          گرفت اسباب عیش و خرمی پیش          عیش اور خوشی کے سامان موجود تھے</p>	<p>کز تو یا یوسف آمد یکد و منزل          جب تک کہ حضرت یوسف ایک دروازے پہلے          ز دواغ عشق سوز می فرج کرد داشت          عشق کے داغ سے ایک سوز کیلے میں کتنی تھی          بجیلہ سازش لسلکین ہمچو است          حلق سازی سے اسکی تسکین چاہتی تھی          ز دل بیرون دہداند وہ خانہ          دل سے باہر نکالے سچ گھر کو          وزان محنت بسی و زندان بے فتنہ          اس سچ میں بہت فتنے لگتا ہے          ولی ہر خطہ شد اند وہ اویش          لیکن ہر دم اسکا رنج بڑھتا جاتا تھا</p>
--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

یاد باد  
 اس کی سنی  
 اور دگر  
 اور دگر  
 نالہ کی سنی  
 مسئلہ کہ  
 سہا کی سنی  
 ہر درمیان  
 کے نہایت  
 ایک  
 یعنی جو  
 اکابر  
 سیدن زینجا  
 زینجا  
 دل میں  
 چاہا  
 دل سے  
 نہتے  
 سنی سے  
 گرفت  
 عیش اور





دران مجمع غلامے راکہ دیدی

اس مجمع میں جس غلام کو کہ تو نے دیکھا تھا  
 ز عالم قبلہ گاہ جان من اوست

جہان سے قبل گاہ میری جان کا وہ ہے  
جو اکم روی زریا وی نمود دست

عقاب میں اسی نے مجھ کو عبور ت چہرہ دکھلایا ہوا  
 بہ تن درتے بدل در تاب از ویم

بن بن لوی دین میرے ایک بے تڑپ ہے  
 زرین منزل زہود ایش قیادم

رازخانان آوارہ اوساحت  
نکو گھر آوارہ اس نے کیا

میں محنت کہ دیدی چند سلم  
بس سحر میں کہ کئی برس مجھ کو دیکھا تو نے

مہمہ ان آرزو کے روی اربو  
 ہم سب اسی کے چہرے کی آرزو میں تھا

روہ افزون بود بار سن امروز  
 زیاده ہو بوجہ میرا آج کے دن

نذیر کس خله کا بادشاہ ہو  
اعظم و بزرگ روشن گردان

نہ آئیں روشن ہو سکیں اس سے  
بہتر بد از لب جان بخش او کام

نہاں ہوں کہ آپ کے لب جان بھڑے مقصد  
نہ خجندہ کشمکش کہ بافد

۱۰۸

میں نے کون کون سے گے گا

زابل مصر و صف او شنیدی

میرے لوگوں سے تم ایسے ہو گئے ہو جیسے تم نے میری  
فداکرتی جان میں جان میں اوست

شکریہ جان قربان اسلے معنوق میرا وہی ہے  
شکریہ زجان شیراوی ربوہست

زودیدہ عرق خون تاب از ویم

بدین شہر از تمناش قیام  
س شہرین اسکی آواز سے ٹہری تون میں

سین آوار کی بیچارہ اوستخت  
س پریشانی میں آوارہ گری نے کہا

۱۰۔ بوہڑ اور راحت لیتے ملازم  
تہہ تہا زانے کی راحت سے بیچ بھگو

سوق و امت و جوع اور بھوک  
اسی کے درد و جوع کے شوق میں تھا  
ان کے حواس و کمال مسدود اور

خبر رسید کہ ہون سواروں کا راج امر کو  
من جانا ہوں میں کیسا ہو کام میرا آج کے دن  
خبر سمع شہستان کہ گر دو

مع کس بیخانم کا آنیکا چہ ہو  
درامین خانہ گلشن گرد و از روی

کون گھر بلغ ہو گا اس سے  
گیر دور پناہ سر ویش آرام

و وصل محل سمنیش کہ لافند

تو کات سے بین و یک سر کون بجا بری کو







زلیخا گشت زینتے خبردار

زلیخا ہوئی اس حال سے خبردار  
خویداران دیکر لب بہ بستند

اور خبرداروں نے ہنسنے لگے کہ یہ بے خبری ہے  
عزیز مصر رافت ای نکلورای

عزیز مصر سے کہا اے نیک عقل  
بلقیا انچہ من دارم وقینہ

کہا میں جو کچھ رکھتا ہوں دینے  
سیک نیمہ بہائش درنیاید

اُدھی قیمت اس کی میں نہ آؤں گا  
زلیخا داشت در بے پر زلوہر

زلیخا جتنی بھی موتیوں سے بھرے ہو ایک ڈبر  
بہامی ہر کھزان درج ملنون

قیمت ہر ایک موتی کی اس سے بڑھ کر ہے  
بلقیا کاین کمرہ در بہائش

کہا کہ یہ موتی اس کی قیمت میں  
عسریز اور دوازہ نو بہانہ

عزیز مصر نے پھر ایک نیا بہانہ کیا  
کہ در خیل ی این پاکیزہ دامان

کہ اس کے نوکردان میں بہ پاک دامان  
بلقیا شو شو شاہ جہاندار

زلیخا نے کہا باطرت شاہ جہاندار کے  
بگو بر دل جزین بندے ندارم

کہا دل پر والے کوئی فکر نہیں رکھتا ہوں میں  
سر افرازے مدہ زین اشترام

سر ملندی دے اس بزرگی سے جلو  
کہ میری تاملداری میں یہ غلام آجائے

مضاعف ساخت آنها را یکبار

دو گنا کیا ان سب کا ایک بار  
پس زانوے نو میدی شستند

نوا میدی کا زانو توڑ کر اپنی نادمی بٹھارے  
برو بر مالک این قیمت بہایمی

جاہا میں مالک کے اس قیمت کا اندازہ کر لو  
زشتک و گوہر روز و خرینہ

شک اور موتی اور سونے اور خزانے سے  
اداسے او تمام ازمن کے آید

پوری ادائی را دکی مجھ سے کب ہو سکے  
نہ در بے بلکہ بر بے پر ز اختر

ایک ڈبر بہانہ بلکہ ایک بیج ستاروں سے بھرا ہوا  
خران مصر بلودی بلکہ افزون

خران مصر کا ہونا بلکہ اس سے زیادہ  
بدہ اسی کوہر جانم قدائش

دے اسے موتی میری جان کا زبان اور  
کہ دار و دل او شاہ زمانہ

کہ رکھتا ہو خواہش ادھی بادشاہ ہنر  
بود و فقر دیگر غلامان

ہو سرگرد و اور غلاموں کا  
حق خد متکذرا سے را بجبار

حق خد متکذرا سے را بجبار  
کہ پیش دیدہ فرزندے ندارم

کہ انکھوں کے سامنے کوئی لڑکا نہیں رکھتا ہوں  
کہ آید زیر فرمان این غلامم

کہ میری تاملداری میں یہ غلام آجائے

ترجمہ  
زلیخا نے اپنے زانو توڑ کر اپنی نادمی بٹھارے  
برو بر مالک این قیمت بہایمی  
جاہا میں مالک کے اس قیمت کا اندازہ کر لو  
زشتک و گوہر روز و خرینہ  
شک اور موتی اور سونے اور خزانے سے  
اداسے او تمام ازمن کے آید  
پوری ادائی را دکی مجھ سے کب ہو سکے  
نہ در بے بلکہ بر بے پر ز اختر  
ایک ڈبر بہانہ بلکہ ایک بیج ستاروں سے بھرا ہوا  
خران مصر بلودی بلکہ افزون  
خران مصر کا ہونا بلکہ اس سے زیادہ  
بدہ اسی کوہر جانم قدائش  
دے اسے موتی میری جان کا زبان اور  
کہ دار و دل او شاہ زمانہ  
کہ رکھتا ہو خواہش ادھی بادشاہ ہنر  
بود و فقر دیگر غلامان  
ہو سرگرد و اور غلاموں کا  
حق خد متکذرا سے را بجبار  
حق خد متکذرا سے را بجبار  
کہ پیش دیدہ فرزندے ندارم  
کہ انکھوں کے سامنے کوئی لڑکا نہیں رکھتا ہوں  
کہ آید زیر فرمان این غلامم  
کہ میری تاملداری میں یہ غلام آجائے















ہزارا شتر ہمہ پاکیزہ گوہر  
 ہزار اونٹ اور سب اچھی نسل کے  
 زانواع نقاس ہرچہ پوش  
 بہ عدد و جزون سے جو کچھ اسکے پاس تھیں  
 مرتب کرد و راہ مہر برداشت  
 تیار کیں اور راہ مصر کی اٹھائی یعنی پکڑی  
 قناد از مقدس آوازہ در مصر  
 اس کے آنے سے مصر میں فہرہ پڑا  
 بمصر آمد سرش در راہ یوسف  
 مصر میں آئی اور سر کے بل یوسف کی راہ میں  
 چو از چو لائے یوسف خبر یافت  
 جب یوسف کی سیرگاہ سے خبر پائی  
 جمالی ویدیش از حد ادراک  
 ایک ایک غلام کو اپنے ہاتھ سے پکڑ کر  
 پہنچتی تھیں اسل اور ماریدہ ہرگز  
 جہان میں مثل اسکا نہ پایا  
 تخت اسے پہنچا اور وہ اٹھا و  
 پہلے اسکے دو چوچے جو درگزر چری  
 و زان پس پہنچی ہشیامی اور و  
 بعد اسکے چوتھی بیٹی ہشامی کی  
 زبان بلسا و پیش کردہ خانہ  
 کہ بان کھولی اور وہ چھٹا شروع کیا  
 بگفت امی از تو کار سنگومی راست  
 پوچھا اب یوسف تجھ سے کون سی کامی کا دست ہو  
 کہ لامع ساخت خورشید حنیت  
 کسے روشن کیا تیری پیشانی کے آفتاب کو

نوش میں نہ  
 ہون کا افسانہ  
 کی اس کے معلوم  
 ہوا اور جزون  
 بہت قیمت کے  
 راہ سے ۱۲  
 ۱۲ مقدم کا  
 چھٹا نہ رہا  
 آتا اور ہاشمی پر  
 پہنچی غل و در  
 بلانہ یوسف  
 کہتے ہیں کہ  
 یہاں سے  
 اور چھٹا  
 کہنا ۱۲  
 چار بیٹی  
 وہ چھٹا  
 دل میں سے  
 کہنے کا

پراز دیا و مشک و گوہر وزر  
 دیا اور مشک اور موتی اور سونے سے بھرے ہوئے  
 کہ و اون در بہا لائق نمودش  
 جو اسل قیمت میں دینے کے لائق معلوم ہوئے اسکو  
 بمخرن از خزان بیج نگداشت  
 خزانے میں خزانے کی چیزوں سے کچھ نہ چھوڑا  
 برآمد ہاشمی و مہوی تازہ در مصر  
 مصر میں گیا ایک شور و غل پیدا ہوا  
 خبر پرسان از چو لائے یوسف  
 خبر پہنچی ہوئی یوسف کی سیرگاہ سے  
 دل خرم بسوی او عنان تافت  
 غش خوشی و فرح اس کے ہر گھر پر  
 چو جان ز آلودگی آب گل پاک  
 ہر ش جان کے چھٹا کر کے آٹا پیش سے پاک  
 ز مس باسدا و شمشیدہ ہرگز  
 کسی سے کبھی اسکا مثل نہ سنا  
 ز خودی بخودی گشت از خود آزار و  
 بخودی کے چہ سے خودی سے چھوٹ گئی  
 ز خواب غفلتش بیداری آورد  
 اسکی غفلت کی نیند بیدار سری لائی یعنی جگا  
 جو آہر جست زان خجینہ راز  
 موتی و جوئے اسکے حیدر کے خزانے سے  
 بدین خوبی جمالت را کہ آمد است  
 اس خوبی سے تیری خوبصورتی کو کس نے سنوارا  
 کہ آمد خرم من مہ خوشہ حنیت  
 کون چاندنا بھی ہوا تیرے کھلیان کا بالی چٹنے والا





جمالی بود پاک از تمت عیب

ایک جل تعابیب کی نہایت سے پاک  
ز فرات جہان آئینہ ہا ساخت

جہان کے روشن سے آجئے بنائے  
بحسب تمیز بنیت ہر جہ نیکیست

تیری تیرا کونسی والی آنکھ میں جو کچھ اچھا ہے  
چو دیدی کس سوی اصل شباب

جب عکس دکھا تو نے طرٹ اصل کے ہوڑ  
معاذ اللہ زاصل اردو رمانی

بنا ہوا اصل جو اصل سے دور ہے تو  
ناباشد عکس را حیدان بقانی

یہ نہیں ہوتی ہے عکس کے اس قدر روشن  
بقا خواہی بروے اصل بنکر

بقا جاتی ہے تو طرٹ اصل کے دیکھ  
غم چیزے رک جانرا خراشد

غم اس چہ کارگ جان کو خواشتا ہے  
چو دانا و تران اسرا شبنید

جب عقیقہ لڑکی نے یہ مجھ سے  
یوسف گفت چون صفت شنیدم

یوسف سے کہا جو تیری تعریف سنی میں نے  
گر قسم پیش راہ آرزویت

تیری آرزو کی راہ آگے لی میں نے  
چو دیدم روی تو افتادم از پایے

جب ترا منہ دیکھا میں نے گر پڑی میں  
و نے چون کوہر اسرار سفتے

نہفتہ در حجاب پردہ غیب

چھپا ہوا پردہ غیب کی پردے میں  
ز روی خود بہر یک پر تو انداخت

اچھے رنگ سے ہر ایک پر روشنی ڈالی  
چونیکو بنکری عکس رخ اوست

جو اچھی طرح دیکھے تو اس کے چہرے کا نور ہے  
کہ پیش اصل بنو عکس را تاب

کہ آگے اصل کے عکس کو روشنی نہیں ہوتی ہے  
چو عکس آخر شو بے نور مانی

جب عکس آ کر ہو مارے بے نور ہے تو  
نہا در و شکل حیدان دفالی

بھول کا رنگ نہیں رکھتا ہے اس قدر بار بار  
و فنا جونی بسوے اصل بنکر

دفاذ عذمتی ہے تو طرٹ اصل کے دیکھ  
کہ گاہے باشد و گاہے نباشد

کہ کبھی رہتی ہے اور کبھی نہیں رہتی ہے  
بساط عشق یوسف در نور وید

حفت یوسف کے عشق کی مساط کو پٹیا  
بدل داغ تناسیت کشیدم

دل میں تیری آرزو کا داغ کھینچا میں نے  
ز سر پا سا ختم در سجویت

تیری بے جو میں سر کو اپا کون بنایا میں نے  
بجان وادون نہایت میر دم رکے

چہرے قدم بر جان دینے کی تدبیر کرتی تھی میں  
نشان زان منبع انوار کھے

بقا جاتی ہے تو طرٹ اصل کے دیکھ  
غم چیزے رک جانرا خراشد  
غم اس چہ کارگ جان کو خواشتا ہے  
چو دانا و تران اسرا شبنید  
جب عقیقہ لڑکی نے یہ مجھ سے  
یوسف گفت چون صفت شنیدم  
یوسف سے کہا جو تیری تعریف سنی میں نے  
گر قسم پیش راہ آرزویت  
تیری آرزو کی راہ آگے لی میں نے  
چو دیدم روی تو افتادم از پایے  
جب ترا منہ دیکھا میں نے گر پڑی میں  
و نے چون کوہر اسرار سفتے  
لیکن جب مجھ کے موتی پردے تو نے

تجھتیق سخن بشکافے تموے  
 بات کی تحقیق میں سونگانی رک تو نے  
 حجاب از روی امیدم کشوے  
 پردہ میری امید کے منہ سے کھولا تو نے  
 کنون برمن دراین راز باریست  
 اب مجھ پر دروازہ اس جید کا کھلا ہوا ہے  
 چو باشد بر حقیقت چشم باز م  
 جب میری آنکھ حقیقت پر کشا رہے اہوگی  
 جزا کت اللہ کہ چشم باز کر دے  
 بولا دے یہ کچھ خدا کہ میری آنکھ کھولی تو نے  
 ز مہر غیر بستی دل من  
 غیر کی محبت سے میرا تو راتو نے دل  
 اگر ہر موئے من کر دو زربانے  
 جو ہر سر دنگا میرا زبان ہو جاوے  
 نیارم گوہر شکرت تو شفق  
 تیرے شکر کے موتی سین پر دسکتی ہوں میں  
 پس املہ کر د پیر و دی و رفت  
 پس اس وقت اسکو رخصت کیا تب اوردگی  
 بنا کر د از پس رفتن جلیل  
 لایا جانے کے بعد نہایت جلد  
 دس از ملک و مال عالم آزاد  
 دل اسکا جان کے ملک و مال سے آزاد ہو گیا  
 چو ملک و مال وی تاراج کر دند  
 جب دولت اور مال اسکا لوٹ گیا  
 بجائے تاج از گوہر مرصع  
 بجائے موتی کے جڑا و تاج کے

مرا از مہر خود بر تانے روی  
 میرا اپنی محبت سے منہ پھرا تو نے  
 ز ذرہ رو بخور شیدم نمودے  
 ذرے سے میرا منہ طرف آفتاب کے کر دیا تو نے  
 کہ با تو عشق و زریدن مجازست  
 کہ تجھ سے رحمت اختیار کرنا ہے حقیقت ہے  
 یہ افتد ترک سوداے مجازم  
 جو راناش مجازی کا بہتر معلوم ہو مجھ کو  
 مرا با جان جان ہمارا کر دے  
 مجھ کو ساتھ جان کی جان میں خدا کے ہمارا کر دیا تو نے  
 حریم وصل کر دی منزل من  
 کہ پہل وصل خدا کا بنایا تو نے مگر میرا  
 ز تو را ہم ہر یک داستاے  
 ہر ایک سے تیری تعریف کی داستاں میں جان لیکن  
 سرموی نہ احسان تو گفتن  
 بال برابر تیرے احسان سمجھیں کہ کتنی ہوں میں  
 برست از مایہ سودی و رفت  
 چھوٹی اسکے فائدے کی پونجی سے اوردگی  
 عبادت خانہ بر ساحل میل  
 ایک عبادت خانہ دریا سے نیل کے کنارے پر  
 بمسکینان و محتاجان صلا داد  
 غریب اور محتاجوں کو آواز دیا  
 بقوت یک شمشیر محتاج کر دند  
 ایک رات کے کمانے کھلا اسکو محتاج کر دیا  
 قناعت کر دیا فرسودہ مصنع  
 قناعت کی اوپر ایک بھی چادر کے

۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰  
 ۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰  
 ۲۰۱  
 ۲۰۲  
 ۲۰۳  
 ۲۰۴  
 ۲۰۵  
 ۲۰۶  
 ۲۰۷  
 ۲۰۸  
 ۲۰۹  
 ۲۱۰  
 ۲۱۱  
 ۲۱۲  
 ۲۱۳  
 ۲۱۴  
 ۲۱۵  
 ۲۱۶  
 ۲۱۷  
 ۲۱۸  
 ۲۱۹  
 ۲۲۰  
 ۲۲۱  
 ۲۲۲  
 ۲۲۳  
 ۲۲۴  
 ۲۲۵  
 ۲۲۶  
 ۲۲۷  
 ۲۲۸  
 ۲۲۹  
 ۲۳۰  
 ۲۳۱  
 ۲۳۲  
 ۲۳۳  
 ۲۳۴  
 ۲۳۵  
 ۲۳۶  
 ۲۳۷  
 ۲۳۸  
 ۲۳۹  
 ۲۴۰  
 ۲۴۱  
 ۲۴۲  
 ۲۴۳  
 ۲۴۴  
 ۲۴۵  
 ۲۴۶  
 ۲۴۷  
 ۲۴۸  
 ۲۴۹  
 ۲۵۰  
 ۲۵۱  
 ۲۵۲  
 ۲۵۳  
 ۲۵۴  
 ۲۵۵  
 ۲۵۶  
 ۲۵۷  
 ۲۵۸  
 ۲۵۹  
 ۲۶۰  
 ۲۶۱  
 ۲۶۲  
 ۲۶۳  
 ۲۶۴  
 ۲۶۵  
 ۲۶۶  
 ۲۶۷  
 ۲۶۸  
 ۲۶۹  
 ۲۷۰  
 ۲۷۱  
 ۲۷۲  
 ۲۷۳  
 ۲۷۴  
 ۲۷۵  
 ۲۷۶  
 ۲۷۷  
 ۲۷۸  
 ۲۷۹  
 ۲۸۰  
 ۲۸۱  
 ۲۸۲  
 ۲۸۳  
 ۲۸۴  
 ۲۸۵  
 ۲۸۶  
 ۲۸۷  
 ۲۸۸  
 ۲۸۹  
 ۲۹۰  
 ۲۹۱  
 ۲۹۲  
 ۲۹۳  
 ۲۹۴  
 ۲۹۵  
 ۲۹۶  
 ۲۹۷  
 ۲۹۸  
 ۲۹۹  
 ۳۰۰



بسر بر بست لشمین پایتابہ

سرب راونی پائتابے پائتابے  
لباس آئینہ آسا از نمد ساخت

لباس آئینے کی طرح نمد سے بنایا  
شفالین سجہ آمد در شمارہ

خاک کی تسبیح گھنے کے بنے  
از عالم رودر ان محراب گہ کرد

جہان سے محفوظ اس عو الجاہر کے کیا  
بجائے بستر خجاب گستر و

بجائے بستر خجاب کے بچونے کے  
در آمد گیتی از و در دیش بنالیش

جہان اسکے درو سے روئے لگا  
بطاعت پامی می افشر و تابود

خدا کی بندگی میں قدم جاؤ رہی جتیک زندہ ہی  
بجان دادن چو مردان خوش رہی

جان دینے میں مثل مردوں کے خوب لگی  
فروع روی جہان ید و جان او

روشنی معشوق کے منہ کی دیکھی اور جان دیدی  
بما تم شیوہ سینون بیاموز

یام زدو کا ہے طریقہ روئے کا سیکو  
بکین ماتم گر امین ماتم ندر سے

ماتم کر اگر یہ غم نہیں رکھتا ہے تو  
دے زانندیشہ مصورت نرستی

ایک دم ظاہر مہی دنیا کے اندر نیچے سے نمودارو  
زحاکے ہر زمان گردان بجاست

ہر دم ایک حال سے گردش کرنیوالی دوسرے حال میں

بجائے بستن ز ترین عصا بہ

بجائے سر پہ اندر سے سر بند باند بنے کے  
تین خود ز طلس و اکون بیرخت

اپنے بدن کو طلس اور اکون سے خالی کیا  
بدست وے ز گوہر دار یا رتھ

سر پہ کے اندھین موتی والے گنگن سے  
بہج آن عبادت خانہ رہ کرد

گنگن میں عبادت خانے کے سرگوشے میں ملا کی ہنسی مٹتی  
ز گلشن دامن خاکستر آورد

بجائے دامن یعنی تہ گرم راکھ کی لائی  
ز خار ازیر سینہ بادباش

پتھر سے نیچے سر کے تیکہ رکھا  
در ان معتدل بسر مے برد و تابود

اس عبادت خانہ میں سر کرنی رہی جتیک رہی  
چو در طاعت کرے عمر من سر آمد

جب عبادت کرنے میں عرا سکی آخر ہوئی  
نہ پنداری اک جانرا رایگان داد

نہ سمجھ تو کہ جان مفت دے دی  
دلا مردانی زان زن بیاموز

اے دل مردی اس عورت سے سیکو  
غم خود خور اگر ایش غم ندر سے

غم اپنا کھا اگر اس کا غم نہیں رکھتا ہے تو  
بسر شد عمر در صورت پرستی

بسر ہوئی عمر ظاہر پرستی میں  
بہر دم صورتی زان زان زو است

ہر دم ایک صورت کو اس سبب سے زوال ہے

بجائے بستن ز ترین عصا بہ  
بجائے سر پہ اندر سے سر بند باند بنے کے  
تین خود ز طلس و اکون بیرخت  
اپنے بدن کو طلس اور اکون سے خالی کیا  
بدست وے ز گوہر دار یا رتھ  
سر پہ کے اندھین موتی والے گنگن سے  
بہج آن عبادت خانہ رہ کرد  
گنگن میں عبادت خانے کے سرگوشے میں ملا کی ہنسی مٹتی  
ز گلشن دامن خاکستر آورد  
بجائے دامن یعنی تہ گرم راکھ کی لائی  
ز خار ازیر سینہ بادباش  
پتھر سے نیچے سر کے تیکہ رکھا  
در ان معتدل بسر مے برد و تابود  
اس عبادت خانہ میں سر کرنی رہی جتیک رہی  
چو در طاعت کرے عمر من سر آمد  
جب عبادت کرنے میں عرا سکی آخر ہوئی  
نہ پنداری اک جانرا رایگان داد  
نہ سمجھ تو کہ جان مفت دے دی  
دلا مردانی زان زن بیاموز  
اے دل مردی اس عورت سے سیکو  
غم خود خور اگر ایش غم ندر سے  
غم اپنا کھا اگر اس کا غم نہیں رکھتا ہے تو  
بسر شد عمر در صورت پرستی  
بسر ہوئی عمر ظاہر پرستی میں  
بہر دم صورتی زان زان زو است  
ہر دم ایک صورت کو اس سبب سے زوال ہے

مزن ہر دم قدم بر سنگلاخی  
نیشہاں ہر وقت قدم ایک پتھر کی زلزلہ پر  
نیشہاں برتر از کون و مکان گیر  
گھوسلا کون و مکان سے بلند اختیار کر  
بودن سے ملی صورت ہزاران  
حقیقت ایک ہوتی ہے اور صورتیں ہزاروں  
پریشانی بود ہر جا شمارست  
پریشانی ہوتی ہے جس جگہ شمار ہے  
چو تاب جگہ دشمن نیارے  
جب تاب دشمن کے طے کی نہ لادے تو

ز شاخی ہر زمان نشین بشاخی  
ایک شاخ ہے دوسری شاخ ہر وقت ہر وقت  
فرار کاغذ معنی آشیان گیر  
اد پر محل حقیقت کے گھوسلا بناؤ  
مجموعیت از صورت شماران  
مت و صورت و مجموعیت صورت اختیار کر ہزاروں  
وزان رو وریلی کردن جھارست  
ان سے منہ پر ایک طرف کا حفاظت ہے  
بہ آن کہ جنگ او باشی جھاری  
بہتر وہ کہ جنگ اسکی ہو تو قلعہ بند ہیں

## ترتیب کردن زلیخا اسباب فراغت

آراستہ کرنا زلیخا کا اسباب خوشنودی

یوسف را و خد متکزاری نمودن وی یوسف را

یوسف علیہ السلام کے اور خد متکزاری یوسف علیہ السلام کی کرنا

چو دولت گیر شد دامن زلیخا  
جب دولت تیرہ بکھولا ہوا جا ل زلیخا کا  
نظر از آرزو ہلے جہان بست  
جہاں کی آرزو دن سے آنکھ بند کر لی  
ز زرخس جامہ های خرد و بیا  
زر زلف اور خرد دیا کے کردون سے  
نزد مہر تاج از زین کو با  
نہرے تلج اور نہرے کر بند

فلک زو سکہ بر نام زلیخا  
آسان نے مارا سکہ زلیخا کے نام پر  
نجد متکزاری یوسف میان بست  
یوسف کی خدمتگاری میں کر باندھی  
بقدرش میجو قدش حست و زیبا  
برابر اندک کے شل ندا کے کے نگ اور ٹیک  
مرصع ہر یک از رخشان گہرا  
جڑا ہر ایک جھوار موتیوں سے

۱۰  
۱۱  
۱۲  
۱۳  
۱۴  
۱۵  
۱۶  
۱۷  
۱۸  
۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰  
۵۱  
۵۲  
۵۳  
۵۴  
۵۵  
۵۶  
۵۷  
۵۸  
۵۹  
۶۰  
۶۱  
۶۲  
۶۳  
۶۴  
۶۵  
۶۶  
۶۷  
۶۸  
۶۹  
۷۰  
۷۱  
۷۲  
۷۳  
۷۴  
۷۵  
۷۶  
۷۷  
۷۸  
۷۹  
۸۰  
۸۱  
۸۲  
۸۳  
۸۴  
۸۵  
۸۶  
۸۷  
۸۸  
۸۹  
۹۰  
۹۱  
۹۲  
۹۳  
۹۴  
۹۵  
۹۶  
۹۷  
۹۸  
۹۹  
۱۰۰



چوروز سال ہر ایک صدیت

شکل سال بھر کے دنوں کے ہر ایک تین سو ساٹھ  
بہرِ صبحیہ کہ روزِ نو و میدے

چو از رتاج کروی خسته و شرمق  
برایک صبح بیدار شدی بکلتا

جب نهرانج سرپرست بادشاہ پر کی بچی آفتاب  
چوسر افزا تختہ سرور دشت

جوسر بلند کرتا قد اسکا یعنی آفتاب کا  
رخ او آفتاب و لفر بیان

چرا اسکا آفتاب دل زبیر روپے قانون کا  
دو بار آن تازہ سر و گلشن ناز

و در حقیقت این نزاکت کے بارے میں گنگوڑا سرودھ  
نے لکھا ہے کہ ان کی شکل از یک کمر بند

چوتھا جہاز برف سے برف سے

کہ جو تیرا کیا شے تاج من باد

چو پیرا بن شد سے برتن او

جب کہتے ہیں اس کے بدن پر  
نغم گفتم تو یک تار باوا

بدن میرا کے نوحہ سے ایک تار ہو چو  
نسا برقد آن سرود آرا

لیکن آپ کے دل آراستہ کرنے والے سرِ قد پر  
 کلمہ دارم آرزو زبان سرو گلزنک

کہ رخصتی ہوں میں آرزو اس سرد ٹھکرنگ سے

مہیا کرو و فارغ بال نشست

موجوں کے اور فراغت سے بچھی  
مروست خلعی از نہ کشدے

اکے بن زمین ایک نئی ہوشاک پنچانی  
تاج و مکشتر آراستہ فوق

دوسرے تاج سے یوسف کا سہرا تہ کرتی  
آئینہ و گاہِ مرا تہ

دوسری طرح سے بانو حنی اس کے چمکا

طریق ہوا دوز ایک گرمیان سے یعنی دوز ایک کپڑا نہ ہونا

یہ تاج کبھی سیر بلند کرنے والا نہ ہوا

لیا جانے والا ہو تو اس کے لئے

ہزاروں بوسے اس کے سر پر دینی

سرور کی بندھی پر میرا عروج ہو جیو

سید کے ہمراہ باپس ایران او  
پہنچتی ہمارا اس سے کہتے

در ان چو سو بر خور اربابا و  
نکته بدن سے مثل تیرے ہم پر خود عالم ہو جو

ہو کر دے راست میں مرہاراج  
بچاتی کہتی خاص کہیں سے

بخوان که در اعوس سسم شب  
بفری طبع اسکو گو دین دبا فن من

کمر چون چست کردی بر بیاش  
 نیکو جب اسکی کمر پر باندہ مستی  
 کہ گرد و ستم کمر بودی چہ بودے  
 کہ جو انگو میرا نیکو ہوا کیا اچھا ہوتا  
 مسلسل کیونچون شانہ کردی  
 اسکے پیچہ پر بالوں کو سرگمی کرتی  
 بہم بر بیاشتے از عنبر خام  
 آہیں میں نیتیں بننے والیں رہے  
 بقصد خور و شام و طعمہ چاہت  
 شام اور صبح کے کمانے کے قصد میں  
 مٹیا کر دو خواہاں سے ماؤن  
 موجود کے خوابانہ طبع طبع کے  
 تپے حلوائی شکر و مغز بادام  
 واسطے طلبہ اسکے کے فندار در مغز بادام  
 ہمارے میوہ ہارے کو نہ کو نہ  
 واسطے بیرون طبع طبع کے  
 گئی از سینہ ہارے مرغ در پیش  
 نیکو مرغ کے سینوں سے آتے  
 کہ کردی چو نعل آبدار شش  
 نیکو بناتی نعل اپنے آبدار ہونٹوں کے  
 چو کردی شربش از شکر ناب  
 جب بناتی شربت اسکے بے شکر فاص سے  
 بہر چیز کی گزینہ نیکو دیدے  
 جہد اچھی چیز پر خواہش دیکھتی  
 شبانہ کش خیال خواب بودے  
 رات کے وقت کہا اسکو خیال نیند کا ہوتا

گذشتے این تنہا بر بیاش  
 گذشتہ ہی یہ آرزو اسکی زبان پر  
 زوہلش بہرہ و بودی چہ بودے  
 اسکی ملاقات سے نصیب و رہتی کہا اچھا ہوتا  
 مداوی دل دیوانہ کردی  
 دوا دل دیوانے کی کرتی  
 شکار جان خود را عنبرین دام  
 اپنی جان کے شکار کے لیے جال زلیخا کا  
 بنمیتا نہ خود روز و شب و دست  
 نیت خانے اپنے عنبرین لڑت و دن و رات کھتی تھی  
 بہ نغمہاے گوناگون فریاد  
 بہ نغمہاں کے گوناگون فریاد  
 طرح طرح نعتوں سے ہمارے  
 گزشتے از لب و زبان او دام  
 غرض یعنی اسکے ہونٹوں اور دانت سے  
 ز سیمین سیب او گردے نمونہ  
 گورے گورے سیب اسکے کو کرتی نمونہ  
 کبابش ساز کردی چون از خوش  
 کباب اسکے بے بناتی نعل بدل اپنے کے  
 مر باہای خاص و خوشگوارش  
 بر بے خاص اور خوش نعتوں کے  
 شدی همچون نبات از شرم او آب  
 ہوتی نعل صغری کے اسکی خمیوش سے بانی  
 روان چون جان خود پیش کشیدے  
 جلد نعل جان اپنی کے اسکے آگے کھینچی یعنی رکتی  
 زور و سرخ او بقیاب بودے  
 زور و سرخ اس کے سے بقیاب ہو جاتی

کمر چون چست کردی بر بیاش  
 نیکو جب اسکی کمر پر باندہ مستی  
 کہ گرد و ستم کمر بودی چہ بودے  
 کہ جو انگو میرا نیکو ہوا کیا اچھا ہوتا  
 مسلسل کیونچون شانہ کردی  
 اسکے پیچہ پر بالوں کو سرگمی کرتی  
 بہم بر بیاشتے از عنبر خام  
 آہیں میں نیتیں بننے والیں رہے  
 بقصد خور و شام و طعمہ چاہت  
 شام اور صبح کے کمانے کے قصد میں  
 مٹیا کر دو خواہاں سے ماؤن  
 موجود کے خوابانہ طبع طبع کے  
 تپے حلوائی شکر و مغز بادام  
 واسطے طلبہ اسکے کے فندار در مغز بادام  
 ہمارے میوہ ہارے کو نہ کو نہ  
 واسطے بیرون طبع طبع کے  
 گئی از سینہ ہارے مرغ در پیش  
 نیکو مرغ کے سینوں سے آتے  
 کہ کردی چو نعل آبدار شش  
 نیکو بناتی نعل اپنے آبدار ہونٹوں کے  
 چو کردی شربش از شکر ناب  
 جب بناتی شربت اسکے بے شکر فاص سے  
 بہر چیز کی گزینہ نیکو دیدے  
 جہد اچھی چیز پر خواہش دیکھتی  
 شبانہ کش خیال خواب بودے  
 رات کے وقت کہا اسکو خیال نیند کا ہوتا



بیفکندے فراتش دیندیش  
 ڈالتی یعنی بجاتی فراتش دیندیش کے لیے  
 نہاں راز کل کردی نہاں  
 درخت یعنی قدامت کے بھول سے بناتی محو بلا پیش  
 نہ رون خودی و سب افسانہ مفتی  
 شتر بڑی اور بہت کمانیاں کستی  
 چوبی نہر گشت اپر وہ خواب  
 جب بند کرتا اسکی آنکھ کو پردہ منہ کا  
 دوست آہوی خود را تا سحر گاہ  
 دوست گر ہون اپنے کو صبح کے صفتیک  
 گئے بانریش ہمارا زست  
 کبھی اسکی آنکھوں سے ہمارا ہوتی  
 گئے از لالہ زار شلالہ چک  
 کبھی لالہ کے کہیں اسکی سلاہ چلتی  
 گرفتے کہ زوشین حیمہ اش لب  
 جو نہ رہا کبھی بیٹھے تھے اس کے سے  
 گئے بالکوش کردی سخن ساز  
 کبھی اسکی زنت سے کرتی سخن سازی  
 مرا از دیدہ زان خونبار باشد  
 میرے دیکھے کا بانی اس سے بچ جوتا ہو  
 بدین افسوس نشیت دوست خایان  
 اس افسوس میں بیٹھا تھکی جاتا ہوئی  
 بروزان و شبان این بود کاش  
 رات اور دن اس کو بھی بکرم تھا  
 غم اسکا کہانی اور غمخواری اسکی کرتی

بلی عاشق ہمیشہ جان فروشد

سچا ہے عاشق ہمیشہ جان بچا ہے

بزرگان از ره او خارجیند

ہلکوں کے بل کاٹنے اسکی راہ سے چتا ہر

محشم جان شيند حاضر او

جان کی آنکھ سے بیٹنا ہے مائے اُسکے

بجان در خدمت مشوق گوشت

جان سے معشوق کی خدمت میں کونٹس لڑا ہے

چشم از پایے او آزار یمنید

آئینہ کے بل اس کے پانوں سے تکلیف دیکھتا ہے

بود و کافقت قبول خاطر او

شاہد کہ اُکے دل کے پسند پڑے

شرح وادان یوسف قصہ راہ و رحمت

بیان کرنا یوسف علیہ السلام کا قصہ راہ اور تکلیف

چاہ و آگاہ شدن زینجا از آنکہ اندوہے

کنوین کی اور خرد دار ہونا زلیخا کا اس سے کہ جو بچہ کہ زلیخا

که آن روز داشت از آن بوده است

اُس دن رکھتی تھی اسی سے ہوا تھا

## سخن پرواز این شیرین فسانه

بیان کرنیوالا اس میں بھی کہانی کا

کہ پستان زخمی پست بود روزی

کہ یوسف کے وصل سے پہلے تھا ایک دن

دول صبر و زن آرام رفته

دل سے جب اور بدن سے گریہ کیا

نہ و احاطہ بخارے بندے

سین لکڑے لسی کا مین مصروف ہولی

مرہ پر اب دل پر خون بہہ رہا

بہمین اسوہ مجری اور دل جبر انواروں کا پھری صلی

## چنین آرد و فسانه در میان

ایسا لگتا ہے قفسہ در میان میں

ریحانرا حجب در دی و سوزی

شیرازی کو عجیب اک در و در و اور اب سوز

سیدب ارجانم ورجام رفته

عبر جان عم اس کام سے

۱۰۔ اسیرون میں حسد کے

نہ باہر ہی کھس سے حوس ہوئی

در روی امروزیون میر

اندازی می آورد با بر جای می

۱۰  
 ۱۱  
 ۱۲  
 ۱۳  
 ۱۴  
 ۱۵  
 ۱۶  
 ۱۷  
 ۱۸  
 ۱۹  
 ۲۰  
 ۲۱  
 ۲۲  
 ۲۳  
 ۲۴  
 ۲۵  
 ۲۶  
 ۲۷  
 ۲۸  
 ۲۹  
 ۳۰  
 ۳۱  
 ۳۲  
 ۳۳  
 ۳۴  
 ۳۵  
 ۳۶  
 ۳۷  
 ۳۸  
 ۳۹  
 ۴۰  
 ۴۱  
 ۴۲  
 ۴۳  
 ۴۴  
 ۴۵  
 ۴۶  
 ۴۷  
 ۴۸  
 ۴۹  
 ۵۰  
 ۵۱  
 ۵۲  
 ۵۳  
 ۵۴  
 ۵۵  
 ۵۶  
 ۵۷  
 ۵۸  
 ۵۹  
 ۶۰  
 ۶۱  
 ۶۲  
 ۶۳  
 ۶۴  
 ۶۵  
 ۶۶  
 ۶۷  
 ۶۸  
 ۶۹  
 ۷۰  
 ۷۱  
 ۷۲  
 ۷۳  
 ۷۴  
 ۷۵  
 ۷۶  
 ۷۷  
 ۷۸  
 ۷۹  
 ۸۰  
 ۸۱  
 ۸۲  
 ۸۳  
 ۸۴  
 ۸۵  
 ۸۶  
 ۸۷  
 ۸۸  
 ۸۹  
 ۹۰  
 ۹۱  
 ۹۲  
 ۹۳  
 ۹۴  
 ۹۵  
 ۹۶  
 ۹۷  
 ۹۸  
 ۹۹  
 ۱۰۰



بزد گفت آن بلند اقبال دایہ  
 اس سے کہا اس بلند اقبال دایہ نے  
 مبادوست از جفا یی چرخ تلمبے  
 ت ہو گیا آسمان کے ظلم سے کوئی بھگت  
 مئی داتم کہ امروزت چہ حالت  
 نہیں جانتی ہو نہیں کہ آج تیرا کیا حال ہو  
 چو آن برسے کہ گرد اندیش  
 شغل اس تیری کے گزاری ہے ہوا اسکو  
 سے پریشیت افتد گاہ بروی  
 کبھی پہلے باقی ہے کبھی آگے  
 بیک سر منزل آرا سے ندارد  
 ایک تمام پر آرام نہیں رکھتی ہے  
 بلکہ این پیکار کی از کہ داری  
 تیرا پیغاری کس سبب سے رکھتی ہے تو  
 بگفتا من بخود حسیں امم امروز  
 کیا میں آپ حیران ہوں میں آج  
 مئی داتم نداتم این تم از حسیت  
 پیغاری میں جانتی ہوں بغیر کس سبب سے  
 تہائی در و آرام بہر دست  
 لی ہوشیدہ آرام سے لے گیا ہے  
 تم خاک کے بخود ساکن نہازے  
 میں ایک فلک ہو میں آپ بیٹنے والی خلقت  
 وجودش گرچہ از جنش تھی نیست  
 ذات اس کی اگر چہ وقت سے غالی نہیں ہے  
 جو یوسف ہمیشہ شد باز زلیخا  
 جب یوسف زلیخا کے پاس بیٹھے گا

کہ اسے مہ پارہ خورشید سایہ  
 کہ اسے جائز کا کھلا آفتاب سایہ  
 ز بیدار زمانہ صفا سے بے  
 زمانے کے ظلم سے کوئی بے خزاری  
 کہ جانت غرق دریای ماست  
 کہ تیری جان بچ کے دریا میں نہ رہی ہے  
 کہ بربک جانہ بنیدش پیش  
 کہ ایک جگہ پر کوئی نہیں دیکھتا وہ لہر ہوا اس کو  
 کہ آنسو باشندش پیش کہ این سوی  
 کہیں اس طرف جنبش اسکو ہوتی ہے کہیں ادر  
 بجز گرد وندگے کا سے ندارد  
 سوا پھر نے کے کوئی مطلب نہیں رکھتی ہو  
 بخود نہ بجیکہ داری از کہ داری  
 اپنے دل میں جرج کر کھتی ہے کس سبب سے رکھتی ہے تو  
 بکار خویش سر گرداتم امروز  
 اسے کام سے پریشان ہوں میں آج کے روز  
 ز جاتم سرزدہ این ماتم از نیست  
 میری جان سے پیدا ہوا یہ نام کس سبب سے  
 بجور در دایاتم سپر دست  
 مجھ کو زمانے کے درد کے اظہار میں سو بگیا ہے  
 کہ پچیدست دروے گرد و باغے  
 کس نے پتیا ہے امین پر ایک بگو  
 ولے از حال بادش آگہی نیست  
 لیکن ہوا اسکی کے حال سے خبر نہیں ہے  
 شہاروزی قرین شد باز زلیخا  
 رات دن رہا نزد یک زلیخا کے

یہاں پر ایک اور نسخہ ہے جس میں کچھ تبدیلیاں ہیں۔  
 اس میں "مبادوست از جفا یی" کے بعد "ت ہو گیا آسمان کے ظلم سے کوئی بھگت" لکھا ہے۔  
 "مئی داتم کہ امروزت چہ حالت" کے بعد "نہیں جانتی ہو نہیں کہ آج تیرا کیا حال ہو" لکھا ہے۔  
 "چو آن برسے کہ گرد اندیش" کے بعد "شغل اس تیری کے گزاری ہے ہوا اسکو" لکھا ہے۔  
 "سے پریشیت افتد گاہ بروی" کے بعد "کبھی پہلے باقی ہے کبھی آگے" لکھا ہے۔  
 "بیک سر منزل آرا سے ندارد" کے بعد "ایک تمام پر آرام نہیں رکھتی ہے" لکھا ہے۔  
 "بلکہ این پیکار کی از کہ داری" کے بعد "تیرا پیغاری کس سبب سے رکھتی ہے تو" لکھا ہے۔  
 "بگفتا من بخود حسیں امم امروز" کے بعد "کیا میں آپ حیران ہوں میں آج" لکھا ہے۔  
 "مئی داتم نداتم این تم از حسیت" کے بعد "پیغاری میں جانتی ہوں بغیر کس سبب سے" لکھا ہے۔  
 "تہائی در و آرام بہر دست" کے بعد "لی ہوشیدہ آرام سے لے گیا ہے" لکھا ہے۔  
 "تم خاک کے بخود ساکن نہازے" کے بعد "میں ایک فلک ہو میں آپ بیٹنے والی خلقت" لکھا ہے۔  
 "وجودش گرچہ از جنش تھی نیست" کے بعد "ذات اس کی اگر چہ وقت سے غالی نہیں ہے" لکھا ہے۔  
 "جو یوسف ہمیشہ شد باز زلیخا" کے بعد "جب یوسف زلیخا کے پاس بیٹھے گا" لکھا ہے۔













ولی در ذات خود بود آن پرنیاد

اور لیکن آپ تھانہ پر نفاذ قوت میں

نزشاهی و شبانی هر دو آزاد

بادشاہی اور چرواہے پن دونوں سے جدا

مطالبہ کروں زلینجا وصال یوسفؑ

طلب کرنا زنجیوں کا حضرت یوسف علیہ السلام کا وصل

راواستغنا نمودن یوسف از وے

اور بے پروائی کرنا پوسٹ کی اس سے

چوبند و بیدلی دل در نگارے

جب باغ عشاق کو بی عاقل دل آتش بخورین  
اگر نبود بخت نقد و حماس

وہی خوش بود از دل عکسہ

لیکن خون ان کے دل سے چھٹتا ہوتا  
جو باجہ تھوڑے حشر اشکبار

جب یوسف صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سزا دی تو انہوں نے کہا کہ

اور جب بوس و کھار بھی حاصل ہوتا ہے اسکو

بید بخسودری کی نین ہے عین

شرح الکافون کا منہ ہوتا ہے اور ہس

براستی بودا مس مسٹر اوار  
آرام کے لائق کب ہوتا ہے وہ شخص

نگیرد کار او هرگز قرارے

بہ نسبت عشق بازو با خیاں

کہ افتد کاروی از دل بدیدہ

کہ پڑے کام اسکا دل سے آنکھوں میں  
خداوند پیشہ بوس و کنارش

نہایت فکر و غور سے اپنے اور گورنمنٹ کی اسکو  
زہیم ہجر باشد رنجہ یوست

جہاں کے لئے لڑے ہیں وہ جہاد ہے  
صفائی زندگی کی نسبت و رشت

صفائی پر زندگی کی بنیاد ہے عشق میں  
لوہا کا ماستر، الزخوم مردانہ و سر

ہوتا ہے۔ انجام اسکا آپ مر جانا یا بد بس  
کہ چون خود دل نہ لے وہاں دیکھ کر

کہ غون کھانا! مرزا اس کا کام ہو۔

[illegible]



زینجا بود یوسف را ندیدہ

زینجا بھی یوسف کو بے دیکھے ہوئے  
بجز دیدارش از ہر جستجوئے

سوائے دیار کے ہر ایک جستجو سے

چو دیدار دیدن او بہرہ مندی

جبر دیکھی اسکے دیکھنے سے نصیری

بان اور دروے جستجو را

ز غفلت او یوسف کام گیرد

اسکے ہونٹوں سے ساتھ ہر سہ کے محفوظ مل کرے

بے نظارتی کے کا پیر تو باغ

تج ہے ہر گنہگار لاجب لایق میں آتا ہے

خست از روی آن دیدن سوخت

پہلے بھول کی صورت دیکھنے سے ہوتا ہے سرت

زینجا وصل رومی جست چارہ

زینجا وصل کی تدبیر ڈھونڈتی تھی

زینجا بود خون از دیدہ ریزان

زینجا آنکھوں سے خون گراتی تھی

زینجا داشت بس جانسوز داغی

زینجا رکھتی تھی ایک نہایت جانسوز داغ

زینجا رخ بدان فرخ تھا داشت

زینجا رخسار اس مبارک صورت پر رکھتی تھی

زینجا ہر یک دیدن ہی سوخت

زینجا ایک مرتبہ دیکھنے کے سبب کڑی سستی تھی

زینجا فتنہ رومی اونمی دید

فساد کے خون سے منہ اسکا نہ کھتا تھا

نحوای و خیالے آرمیدہ

ایک خواب اور ایک خیال میں آرام پائے ہوئے

نمیداشت خود را از زوئے

اپنی کوئی آرزو نہ جانتی تھی

ز دیدن خواست طبع او بلندی

دیکھنے سے اسکی طبیعت نے پہاڑی بلندی

کہ آرد در کنار آن از زورا

کونے گود میں اس آرزو یعنی یوسف کو

ز سروش با کنار آرام گیرد

سروا کے سے گود میں آرام کرے

ز شوق گل چو لاله سنیہ پرواغ

بھول کے شوق میں گل لالے کے سینہ پرواغ

ز گل دیدن گل چیدن برداشت

بھول دیکھنے سے گل چیدن برداشت

ولے سیر دران یوسف کنارہ

لیکن یوسف اس سے کنارہ کرتا تھا

ولی میبود یوسف زوگریزان

لیکن یوسف اس سے بھاگتا تھا

ولی میداشت یوسف زو فراغی

لیکن یوسف رکھتا تھا اس سے علیحدگی

ولی یوسف نظر برشت یادداشت

لیکن یوسف نظر بانو کی پشت پر نہ کرتا تھا

ولی یوسف دیدن دیدہ میداشت

لیکن یوسف آنکھ دیکھنے سے بند کیے رہتا تھا

نہ چشم فتنہ برے اونمی دید

نہ تو اکی نظر سے مل سکے نہ دیکھتا تھا

زینجا بود یوسف را ندیدہ  
زینجا بھی یوسف کو بے دیکھے ہوئے  
بجز دیدارش از ہر جستجوئے  
سوائے دیار کے ہر ایک جستجو سے  
چو دیدار دیدن او بہرہ مندی  
جبر دیکھی اسکے دیکھنے سے نصیری  
بان اور دروے جستجو را  
ز غفلت او یوسف کام گیرد  
اسکے ہونٹوں سے ساتھ ہر سہ کے محفوظ مل کرے  
بے نظارتی کے کا پیر تو باغ  
تج ہے ہر گنہگار لاجب لایق میں آتا ہے  
خست از روی آن دیدن سوخت  
پہلے بھول کی صورت دیکھنے سے ہوتا ہے سرت  
زینجا وصل رومی جست چارہ  
زینجا وصل کی تدبیر ڈھونڈتی تھی  
زینجا بود خون از دیدہ ریزان  
زینجا آنکھوں سے خون گراتی تھی  
زینجا داشت بس جانسوز داغی  
زینجا رکھتی تھی ایک نہایت جانسوز داغ  
زینجا رخ بدان فرخ تھا داشت  
زینجا رخسار اس مبارک صورت پر رکھتی تھی  
زینجا ہر یک دیدن ہی سوخت  
زینجا ایک مرتبہ دیکھنے کے سبب کڑی سستی تھی  
زینجا فتنہ رومی اونمی دید  
فساد کے خون سے منہ اسکا نہ کھتا تھا

نیارو عاشق آن دیدار در چشم  
آنکھ بین بین لاتا ہے پرورد و کینا عاشق  
ز عاشق و مبدم اسکی واسے  
عاشق سے ہر دم ایک آہ اور آنسو میں رزنا  
چو یار از حال عاشق دیدہ پوشد  
جب بار عاشق کے حال سے آنکھ چلاوے  
ز لیخا را چو این غم بر سر آمد  
ز لیخا کے سر پر جو یہ غم آیا یعنی پڑا  
بر آمد در خزان محنت و درو  
نکل آیا سچ اور درد کے پت بجاڑے  
بدل ز اندوہ بودش بارانہ وہ  
آنکے دل پہ سچ کا بوجھ بھاری بھاری تھا  
برفت از فعل لب آبی کہ بودش  
گئی اس کے سر پہ ہونٹ سے وہ رونق کہ تھی  
نکر عوی شانہ موی بہترین بوے  
نہ کرتی لنگھی خوشبو ہر بار باون میں  
بسوی آئینہ رخ کم کشادے  
طرف آئینے کے منہ کہ کوئی بے کم دیکھتی تھی  
ز بس کردل فشاندی خون تازہ  
کثرت سچ کی تازہ خون دل کا گراتی  
ہمہ عالم پیش چون سیہ بود  
تمام جان اسکی نظر میں جب تار یک تھا  
ز شرمہ زان سیہ پھی مئی جست  
سرے سے اس سیہ بے آنکھ باور نہ بین جاہلی تھی  
ز لیخا را چو شد زین غم جگر ریش  
ز لیخا کا لہو جو اس غم سے زخمی ہوا

کہ با یارش نیفتد چشم بر چشم  
جب آنکھ اسکی بار کی آنکھ پر دے یعنی مقابل نہ  
نبا شد جز با مسد نکا ہے  
نہ ہو سوا اسد بک گاہ یعنی دیکھنے کے  
سز و لش خون دل از دیدہ جوشد  
لافت ہو کہ اسکی آنکھ سے خون دل کی جوش رہا  
بانگ فرصتے از پا درآمد  
تھوڑے زمانے میں پاؤں سے اُڑی مٹی نہایت عاجز ہو گئی  
گل حشرش برنگ لالہ زرد  
چہرہ سرخ رہا بس بکا اند لالہ کے زرد  
سہی سر و ش خمید از بارانہ وہ  
سیدہ حاتر اسکا دیکھتی ہو چھٹک گئی رخ کے دوجے  
لشت از سمع رخ تابانی کہ بودش  
بیشی مٹی عاتق رہی اس کے چہرے کی شمع سے خوش تھی  
جز از بچہ کہ میکندی بان ہوے  
سو بچہ کے کہ اس سے نوجبی ستمی بال  
مگر زانو کہ بروی رو نہاوے  
لیکن زانو کہ اس پر ہنر مٹی مٹی سر جھکے رہی  
بگشتی چہرہ اش محتاج غار کا  
بنوئی اس کے چہرے کو غواش سنگوں کی  
بچش سر مرہ را کے جالیہ بود  
اسکی آنکھ چہرہ سر کی کب جگہ تھی  
کہ اشک ز لعل و سرمہ می شست  
کہ آنو اسکی آنکھ کے سرمہ و دھواڑے سے  
زبان سر زلش بکشا و بر خوش  
زبان ملامت کی آپ پر طو لی

لے این  
نہ سے راضی  
یوسف کا یہ  
کی ملامت تھی  
جو لیخا کی طرف  
سے تھی ملامت  
یعنی سچ احمد  
کہ بت جگہ سے  
ز لیخا کو سچ ہو  
شکل اسکا دیکھتی  
مگر کیا اسکا  
ز لیخا کو سچ تھا  
کہ اس میں سوا  
ہو نہ تو چھٹک  
سکات گئی اسکا  
شک کہ بارانہ  
غار کا دھواڑے  
روغن ہونٹوں  
سکات گئی  
خون دل کی  
یعنی لیخا  
اسکی آنکھ سے  
سرمہ و دھواڑے  
سے زانو اسکی  
جالیہ بود





پرسیدن دایه از زلیخا سبب

پوچھنا دایہ کا زلیخا سے ملے

گداختنوی در مشاہدہ شمع جمال یوسفؑ

گھلنے والے کا یوسف علیہ السلام کے شمع جال دیکھنے میں

زینجا را چو دایه آبخنان دید

زینجا کو جب پوچھا کہ کیا دیکھتا ہے

کہ اسی چشم بیدار توروشن

کہ اے آگہ مہرِ تیرے دیکھنے سے روشن

دلت پر برج و جانت پر ملاست

دل تیرا رنجیدہ اور تیری جان رنجیدہ ہے

سرا ارام جان پوئے دریں

تیرا آرام جائی نہیں یوسف ہمیشہ سامنے ہے

دورانِ وسیعہ اروپائی و عربی

اس وقت میں کہ اس سے دورھی ہو  
کہ اب اس کا حال یہ ہے کہ ختم ہو

ملوکین و نونین سون پیت

ابا میں ہوا کہ میں یہ طلبا ہوں ہے  
کہ از عا شقہ الہیہ راز راز ہوا

عاشقین سے کہہ کر بات حاصل ہو کر ہے۔

محمّد بن عبد اللہ بن محمد بن علی بن ابی طالب

ایہ : جس طرح کہ

مہی لائق تاج ماوشا

ایک بزرگ لائق تاج بادشاہی کے

زودیدہ اشکِ یزانِ حلالِ زریں

روزِ جمعہ کو اس کا حال بگڑا۔

ولم از غلس رخسار تو کاشتن

دل میرا تیرے رہے کی روشنی ہے بلبلِ باغ

میداکم ترا النون چه حالت

من نہیں جانتی اب تیرا کیا حال ہے

چہ میسوزی زبی آرای حوین

کیون اپنی بیٹی سے جلتی ہے تو

الزمیو حے معدور پوزے

نہایت ہی مفید و بری ہے

بدان سے جان مروں گیت

اسے یہ پتا ہے کہ جان لورڈ سن رانا لکھے ہے  
امیٹ فیسٹریجی ہرمنڈا، سر

کامیابی کیلئے ضروری ہے کہ

کے سلطان (۱۰) تہا اس کے

مکتبہ المحدثات، لاہور، پاکستان

نفاذ آنکه شریک خاص

تیرا نامدار ہوا اور کیا حلائی ہے تو

[illegible]











بفرزندیت آدم چشم روشن

تیرے فرزند ہونے سے آدم کی آنکھ روشن  
کمال حسن تو حد بشر نیست

کمال تیرے حسن کا حد انسان کی نہیں ہے  
پیری را اگر بنودی شرمساری

پیری کو جو نہ ہوتا شہد سندی  
فرشتہ گر چہ بر چرخ برین مست

فرشتہ اگر چہ آسمان پر ہے  
فلک ز نیسان بلندست سخت پایہ

آسمان نے اس طرح بلند کیا تیرا مرتبہ  
زلیخا گر چہ زنیسان دلربا نیست

زلیخا اگر چہ ہر طرح کی دربا ہے  
ز طفلی داغ تو بر سینہ دارد

بر دلکین سے تیرا داغ بیٹے پر رکھتی ہے  
بلک خود سہ بارت دید در خواب

اپنے ملک میں تین بار تجھ کو خواب میں دیکھا  
لے چون آب در زنجیر دوست

کبھی مثل بانی کی لہر کے ساتھ ہے  
کنون ہم گشتہ زین سودا چو موئے

اب رہا اب بھی ہوگی اس سودا سے مثل ایک سوداگر کے  
یتو گردست نقد زندگے کم

تیرے واسطے نقد زندگی کا کھودیا ہے  
بہ لب ہستی زلال زندگانے

تیرے ہونے میں ہے مختار بانی زندگی کا  
رضادہ تازہ علت کام گیرد

اجازت دے تو میرے لب سے مقلد حاصل کرے

ز فکر و سیت عالم تازہ گلشن

تیرے گلہ ہونے سے باغ جہان کا رتبہ  
پیری از خوبی تو بہرہ و ریت

پیری تیری خوبی سے نصیب درمین ہے  
ماندے از تو در گنج تو ارے

نہایتی تجھ سے اگر شد پوشیدہ کی میں  
بہ پیش روی تو سر بر زمین مست

تیرے منہ کے آگے سر زمین پر ہے  
فلک بر مقبلایے خویش سایہ

اپنے عاشق پر اپنا سایہ ڈال  
قتادہ در کمندت مقبلا نیست

تیری کند میں گرفتار پڑی ہے  
نہ سودایت عم دیرینہ دارد

تیرے سودا کا غم پرانا رکھتی ہے  
وزان عمر نیست ماندہ و ترب تاب

اس وقت سے ایک عکس بن گئی ہے جیواری میں  
کے چون باد و زنجیر دوست

کبھی مثل ہری کے راتوں میں پریشان ہی ہے  
ندارد جزو درو دل از روئے

نہیں رکھتی ہے تیرے سوا دل میں کوئی آرزو  
ترحم کن خوشست آخر ترحم

رحم کر آخر رحم کرنا اچھا ہے  
چہ باشد قطره گر بروی نشانے

کیا خوب ہو جو ایک قطرہ اسپر چڑھے تو  
بو و سوز و شمس آرام گیرد

شاید ایسا سوز دل آرام قبول کرے

یوسف زلیخا  
اور جو کہ در وقت  
کمال حسن  
پیری را اگر بنودی  
فرشتہ گر چہ  
فلک ز نیسان  
آسمان پر ہے  
زلیخا گر چہ  
ز طفلی داغ  
بر دلکین سے  
بلک خود سہ  
اپنے ملک میں  
لے چون آب  
کبھی مثل  
کنون ہم  
یتو گردست  
تیرے واسطے  
بہ لب ہستی  
رضادہ تازہ  
اجازت دے











زمعجز ہائے حسن تست دادم  
 تیرے حسن کے معجزوں سے ہے جانتی ہوں میں  
 چو یوسف دید زو اندوہ بسیار  
 چو یوسف نے انگو نہایت رنجیدہ دیکھا  
 بگفت از گریہ زانم دل شکستہ  
 کماروں نے اس سبب سے دل شکستہ ہوں  
 چو زو غمت براہ مہر من گام  
 جب بچو بھی نے میری محبت کی راہ میں قدم رکھا  
 ز اخوانم پدر چون دوست تروشت  
 مجھ کو باپ جوار بھائیوں سے زیادہ چاہتا تھا  
 ز نزدیک پدر دورم فلک ند  
 باپ کے پاس سے مجھ کو دور ڈال دیا  
 شود دل و مہم خون در بر من  
 میرے دل پر خون بہا کرتا ہے  
 علی سلطان معشوقان غیور است  
 سچ ہے بادشاہ معشوقوں کا وہ خدا ہے  
 منی خواہد ز انجام وز اعزاز  
 نہ چاہے گا اول اور آخر سے  
 بر عنانے چو سروے سرفراز  
 خود ارادی ہے جب کوئی دوسرے پر بلند کرتا ہے  
 بز بیانی چو ماہ ہے رخ فروزد  
 خوبصورتی میں جو کوئی ماند نہ چھتا ہے  
 رسد چون خور باوج چرخ دوار  
 پہنچتا ہے چل سان گردش کھانوا کی مندی پر کتاب  
 چو مہ را پر بر آید قالب از نور  
 جب چاند کا قالب نور سے بھر اٹھتا ہے

کہ از آب انگنی آتش بجایم  
 کہ پانی سے آگ ڈالتا ہے تو میری جان میں  
 شد از لب مجو چشم خود کمر بار  
 ہوا لب سے منہ لگتی آنکھ کو کوئی سائیہ والا  
 کہ بنو عشق کس بر من محبت  
 کہ کسی کو میرا عشق مبارک نہیں ہوتا ہے  
 بد زدی در جہانم ساخت بدام  
 جو میری میں بھگو جان میں بنایا کیا  
 نہال کین من در جان شان کاشت  
 میرے کینے کا درخت انکی میری جان میں بویا  
 بنجاک مصر مجورم فلک ند  
 ملک مصر میں مجھ کو ڈالا  
 کہ تا عشقت چہ کرد بر سر من  
 کہ نہ سلام میرا عشق ہے سر رکھتا ہے  
 بشرکت ملک معشوقش دور است  
 اسکی مشورتی کا کہ ملک شریک سے دور ہے  
 درین منصب کسی ابا خود استبار  
 اس منصب میں کسی کو اپنا ہمسر  
 چو سایہ زیر پایش پست سازد  
 مثل سایہ ہے کہ آنکو بانو کی بیچے روزنا ہے  
 ز برق غیرش خرم لبسوز  
 غیرت کی بجلی ہے اسکا کلکان سے ملتا ہے  
 لبسوزے مغربش سازد فلکوسار  
 بچم کی طرف اسکو لہند جاننی غروب بزم باز  
 کند رنج محاش نہار و رنجور  
 کرنا ہے رنج بیٹے پور کو بھگا اسکو تنہا اور رنجیدہ

۹۰  
 یہ شعر ہے  
 چو یوسف دید زو اندوہ بسیار  
 چو یوسف نے انگو نہایت رنجیدہ دیکھا  
 بگفت از گریہ زانم دل شکستہ  
 کماروں نے اس سبب سے دل شکستہ ہوں  
 چو زو غمت براہ مہر من گام  
 جب بچو بھی نے میری محبت کی راہ میں قدم رکھا  
 ز اخوانم پدر چون دوست تروشت  
 مجھ کو باپ جوار بھائیوں سے زیادہ چاہتا تھا  
 ز نزدیک پدر دورم فلک ند  
 باپ کے پاس سے مجھ کو دور ڈال دیا  
 شود دل و مہم خون در بر من  
 میرے دل پر خون بہا کرتا ہے  
 علی سلطان معشوقان غیور است  
 سچ ہے بادشاہ معشوقوں کا وہ خدا ہے  
 منی خواہد ز انجام وز اعزاز  
 نہ چاہے گا اول اور آخر سے  
 بر عنانے چو سروے سرفراز  
 خود ارادی ہے جب کوئی دوسرے پر بلند کرتا ہے  
 بز بیانی چو ماہ ہے رخ فروزد  
 خوبصورتی میں جو کوئی ماند نہ چھتا ہے  
 رسد چون خور باوج چرخ دوار  
 پہنچتا ہے چل سان گردش کھانوا کی مندی پر کتاب  
 چو مہ را پر بر آید قالب از نور  
 جب چاند کا قالب نور سے بھر اٹھتا ہے









<p>ولی کو مبتلا ہے دوست باشد          جو دل کہ عاشق دوست کا ہو          رضای خود پہا زو در رضایش          خوشی اپنی ہارتہی کو دیتا ہے جس کی خوشنودی میں          ازان یوسف ہمیدا دین سخن ساز          اس سبب سے دوست اسطی بات بناتا تھا          ز صحبت داشت بیم فتنہ و شور          یہ صحبت سے خوشنودا دین ہی کار کھاتا          خوش آن پنہ کہ از آتش گریزد          وہی رولی جترہ کے آگ سے بھاگتی دھڑ رہے</p>	<p>مراد اور رضای دوست باشد          مراد اسکی خوشی عشوق کی ہو          ہند روی رضا بر خاک پائش          منہ خوش ہو جکا اسکے پاؤں کی خاک پر رکھ دیتا ہے          کہ تا در خدمت از صحبت ہد باز          کہ خدمت کے چلے میں صحبت سے چھٹ جاوے          بخدمت خواست تا کردار و دور          خدمت کے چلے میں چاہتا تھا کہ اس سے دور          چون تو اند کہ با آتش ستیزد          جب آگ سے رڑ نہیں سکتی ہے</p>
-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

## فرستادن زلیخا یوسف را بجانب

بھینا زلیخا کا حضرت یوسف کو طرف  
 باغ و مہیا ساختن اسباب او

باغ کے اور اس کے واسطے سامان موجود کرنا

چنین کرد از کن پیران روایت  
 پرانے بڑھون سے اسطرح روایت کی  
 نشانند این تازہ شکر ز زلیخا  
 گرا کی یہ تازہ شکر زلیخا پر یعنی زلیخا سے کہا  
 کہ ویر دل ارم را بود داعی  
 جس سے باغ بھیت کے دل پر داغ تھا  
 گل سوزی ز اطرش دمیدہ  
 پھول سوزنے اس کے کنارہ پر گئے ہیں

چمن پیرای بلغ این حکایت  
 اس داستان کو بلغ بنوار بنوا مابقی پر بیان نے  
 کہ چون یوسف زلیخا می شکر خا  
 کہ جب یوسف نے اپنے شکر کھا خواے جو چٹھے سے  
 زلیخا داشت باغی وہ چہ باغی  
 زلیخا ایک باغ رکھتی تھی ایسا اچھا باغ  
 بگردش ز آب و گل سوری شیدہ  
 چارہ نط اس کے چارہ دیواری زلیخا تھی

از ان میں اس  
 سب سے مطلب  
 یہ کہ یوسف اس  
 سب سے اس تم  
 کی باتیں کرنا تھا  
 زلیخا کی صحبت سے  
 باز رہے اور کوئی  
 کام علم نہ لینے نہ  
 سے اس سے  
 یہ کہ رولی سا کیہ  
 اس سے دوری  
 زلیخا یوسف را در جانب  
 بھینا زلیخا کا  
 حضرت یوسف کو طرف  
 باغ و مہیا ساختن  
 اسباب او  
 باغ کے اور اس کے  
 واسطے سامان موجود  
 کرنا











بجان در خدمت یوسف بکشید  
 جان سے یوسف کی خدمت میں کوشش کرنا تم  
 بہر جانے طلب وار و بتا زید  
 جس جگہ بلا دے و درنا تم  
 بہر حکم کے کہ زائد شاہباشید  
 جس حکم سے کہ غلام روے خوش رہنا تم  
 وے از ہر کہ گرد و بہرہ بردار  
 لیکن جس سے کہ چو دے نصیب سے در  
 ہمیز و گویا چون ناستیکے  
 ار کی بنی گیتی نئی مثل بے صبر کے کہ تو  
 کہ ہر کا قد پسند او از ان خیل  
 کہ جو کہی پیدا اس کے بڑے اس گرد ہے  
 نشانہ خویش را بہان بجایش  
 بٹلا دے آکو پوشیدہ اس کی جگہ پر  
 بزیر خیل رعنائش نشیند  
 اس کے درخت رعنائ کے نیچے بیٹھے  
 چو یوسف را فراز تخت نشاند  
 جب یوسف کو اوپر تخت کے بٹھلایا  
 کنیران را بہ پیش او بپاگرد  
 لہزیوں کو اس کے قدم گئے سر کھڑا کیا  
 دل جان پیش یا خویش بگذشت  
 دل اور جان دینا آگے پار کے چھوڑ دیا  
 خوش آن عاشق کہ بفرمان معشوق  
 اچھا وہ عاشق کہ معشوق کے حکم پر  
 چو خواہد خاطر معشوق دورے  
 جو چاہے دل معشوق کا دوری

وگر زہر آید از دستش بنوشید  
 اور مار گدہرا کے اٹھ سے لے لی بناتم  
 بجان بازی برائے او بنایید  
 اس کے واسطے جان بازی پر فخر کرنا تم  
 بزیر حکم او منتقاد باشید  
 اس کے حکم کی تابعدار رہنا تم  
 مرا باید کسند اول خبر دار  
 چاہیے کہ پہلے نہ جگو خبر کر دے  
 بلوچ آرزو نقش فریہ  
 آرزو کی فحش پر ایک نقش فریب کا  
 بوقت خواب سومی او کند میل  
 سوتے وقت ملن اس کے رغب کرے  
 خور و بہر از نہال دلربایش  
 پھل کھا دے درخت دلربا اس کے سے  
 رطب چنید ولی در زیدہ چنید  
 چھوڑ دے توڑے لیکن چرگ چنے  
 نشانہ جان و دل در بالیش افشاند  
 جان اور دل قربان کر کے اس کے پاتوں پر ڈال دیا  
 بخدمت سروبالا شان دوکار د  
 واسطے خدمت کے آگے سدھے تھک کو خید کیا  
 بہ تن راہ و ثاق خویش برداشت  
 بدن سے راہ و ثاق اپنے گھر کی لی  
 بود خوش بردوش ہجران معشوق  
 رہے وہ خوشدل معشوق کی جدائی پر  
 کند بر محنت ہجران صبورے  
 کرے سچ جدائی پر بسر

یہی ہستی یوسف  
 کی بلبل جوان  
 کوشش کرنا تم  
 بہر جانے طلب وار و بتا زید  
 جس جگہ بلا دے و درنا تم  
 بہر حکم کے کہ زائد شاہباشید  
 جس حکم سے کہ غلام روے خوش رہنا تم  
 وے از ہر کہ گرد و بہرہ بردار  
 لیکن جس سے کہ چو دے نصیب سے در  
 ہمیز و گویا چون ناستیکے  
 ار کی بنی گیتی نئی مثل بے صبر کے کہ تو  
 کہ ہر کا قد پسند او از ان خیل  
 کہ جو کہی پیدا اس کے بڑے اس گرد ہے  
 نشانہ خویش را بہان بجایش  
 بٹلا دے آکو پوشیدہ اس کی جگہ پر  
 بزیر خیل رعنائش نشیند  
 اس کے درخت رعنائ کے نیچے بیٹھے  
 چو یوسف را فراز تخت نشاند  
 جب یوسف کو اوپر تخت کے بٹھلایا  
 کنیران را بہ پیش او بپاگرد  
 لہزیوں کو اس کے قدم گئے سر کھڑا کیا  
 دل جان پیش یا خویش بگذشت  
 دل اور جان دینا آگے پار کے چھوڑ دیا  
 خوش آن عاشق کہ بفرمان معشوق  
 اچھا وہ عاشق کہ معشوق کے حکم پر  
 چو خواہد خاطر معشوق دورے  
 جو چاہے دل معشوق کا دوری

یہی ہستی یوسف

مترجم

چونکہ وصل دلبر سے دلبر

جو نہ ہو ملاقاتِ معشوق کی یعنی اپنی منظورِ معشوق کو

بود صد بار بجز از وصل خوشتر

وصل کے سو درجے جہانِ بہتر ہے

عرض کردن کنیزکان جمال خویش را بر یوسف

دکھانا لوٹو یوں کا اپنے اپنے حسن حضرت یوسفؑ کو

شبانه کز سوادش سر گلرین

رات کو کہ سلا پیردہ گلریز یعنی سارون سے  
نہ پروین گوش را عقد کمر بست

ستاروں سے کائنات میں موتی کی طرح انہیں  
کنیزان جلوہ گرد عتوہ و ناز

لوگوں میں بیان جلوہ دکھائی دالی فتنہ اور نازیں  
بگڑوخت ہوئے صف شیدمند

بوصف کے تحت کے گرد قطار ہوا پر لٹکانی  
یہ کہ شد از لب شیرین شکر ز تیرہ

اگر مجھے پوچھو تو میں کہنے لگیں گی

یہ ہے خجہ گڑھ کھول  
یکے از غمرہ سوسش کرد اشارت

ایک نے غز کے بے آسکل طعن اشارہ کیا  
تقامت میں غم چشم حمار کے عین

مقام تبرانی جان رنجے والی آگہ بنائی ہوئی ہیں  
کے بہو و سرور پر نیان پوس

الحمد لله رب العالمین  
الحمد لله رب العالمین  
الحمد لله رب العالمین

فلک شد نو عروس عشوه انگیز

آسان ہوا نئی دامن عشوہ کرنیوالی  
گرفت از شکل مہ آئینہ در دست

لیاقت میں آئینہ جانکے طرح  
ہمسہ داستانِ نامی جلوہ پرواز

سب کو کرنے والی اور جلوے دکھانے والی  
فنون دلبری بروی امید مند

دل چاہنے کے لیے منترا سپریم سمجھنے کے  
کہ کام خود کن از من سسر امینر

بسان خطوطی از من شو شکر خای

کہ انراوصاف توقاصر عبارت

بیاضین چشم فرموم آیین

که این سر و مشیت باو ایم اغوش

لہذا میں مسرور و ناز و آزاد سے  
 اس نازک سر و معنی مجھے علم و وسوسہ کا تو

[illegible]









خوشا شد کیہ ہر کردی یک گشت  
انچھا وہ شد کہ ہر شخص اس سے ایک نگلی  
نکر دو کو رویو بے سواوت  
شوے اندھ بے شیطان کہنت  
رہید از چشم زخمش آن خردمند  
جو با آنکے چشم زخم سے وہ عقل مند یعنی یوسف  
زینجا حست وقت بامدادان  
زلفانے ڈھونڈ بھی پنی بی بی کے وقت  
گر وہ ہے دید کردا گردیوسف  
ایک گروہ کو دیکھا گردیوسف کے  
بتان بشکستہ و بکستہ زمار  
بت کھڑے ہوئے اور غیب تو پٹے ہوئے  
زبان کو یا ہو حید خداوند  
زبانیں باہر تین کرنوالی خدا کی وحدت میں  
یوسف گفت کامی از فرق تا پا  
یوسف سے کہا کہ اے سر سے پانوں میں  
بچ جیسے کامے دیکر دارے امروز  
سچ پر پیشانی یعنی رونق اور آج دکھائے تو  
چہ کردی شک حست از دی افرو  
رات کو تو نے کیا کیا کہ میرا مشن اس سچ پر گیا  
چہ خوردی دوش کین سیادت او  
کہا کیا تو نے کل جسے پوچھا تھا کہ دی  
جانا صحبت این ناز نینان  
تحقیق کہ صحبت ان ناز نینان نے  
تر حسن و جمال دیکر اسرود  
نرا حسن اور جمال دو نا پڑھا دیا

بدست آرد بہر تلخی کند پشت  
ہاتھ میں لے کر کھڑا ہوئی کہ بعد یعنی منہ میں ٹھکانے  
بجز از زخم انکشت شہادت  
سوا انکشت شہادت کے زخم کے  
کز انکشت شہادت چشم او کند  
کہ شہادت کی اچھلی سے اچھلی آنکھیں نکال میں  
میوسف راہ حرم طبع و شادان  
طرف یوسف لے نہایت خوشی خوشی راہ  
می تعلیم دین شاگرد یوسف  
واسطے سکھانے دین کے مرید یوسف کا  
نہ سچے یافتہ سرشت کا  
تبلیغ سے پایا سررشتہ کام کا  
میان با عقد خدمت تازہ پیوند  
کہ ساتھ گروہ خدمت کے نئی جوڑے ہوئے  
دل آشوب و دل آرام و دل را  
دل چین کر نیوالو اور دل آرام دینوالو اور شریعت  
جمال از جای دیگر واری امرو  
خوبصورتی دوسری جگہ سے نفی و حجاب رکھنا  
دری و دیگر خوبی بر کوبہ نشود  
خوبی کا ایک دوسرا ردازہ چھ پر کھل گیا  
ز خوبان جہان بالائیت داد  
جان کے شوق توں سے شکوہ تری دی  
سمن رخسار کان سمن سر نشان  
یعنی جلی کے سے رخسار و کان کو دیکھ کر بدلتا ہوا  
جمالت را مال و کمال و کمال و کمال  
نہرے جمال کمال و کمال زیادہ کر دیا

۱۰  
 ۱۱  
 ۱۲  
 ۱۳  
 ۱۴  
 ۱۵  
 ۱۶  
 ۱۷  
 ۱۸  
 ۱۹  
 ۲۰  
 ۲۱  
 ۲۲  
 ۲۳  
 ۲۴  
 ۲۵  
 ۲۶  
 ۲۷  
 ۲۸  
 ۲۹  
 ۳۰  
 ۳۱  
 ۳۲  
 ۳۳  
 ۳۴  
 ۳۵  
 ۳۶  
 ۳۷  
 ۳۸  
 ۳۹  
 ۴۰  
 ۴۱  
 ۴۲  
 ۴۳  
 ۴۴  
 ۴۵  
 ۴۶  
 ۴۷  
 ۴۸  
 ۴۹  
 ۵۰  
 ۵۱  
 ۵۲  
 ۵۳  
 ۵۴  
 ۵۵  
 ۵۶  
 ۵۷  
 ۵۸  
 ۵۹  
 ۶۰  
 ۶۱  
 ۶۲  
 ۶۳  
 ۶۴  
 ۶۵  
 ۶۶  
 ۶۷  
 ۶۸  
 ۶۹  
 ۷۰  
 ۷۱  
 ۷۲  
 ۷۳  
 ۷۴  
 ۷۵  
 ۷۶  
 ۷۷  
 ۷۸  
 ۷۹  
 ۸۰  
 ۸۱  
 ۸۲  
 ۸۳  
 ۸۴  
 ۸۵  
 ۸۶  
 ۸۷  
 ۸۸  
 ۸۹  
 ۹۰  
 ۹۱  
 ۹۲  
 ۹۳  
 ۹۴  
 ۹۵  
 ۹۶  
 ۹۷  
 ۹۸  
 ۹۹  
 ۱۰۰





زمیں سے تو کہ از ما در ندیدم  
 جبری مہربانی سے جیساں سے نہ دیکھی میں نے  
 نہ بجران تا کے رنجو رہا سم  
 جدائی سے کتب رنجیدہ رہوں میں  
 چہ باشد کہ طریق مہربانی  
 کیا ہو جو مہربانی کی راہ سے  
 چو زمیں یار رہی گاہ است ہاں  
 جب اس طرح بگاہ ہے میرا یار مجھ سے  
 ہر آن معشوق کہ عاشق نفورست  
 جو معشوق کہ عاشق سے نفرت کریں والا ہے  
 چو پیوندی نہ باشد جان دل را  
 ہے لب لگاؤ نہ کوئی جان اور دل کو  
 جو آتش داودا یہ کای پر زیاد  
 ہے لب لگاؤ داہنے جواب دیا کہ اسے پر زیاد  
 جہاں دل رہا وادت خداوند  
 خدا کے وہ تجھ کو قریب خوبصورتی دی ہے  
 اگر نقاش حسین در آرزویش  
 اگر چین کے مصروفی مانی بہتر آدمی آرزو میں  
 بتان یکسر ہویت زندہ گردند  
 تمام تصور میں تیری آرزو میں زندہ ہو میں  
 بلکہ اگر رخ نما کے آشکارا  
 پہاڑ کی طرف جو ظاہر میں منہ کرے  
 چو بخرامے بیلع از عشوہ کاری  
 جو شعلہ تو باغ میں ناز کے انداز سے  
 لعل آہوا انت کہ سینہ بند  
 جھل میں اگر ہر نہم کہ دیکھ لین

بدین پایہ کہ نے بنی رسیدم  
 اس مرتبے پر کہ دیکھی ہے تو پہونچی میں  
 ازان جانِ جهان مجبور بام  
 اُس جان کی جان بینی یوسف سحر جاد ہو پند  
 بمنزل گاہ مقصودم رسائے  
 تو منزل مقصود پر مجھ کو پہونچا دے  
 چہ حاصل نہ انکہ چنانہ ست بامن  
 کیا فائدہ اُس سے جو ایک مکان میں سیریاں ہے  
 بصورت گر چہ نزدیکیست دورست  
 قاهرین اگرچہ نزدیک ہے لیکن دور ہے  
 چہ خیر فاضلات آب و گل را  
 کیا فائدہ ہوا ملاقات سے پانی اور مٹی کی  
 کہ ناپید باتو از حورو پیری یاد  
 کہ نہیں آتی ہے تیرے برابر حورا و پری کی یاد  
 کہ بر باید دل و دین از خردمند  
 جو بجاتی ہے عقلمند دین سے دل اور دین  
 کشد در شکار نقش ز رویت  
 کھینچیں تباہی میں تیرے چہرے کی لکھی کوئی تصویر  
 رخت بیند و از جان بندہ گردند  
 تیرا منہ دیکھیں اور جان سے غلام ہو دین  
 سے عشق نہان و رنک حارا  
 پوشیدہ محبت رنگ خارا میں پیدا کر دے تو  
 درخت خشک را درخش آری  
 سہکے درخت کو حرکت یعنی و جدید میں لامب ہے تو  
 بزمِ گان از رست خاشاک چسند  
 بلبلوں کے گل تیرے گاہ کا کوڑا صاف کرتین

[illegible]

چو آنسون خوانی از لعل شکر خا  
 جو منہ پڑھے تو آئے لب شیریں سے لہنی بلاوے  
 بدین خوبی چنین در ماندہ چونی  
 با وجود اسد خوبی کے ایسی عاجز کس رہے ہے تو  
 ز سخرہ ناوکے از ابرو کمان کن  
 غمزے تیرا اور ابرو سے کسان بنا کر  
 رخت بنما و آنرا سوی خود تاب  
 پنا چہرہ دکھلا اور لعل سکو اپنی طرف پھیر  
 بر قمار آراین خل رطبتے بار  
 جنبش میں لاؤ اس چہو ہارے گرائی والی دخت کو بچی  
 بتاب از زلف خم خم در کنندی  
 بٹ زلف خمدار سے ایک کسند  
 بسینین گوے خود کن چشم اوباز  
 طرف گورے گیند یعنی اپنے سینے کے آنکھی آنکھ کھول  
 ملب از خندہ شہد افشانے وہ  
 لب پر رہنے سے شہد گرائنا کر  
 برو از مشک خال دل سل نہ  
 او سر پر مشک سے دانہ دل تو زینو المقل کا رکھ  
 زلیخا کلفت کامی مادر چہ گویم  
 زلیخانے کھا کہ اے ماں کیا بیان کروں میں  
 نسا زد و پیوہ ہرگز سوی من باز  
 بگاہ نہیں کرتا ہے کبھی طرف میرے  
 اگر مہر دم از دورم نہ بیند  
 اگر چاند ہو جاؤں میں دور سے نہ دیکھے  
 چو سہرہ نور ویدہ کر فرایم  
 مثل سرے کے اگر نور آنکھ کا پڑھائی والی ہو جاؤں گی

رسد مرغ از ہوا ماہی ز دریا  
 آپہنچن ہوا سے چریان دریا سے بچلیاں  
 چرا چندین گتے آخر زبونی  
 آخر پھر اسقدر عاجزی کیوں اٹھانے سے تو  
 شکار آن نگار دوستان کن  
 اس لہنے والے مشوق یعنی دوست کو شکار کر  
 بہر ازیش ہمزائی خودیاب  
 ہمزائی سے اسکو اپنا ہمزائی کرے  
 براہ لطف آرا از لطف رفتار  
 مہربانی کی راہ پر لاؤ اپنی رفتار کے لطف سے  
 سیالیش نہ زدام وصل بندی  
 اس کے باون میں وصل کے جال سے ایک بند رکھ  
 چو جوگان سوی خود سائیں ہر اوزار  
 جوگان کی طرح اپنی طرف اسکو سرفراز کر  
 وزان شہدش بخود جیسا ہے وہ  
 اور اس شہد سے آپ میں اسکو چکالے  
 ز شوق حال خود دیش بدل نہ  
 اپنے تلک شوق سے اس کے دل میں داغ رکھ  
 کہ از یوسف چہ ہے آید برویم  
 کہ یوسف سے کیا کیا عجب کہیں اور بچا  
 جہان جلوہ گری باوی کمر ساز  
 کس طرح کی جلوہ گری اس کے ساتھ کروں میں  
 و گر خور بر زمین نورم نہ بیند  
 اور اگر آفتاب زمین پر ہو جائوں میری روشنی نہ دیکھے  
 بحشم تنک او مشکل در آیم  
 اسکی تنک آنکھ میں مشکل سے ساؤں میں

چون بی تو با صفت  
 اس خوبی کے اس قدر  
 عاجز کس رہے ہے تو  
 باوجود اسد خوبی کے  
 غمزے تیرا اور ابرو سے  
 کسان بنا کر  
 رخت بنما و آنرا سوی  
 خود تاب  
 پنا چہرہ دکھلا اور  
 لعل سکو اپنی طرف  
 پھیر  
 بر قمار آراین خل  
 رطبتے بار  
 جنبش میں لاؤ اس  
 چہو ہارے گرائی  
 والی دخت کو بچی  
 بتاب از زلف خم خم  
 در کنندی  
 بٹ زلف خمدار سے  
 ایک کسند  
 بسینین گوے خود  
 کن چشم اوباز  
 طرف گورے گیند  
 یعنی اپنے سینے کے  
 آنکھی آنکھ کھول  
 ملب از خندہ شہد  
 افشانے وہ  
 لب پر رہنے سے  
 شہد گرائنا کر  
 برو از مشک خال  
 دل سل نہ  
 او سر پر مشک سے  
 دانہ دل تو زینو  
 المقل کا رکھ  
 زلیخا کلفت کامی  
 مادر چہ گویم  
 زلیخانے کھا کہ  
 اے ماں کیا بیان  
 کروں میں  
 نسا زد و پیوہ  
 ہرگز سوی من باز  
 بگاہ نہیں کرتا  
 ہے کبھی طرف  
 میرے  
 اگر مہر دم از  
 دورم نہ بیند  
 اگر چاند ہو  
 جاؤں میں دور  
 سے نہ دیکھے  
 چو سہرہ نور  
 ویدہ کر فرایم  
 مثل سرے کے  
 اگر نور آنکھ  
 کا پڑھائی والی  
 ہو جاؤں گی

















قنادیل گہر پیوندش آونخت

موتی لگی ہر لی قدیلین آئے لکھ بن

ہمس باستینہا ساخت آجنا

سب چیزیں ضروری موجود رکھ دیاں

در ان عشرت مکہ از ہر جزو ہر س

اس عشرت مکہ میں ہر چیز اور ہر شخص سے

بی بی وی جانان گرہشت ست

راج ہے بے صورت عشوق کے اگر نیست ہے

بد آن شد تا کہ یوسف زلیخا نہ

اس اور سے ہونے لگا کہ یوسف کو بلا دے

بخلوت با جاش عشق بازو

تہائی میں اُنکے جلال سے عشق بازی کرے

ز لعل جانفزا ئیش کام گیر د

اُنکے جان نرغایہ سے ہوش سے مقصد حاصل کرے

ولی اول جمال خود بیا رست

لیکن پہلے اپنے جمال کو استوار اپنی بناؤ سنگار کیا

زیور با بودش احتیاج ہے

ز بہرہ دل اسکو کوئی ضرورت نہ تھی

نچوبے گل بہ بستانہا سر شد

خوبی سے باغ میں پھول شہور ہوا

ز غار زہ رنگ گل را تازی داد

گنگو نے سے پھول اپنی چرسے کے رنگ کو تازی دی

ز وشمہ ابروان را کار پدخت

دشمن سے جھنڈوں پر کام بنایا

نغولہ بست موئے عکبرین را

چوئی گوند سی خوشبو دار بالون کی

ریاحین بہر عطرش در ہم میخت

خوشبو میں ہر عطر کی اس میں ملائین

بساط خرمی انداخت آجنا

بچھو نا خوشی کا بھجا بادیاں

نمی بالیت الا یوسف و بس

کسی کی ضرورت نہ تھی لیکن یوسف کی اور بس

بچشم عاشق مشتاق ز رشت ست

عاشق مشتاق کی نظر میں برا ہے

بصدر عزت و جاہش نشاند

مند عزت اور مرتبے پر اس کو بوجھا دے

بمیدان و صا شش خوش تازو

اُنکے جل سر کے میدان میں گھڑا دو دروازے

بزلف سرشش آرام گیر د

سایہ زلف سرکش اسکی میں آرام ہوے

وزان میل ل یوسف بخود خوست

بہر اُنکے خواہش اپنے دھنیں یوسف کے بنا لینی کی

ولی از خود زان خود رار و باج

لیکن زیادہ بناؤ نہیں کر با موافق روح کے

ولی از عقد شہم خوبر شد

لیکن شہم کی لڑی سے زیادہ خوب صورت ہو گیا

لطافت را نکو آواز گے داد

لطافت کو خوب شہرت دی اپنی ر دلوق دی

ہلال عید را قوس قزح ست

عید کے ہالیکو قوس قزح جھنڈک بنایا

گرہ در یکد گز و مشک عین را

بانڈہ با مشک عین کو آپس میں

قنادیل گہر پیوندش آونخت  
موتی لگی ہر لی قدیلین آئے لکھ بن  
ہمس باستینہا ساخت آجنا  
سب چیزیں ضروری موجود رکھ دیاں  
در ان عشرت مکہ از ہر جزو ہر س  
اس عشرت مکہ میں ہر چیز اور ہر شخص سے  
بی بی وی جانان گرہشت ست  
راج ہے بے صورت عشوق کے اگر نیست ہے  
بد آن شد تا کہ یوسف زلیخا نہ  
اس اور سے ہونے لگا کہ یوسف کو بلا دے  
بخلوت با جاش عشق بازو  
تہائی میں اُنکے جلال سے عشق بازی کرے  
ز لعل جانفزا ئیش کام گیر د  
اُنکے جان نرغایہ سے ہوش سے مقصد حاصل کرے  
ولی اول جمال خود بیا رست  
لیکن پہلے اپنے جمال کو استوار اپنی بناؤ سنگار کیا  
زیور با بودش احتیاج ہے  
ز بہرہ دل اسکو کوئی ضرورت نہ تھی  
نچوبے گل بہ بستانہا سر شد  
خوبی سے باغ میں پھول شہور ہوا  
ز غار زہ رنگ گل را تازی داد  
گنگو نے سے پھول اپنی چرسے کے رنگ کو تازی دی  
ز وشمہ ابروان را کار پدخت  
دشمن سے جھنڈوں پر کام بنایا  
نغولہ بست موئے عکبرین را  
چوئی گوند سی خوشبو دار بالون کی



ترشیت آویخت مشکین گیسوان را  
 پہلو سے لٹکا یا خوشبودار بالوں کو  
 کھل شناخت چشم از سرمہ ناز  
 ناز کے سر سے ہے آنکھ کو سرمہ آلود کیا  
 نہا د از عنبر تر جابجا خال  
 کچھ عنبر تر سے مانتا تھا خال  
 کہ رویت آتشی در دل فلذست  
 کہ تجھ سے سمجھنے لگ آگ دل میں ڈالی  
 تجہ خطی کشید از نیل چون میل  
 چاند پر ایک خط کینیا نیل سے مثل سلائی کے  
 بنو د آن خط نیلی بر سر آں ماه  
 بنو د تھا وہ خطا خط اس چاند کے چہرے پر  
 مگر مشاطہ دید آن ز کس مست  
 شاید مشاطہ نے دیکھیں دہشت آنکھیں  
 بد انسان داد و سیمین بچہ راز نگ  
 اس طرح دبا گو رہے بچے کو رنگ  
 بکف نقشی ز داد از خر ذہ کاری  
 ہتھیلی میں ایک نقش بنا با اس نے ہوشیاری سے  
 بفسق کو نہ عناب تر داد  
 انگلیوں کی پھروں میں رنگ عناب تر بھی سرخ کیا  
 بصفت وہ ہلال مہ تقار  
 کارگیری سے دسوں چاند چاند شکل میں ناخن کو  
 کہ تا از طارم دولت ہلالے  
 تاکہ دولت کے کوٹھے سے اکبر چاند  
 مند و از طرف عارض کو شوارہ  
 دکھائی دیا گوشت رسا رسے سے گوشتوارہ یعنی نبدہ

زعفر داد پستی ارغوان را  
 عنبر سے رنگ دی سرخی یعنی چہرے کو  
 سیمہ کارے بر دم کرد آغاز  
 برکاری چیلون سے شروع کیا  
 بجایان کرد عرض صورت حال  
 معشوق سے صورت حال عرض کی  
 بران آتش دل و جام سیند  
 اس آگ پر میرا دل اور جان سب بند ہے  
 کہ شد مصر حال آباد زان نیل  
 کہ مصر حال کا اس نیل سے آباد ہو گیا  
 کہ میلے بود بہر شیم بدر خواہ  
 بلکہ ایک سلائی بھی واسطے نظر برداشتن کے  
 فتاد آنجاش میل سرمہ از دست  
 مگر بڑی اس جگہ اس کے ہاتھ سے سرمہ لگے سلائی  
 کزان داستان دلی آرد فراخنگ  
 کہ اس کچھ سے ایک دل کو قابو میں لائے  
 کزان نقشی بکف آرد نگاری  
 کہ اس نقش سے ایک معشوق کو ہاتھ میں لائے  
 بجایان زائشک عنایانی خبر داد  
 معشوق کو سرخ آنیوں سے خبر دی  
 ز جلاباب شفق کرد آتش کار  
 شفق کے پردے سے ظاہر کیا  
 نشانش بخشد از عید وصالے  
 نشان اس پر کو دے وصال کی عید سے کوئی  
 قرائن افکند دہر را در ستارہ  
 نزدیکی ڈالی چاند نے ستارے کے

کی مینو پھول  
 جی سرور کی ہوا  
 اور یہ کاری ہے  
 جی غلام اور فرید  
 اور شفیق و مہربان  
 ہر سے اور پستی  
 اور کس سے سلائی  
 کی مانتا تھا خال  
 یہ لکھتے ہیں  
 کی لکھتے ہیں  
 یوسف ز سبکی  
 جو کہ ہے  
 جی آتش و شوق  
 کہ ہے  
 خرد کا کہ ہے  
 ز داد و سیمین  
 سوز و غم  
 نند و از طرف  
 سوز و غم  
 چشک سبکی  
 کے ہوا ہے  
 زان  
 یعنی زکری

کہ تا آن دولت دنیا و دیش  
تا کہ وہ دولت اس کی دنیا اور دین کی  
چونکہ جسمال تازہ و تر  
ماند غنچہ محکمے ساتھ جہاں تر و تازہ کے  
مرتب ساخت برتن سپرین را  
آرہستہ کیا بدھن پر یعنی پہنا کر تہ  
شعار شلخ کل آریا سمن کرد  
اب اس پھول کی شلخ کا جلی سے کیا  
نہ پیری دیدہ گر بودی تامل  
نہ کیو آنکہ اگر غور بن جاتی  
عجب آبی دران از نقرہ خام  
ایک عجیب پانی سمن خالص چاندی سے  
ز دستینہ دوسا عدوید رونق  
سنگین سے دونوں کا بھون کر رونق دی  
ریش میدا دبا ساعد گواہی  
چہرہ پھوس سچے سے دہتا تھا گواہی  
چو بر نیاز کش شد سپرین رست  
جب اسکے نازک بدن پر لباس درست ہو گیا  
بست چین با نہر اراں تازہ بینی  
بست چین کی تہی زلفا ہزاروں خوبوں سے  
نہاؤ از لعل سیراب وز رخ شک  
رکھا لعل سیراب اور خشک سونے سے  
شد از کوہر مرصع جیب دامن  
موتون سے جڑاؤ جیب دامن ہوئی  
خرامان میشدی آئینہ در دست  
پھرتی تھی آئینہ اٹھ مین بے ہوسے

بکلم آن قران گرد و تریش  
بوجہ اس قران کے ہوسے نزدیک اسکے  
لباس نو بنو پوشیدہ دیر  
لباس نئے نئے بنائے بدن میں  
نرنگ پر ساخت دامن سمن را  
پھول یعنی بدن سے بجا چھل کے لیے سمن بن کر تہ  
سمن در جیب و کل در سمن کرد  
چھل گر بیان میں اور گنجی ہاتھ کو آئین سمن والا  
بجز آب تنک بر لالہ و گل  
سوا تھوڑے پانی کے لالہ اور گلاب  
دو ماہی از دو ساعد کردہ آرام  
دو مچھلیوں نے دو چوچوں سے آرام کیا  
نر زگر وہ دو ماہی را مطلق  
سونے سے دونوں مچھلیوں کو طوق پہنایا  
اکہ شش گیر دازمہ تاب ماہی  
کھنک کا لہجہ میں اداسی یعنی آسمان سے زمین تک  
بزرگش دیشہ پیش بیا رست  
ساتھ نہری دیبا چین کے آس کو آراستہ کیا  
بجولان آمد از دیاسے حنی  
جولان میں آئی دیبا سے چنی تہ  
فروزان تاج را بر خرمن شک  
روشن تاج کو رشک کے کلیان یعنی سر پر  
لصحن خانہ طاوس خرامان  
گھر کے صحن میں مثل طاؤس کے خرامان  
خیال حسن خود با خود ہی بست  
اپنی خوبصورتی کا خیال اپنے دل سے باتی تھی

لعل  
نہ پیری دیدہ گر بودی تامل  
نہ کیو آنکہ اگر غور بن جاتی  
عجب آبی دران از نقرہ خام  
ایک عجیب پانی سمن خالص چاندی سے  
ز دستینہ دوسا عدوید رونق  
سنگین سے دونوں کا بھون کر رونق دی  
ریش میدا دبا ساعد گواہی  
چہرہ پھوس سچے سے دہتا تھا گواہی  
چو بر نیاز کش شد سپرین رست  
جب اسکے نازک بدن پر لباس درست ہو گیا  
بست چین با نہر اراں تازہ بینی  
بست چین کی تہی زلفا ہزاروں خوبوں سے  
نہاؤ از لعل سیراب وز رخ شک  
رکھا لعل سیراب اور خشک سونے سے  
شد از کوہر مرصع جیب دامن  
موتون سے جڑاؤ جیب دامن ہوئی  
خرامان میشدی آئینہ در دست  
پھرتی تھی آئینہ اٹھ مین بے ہوسے



جو عکس روی خود دید از مقابل

جب بیکس اپنے چہرے کا سر دیکھا متزلزل بن گیا

نقد خود درون حج طرب کرد

نقد یعنی حسن اپنے دلو خوشی کا خزانہ کیا اپنی خوشی کی

سجست و جوی یوسف کس ستاد

یوسف کی تلاش میں ایک شخص کو بھیجا

در آمد ناگهان از در چوما ہی

آیا دروازے سے اچانک کی مانند ایک ہانکے

وجودی از خواص بسوگن دور

ایک ذات خاصیت منا پر سے دور

از ویک لمعه روشن جہانے

اس ایک روشنی سے ایک جہان روشن

ز لہجہ را چو دیدہ بروی افتاد

ز لہجہ کی جب آنکھ اس پر پڑی

عیار نقد خود را یافت کامل

کس نقد اپنے کو کامل پایا یعنی حسن میں مکمل اپنی

بقصد او خریداری طلب کرد

اور اسے سے ایک خریدار کی خواہش کی

پرستاران پریش و پس فرستاد

لوٹا لوٹ کو آگے بھیجے بھیجا

عطار در حتمتی خورشید جاہی

ایک عطار دودیدہ ایک خورشید درجہ یعنی بوسند

جبین طلعتش نور علی نور

مکمل پشیمانی اسکی کی نور اور نور کے یعنی بیت رین

وزین یک حرف ہر سودا خانے

اور اس میں ایک حرف ہر سودا خانے

ز شوقش ستمہ کوئی درنی افتاد

اس کے شوق سے کہ تو شعلہ زل میں پڑا

چراغ دیدہ اہل بصیرت

کہ لیا اسکا ہاتھ کہ لے رہا کبریا حضرت

اہل نظر کی آنکھ کا چہرہ باغ

نقد بیان زلف  
ساقی سے  
اداسہ سے  
نہا اب میں جو  
احسان کا فائدہ  
دست لگا ہوں  
کو جیک بیان  
بانی رہے وہ  
یوسف احسان  
لافتہ کے  
یوسف  
راہبوی کا خاندان زلف  
میں زلف  
سے دودیدہ  
کو دودیدہ  
میں پہلے  
بوسند کے  
جہان غنیمت  
نہا اب میں جو  
کو اس کے  
سے پہلے  
سے پہلے  
سے پہلے





کجا این پنبه با آتش برآید

زنجیان آن نفس جہز باد شمر و

زلفاں میں سے ہاتھ کو سوا ہوا کے نہ شمار کیا  
برو قفل دیگر محکم و روست

وگر باره ز لبتا غره برداشت

دوسری بار زنجمانے نعرہ ارا میمنہ ابراہیم کرے لی  
 بگفت ای خوشتر از جان غوی چند

تسخیر کردم خزائن در بهایت

بائن نیت کہ در ماتم تو با سے

نه آن کو طاعت من دوی تابانی  
روشنی که در دای طاعت سے منور ہو گا تو

بگفتا در گنه فرمانبری نیست  
که گناه بین رسانداری نیست

هران کاریکه نه پسندد و خداوند  
چون بام کو که نه پسندد و خدا

بدان کارم شناسائی مبادا  
اس کام سے ملکہ ہمارے مشرک و چور

دران خانه عن کو تاه کردند  
 اس مکان من با من

زینب نے اس کے دروازے پر دوسرا قفل لگا دیا

چنان این نفوس با صرصر گراید

سخن گویان بدیکر خانہ اش برود

ول یوسف انان اندوہ شکست

نقاب ازرا از چندین سال برداشت  
برده کتے شامل کے محمد ون سر سے اٹھا

بیا پت می کشم سر سر کشی چند  
نرس پا نویر بختی هولان نه کشی کب تک کر گما

مشاع عقل و دین کردم فدایت  
عقل و دین کا اسباب تبرک و زبان کریمین نے

اس میں طوق فرما تم کو باتے  
میرے حکم کے طوق میں گروا ہے گا نو

بہر راہی خلاف میں شتابی  
خلاف میں ایک راہ میں چلے گانو

بعضی ان رین طاعنوری سے  
گناہ میں مبتلا ہو گئے ہیں

ہو جاتا ہے زندگی کے کارخانہ میں حاصل

بدان دست قدرت است  
بدان دست قدرت است

دوسرے درجے میں مقام کیا  
دگرسان قصہ اش از سہرہ

دوسری لور کا قعد اُٹنے سے پیدا کیا

بدین دستور زافسون و فسانہ  
 اسی دستور اندر مگر اور جلو ن سے  
 بہر جا قصہ دیگر ہے خواند  
 ہر جگہ ایک دو سہ افسانہ بیان کرتی تھی  
 بخش خانہ نشدگارین میر  
 چہ گھر دین میں اُس کا کام حاصل نہوا  
 بہنقم خانہ کرد اور اقدم حست  
 ساتوین مکان کی طرف اُسے قدم بڑھایا  
 بلے بنو و درین رہ نامیدی  
 چکا ہے اس راہ میں نامیدی نہیں ہوتی ہے  
 ز صد در گرامیدت بر نیاید  
 سو دروازوں سے جو تیری امید بہر نہ آوے  
 درمی دیگر بسا ید ز وہ ناگاہ  
 اور دوسرا دروازہ کھٹکنا چاہیے کہ اتفاقاً

ہم ہی بزدل و درون خانہ بجانہ  
 بے جانی تھی اُنکو ایک گھر سے دوسرے گھر میں  
 بہر جا نکتہ دیگر ہے کہ اند  
 ہر مقام پر دوسری بار کی جاتی تھی  
 نیامد فہرہ اش بیرون ز شدہ  
 نہ باہر نکلا اُس کا مہرہ شدہ  
 کشادہ گار خود ازہ مفتین حست  
 گھڑائی چل ہونا اپنے مطلب کی ساتوین سے طعون  
 سیاہی را بود روزی سپیدی  
 سیاہی کو ایک دن سفیدی حاصل ہوتی ہے  
 بنو میدی جگر خوردن نشاید  
 نامیدی سے کلیجہ کھانا نہ چاہیے  
 از ان رہ سوی مقصد وری آہ  
 اس سے طرف مقصد کے راہ لیجائے تو

در آوردن زلیخا یوسف را  
 لانا زلیخا کو یوسف علیہ السلام کو ساتوین گھر میں  
 بخانہ ہنقم و مقصود خود از و خواستن  
 اور اپنے مقصد کی اُس سے خواہش کرنا

سخن پر داز این کاشانہ راز  
 بات آراستہ کرنا والا یعنی راوی اس مجید کے مکان کا  
 کہ چون نوبت ہنقم خانہ افتاد  
 کہ جب باری ساتوین گھر کی پڑی بینی آئی  
 کہ اسی یوسف ہنقم من قدم نہ  
 کہ اے یوسف میری آنکھ آئین قدم رکھ

چنین بیرون دہد از پردہ آواز  
 اس طرح پردہ سے باہر دیتا ہوا آواز یعنی بیان کرتا ہے  
 زلیخا زاز جان برخاست فریاد  
 زلیخا کی جان سے اٹھی یعنی فریاد یا رلبند ہوئی  
 ز رحمت یا درین روشن حرم نہ  
 رحمت سے پاؤں اس روشن گھر میں رکھ

یوسف نے اپنے مقصد کو حاصل کرنے کے لیے  
 ساتوین گھر میں ایک دو سہ افسانہ بیان کرتی تھی  
 چہ گھر دین میں اُس کا کام حاصل نہوا  
 بہنقم خانہ کرد اور اقدم حست  
 ساتوین مکان کی طرف اُسے قدم بڑھایا  
 بلے بنو و درین رہ نامیدی  
 چکا ہے اس راہ میں نامیدی نہیں ہوتی ہے  
 ز صد در گرامیدت بر نیاید  
 سو دروازوں سے جو تیری امید بہر نہ آوے  
 درمی دیگر بسا ید ز وہ ناگاہ  
 اور دوسرا دروازہ کھٹکنا چاہیے کہ اتفاقاً

یوسف کی سزا



و زمان خرم حرم گردش نشین  
 اس اچھے مکان میں کیا اُسے کمر  
 حرمی یافت از اغیار خالی  
 ایک مکان باباغیروں سے خالی  
 و ریش ز آمد شد بیگانه بستہ  
 دروازہ اُس کا غیب کے آنے سے بند کیا  
 و روجز عاشق و معشوق نس نہ  
 امین سوا عاشق اور معشوق کے کوئی نہ تھا  
 رخ معشوق و ریسر ایہ ناز  
 شہ معشوق کا لباس تازہ میں  
 ہوس راعصہ میدان قنادرہ  
 حرم کے میدان میں کشادگی پڑی  
 زلیخا دیدہ و دل مست جانان  
 زلیخا کی آنکھیں اور دل مست معشوق کی  
 بشیرین نکتہ ہامی دلپذیرش  
 بھی اور دلچسپ بارہون سے اُسکو  
 بالالاسے سریر افگندہ خود را  
 تخت پر اپنے ڈال کر بیتی بن کر اُسکو  
 اگر خورشید رومی من بہ بنید  
 اگر آفتاب میرا شمع دیکھ لے  
 مرا تا کی درین محنت پسندی  
 مجھ کو جب تک اس رنج میں پسند نہ آئے تو  
 بدعیسان درد دل بسیار کردی  
 اس طرح درد دل بہت زیادہ کرتی تھی  
 لی یوسف نظر بخوش میداشت  
 لیکن یوسف نظر اپنے اوپر رکھتے تھے

کہ وہ ایک عورت تھی  
 جس کا نام زلیخا تھا  
 جو ایک روز یوسف کو  
 دیکھا اور اس سے  
 محبت کرنے لگی  
 اور اس کے دل میں  
 اس کا دل چاہا کہ  
 وہ اس سے شادی کرے  
 لیکن یوسف نے اس سے  
 انکار کر دیا  
 کیونکہ وہ ایک  
 عورت تھی  
 اور یوسف ایک  
 نیکو شخص تھا  
 جو شادی سے  
 انکار کرتا تھا

بزنجیر زدن و قفل اسہن  
 اسکی سونے کی زنجیر میں قفل ہو ہے کا بند کب  
 ز چشم حاسدان دورش خوالی  
 جلنے والوں کی نظروں سے دور اسکی جاہر بولاری  
 امید آشنائوں کی ٹوٹی ہوئی  
 کٹر مدد شحمہ آسیدب سس نہ  
 ڈر کو تو ال کا نہ خون کو تو ال کار ہا  
 دل عاشق سرور و شوق پر داز  
 دل عاشق کا رگ شوق کا گانے والا  
 طمع را آتش اندر جان قنادرہ  
 لالچ کی جہان میں آگ لگی  
 نہاد وہ دست خود در دست جانان  
 رکھے ہو ہے ہاتھ اپنا معشوق کے ہاتھ میں  
 خرامان برد تا پای سرس  
 آہستہ آہستہ لگی تخت کے نیچے یعنی برابر تک اُسکو  
 باب دیدہ گفت آن سر و قدر را  
 رو کر کہا اس سر و قدر یعنی پوشے سے  
 چو ماہ از خرمین من خوشہ چنید  
 چاند کی طرح میرے کلیان سے بالی خوش یعنی روئی لے  
 کہ چشم رحمت از رویم بہ بندی  
 کہ آنکھ رحمت کی میری طرف سے بہرہ لے گا  
 بیوسف شوق دل اظہار کردی  
 یوسف سے شوق دل کا ظاہر کرتی  
 ز بیم فتنہ سروریش میداشت  
 فساد کے خوف سے سرگراستی جھکائے رکھتے تھے





بجق آن خدا سے بر تو سگند  
 ساتھ حق اس خدا کے نچھ پر قسم ہے  
 باین جن جہانگیر کی کہ دوت  
 قسم اس جن جہانگیر کی کہ دیاغ کو  
 باین نوری کہ تابدار بخشیت  
 قسم اس نور کی کہ چمکائے نیری پیشانی سے  
 با پروئے کمانداری کہ داری  
 قسم اس نیر انداز ابرو کی کہ دکھائے تو  
 یہ محراب کمان ابرو تو  
 قسم محراب کمان ابرو تیری کی  
 بجاد و نرس مرم فریت  
 قسم تیری آں مرم فریب کے جادو کی  
 بآن مومیکہ می گوئی میانش  
 قسم اس بال کی جس کو کرکنا ہے تو  
 بشکین نقطہ ات بر روی گلنگ  
 قسم سیاہ نقطہ اتل تروی بول جو ہرے پر  
 باب دیدہ من ز اشتیاق  
 قسم میر کے آنسوؤں کی جہرے اشتیاق میں  
 بجھڑا بنیکہ زہر کو ہم ازوے  
 قسم اس بد بستی کی کہ نیچے پہاڑ کے اس پہن  
 یاسقلا عشت بر وجودم  
 قسم تیرے غلہ عشق کی میری ذات پر  
 کہ بر حال من بیدل بخشائے  
 کہ مجھ بیدل کے حال پر بر حسر کر  
 بیدل عمریت تا داغ تو دارم  
 ایک عمر گذری جو بہت تیر داغ دل میں رکھتی ہوں

کہ باشد بر خداوندان خداوند  
 جو ہووے یعنی ہے صاحب بن کا صاحب  
 باین خوبی کہ در عارض نہاد  
 قسم اس خوبی کی کہ تیرے چہرے بن رکھی  
 کہ دار و ماہ را سر بر زمینیت  
 کہ جھکنا ہے چاند سر نیری زہن پر  
 بسر و خوب رقتاری کہ داری  
 قسم اس اچھے چلنے والے قدر کی کہ دکھائے تو  
 بقلب کنت کیسو تو  
 قسم کتا کنت ز کف تیری کی  
 بدیا پوش سر و جامہ زیت  
 قسم تیرے جامہ زیب و بیاہنے والے قدر کی  
 بآن سر گیمہ میجو اتی و ہوش  
 قسم اس کتہ کی کہ کتا ہے تو مجھ اسکو  
 بشیرین خندہ ات از غمہ تنگ  
 قسم چٹکی چٹکی تیری کی بندھی ہوئی گلی تیری مجھ سے  
 باہ کریم از سوز فراقت  
 قسم میری آہ گرم کی تیرے سوز جدائی سے  
 گرفتار ہزار اندوہم ازوے  
 چھنی ہوئی ہزار رنج میں اس سے ہون میں  
 باستغناات از بود و نبودم  
 قسم بے پروائی تیری کی سہی اور نستی میری سے  
 ز کار مشکم این عقدہ بکشاے  
 میرے مشکل کام سے بگرہ کیوں  
 ہواے بوسی از باغ تو دارم  
 امید ایک خوشبو کی تیرے باغ سو رکھتی ہو زمین

لو  
 ہوا اس کی سانس  
 بالافاناد و جس کا  
 حصار اور جس کا  
 کا طاق و قندل کی  
 ہونے سے اور قلاب  
 دوسری کی کوئی  
 مٹی فیضان سے  
 ماسک سیاق سے  
 نکال کر کی جیو کی  
 علی اسباب کی  
 یوسف در خانہ  
 مقف و مخزن  
 سے جیو کی  
 بوسے کی  
 اور ایک وقت  
 پر ہے جس کے  
 زنجار اور  
 نمک کے  
 چکر کا  
 حال پر  
 یہ ہے

از بانی مرہم داغ دلم شو  
ایک زمانہ میرے داغ دل کا مرہم ہو جا  
زحط بھر تو بس ناتواںم  
تیرے جدائی کی جھپٹنی خشکی کو نہایت عاجز نہیں  
ز تو اسے محل تر خرم از من شیر  
مجھے اسے چھو بارے دخت چھو بار مجھ کو دو  
مرا از شیر و خرم قوت جان وہ  
میری جان کو دو دو اور چھو بارے سے غذاوے  
جو اس داو یوسف کا ی پر زاد  
جو اب اسکو دیا یوسف نے کہ اس پر پر زاد  
مگر امر و زبر من کا رراتنگ  
مت تنگ کر آج مجھ کو اس کام پر  
اکمن تر ز اب عصیان و متمم را  
گناہ کے پانی سے میرے دامن کو مت بھگو  
بان بخیون کہ چو نہا صورت او  
تم اس بے نا بندی کہ جیسے صورت اسکی ہے  
ز مجھ جو داو گردون جا بست  
اسکے بخشش کے دریا کا بلبلہ آسمان ہے  
شیعہ کافی کہ ایشان زاد ہام من  
قسم ان با کون کی کہ جن سے پیدا ہو نہیں  
از ایشا است روشن گوہر من  
ان سے روشن میری ذات ہے  
کہ گر امر و ز دست از من بدار  
کہ اگر آج مجھ سے ہاتھ رکھے نبی بھگو ممان کرے تو  
بزودی کا مکاری بلبی از من  
جلد مجھ سے مقصد دی دیکھ تو

بہوئے رونق باغ دلم شو  
ایک خوشبو سے میرے باغ دل کی رونق ہو  
بخش از خوان و صلت قوت بزم  
اسنے خوان ملاقات سے میری جان کو غذا دے  
اکمن در خوان نہ ادا نہی تقصیر  
خوان لگانے میں کچھ کو تا یہ ہی مت کر  
ز جان دادن رین عظم مان وہ  
اس خشک ساری میں جان دینے کی جگہ نہا وہ  
کہ ناید با تو س را ازیری یاد  
نہیں آتی ہے تیرے مقابلے میں کیونکر کی یاد  
مزن پریشانی مقصود ہم سنگ  
میری بے گناہی کے شیشہ پر تیرے ہاتھ مار  
مسوز از آتش شہوت ہم را  
خواہش کی آگ سے میرے بدن کو مت جلاؤ  
بر و نہا چون در و نہا صورت او  
ظاہر مثل باطن کے ظہور اس کا ہے  
ز برف نور او خورشید تاب است  
اسکے نور کی بجلی سے آفتاب کو روشنی ہے  
بدین پاکیزگی افتادہ ام من  
اس پاکیزگی میں پیدا ہوا ہوں  
وز ایشا است روشن خرم من  
اور انھیں سر روشن بلبلہ ستارہ ہے  
مرا زین تنگنا بیرون گذاری  
بھگو اس تنگ گلی سے باہر گذر جانے دے تو  
ہزاران حق گذاری مٹی از من  
ہزاروں حق گذاری دیکھ تو بوجہ سے

۱۷  
۱۸  
۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰  
۵۱  
۵۲  
۵۳  
۵۴  
۵۵  
۵۶  
۵۷  
۵۸  
۵۹  
۶۰  
۶۱  
۶۲  
۶۳  
۶۴  
۶۵  
۶۶  
۶۷  
۶۸  
۶۹  
۷۰  
۷۱  
۷۲  
۷۳  
۷۴  
۷۵  
۷۶  
۷۷  
۷۸  
۷۹  
۸۰  
۸۱  
۸۲  
۸۳  
۸۴  
۸۵  
۸۶  
۸۷  
۸۸  
۸۹  
۹۰  
۹۱  
۹۲  
۹۳  
۹۴  
۹۵  
۹۶  
۹۷  
۹۸  
۹۹  
۱۰۰





و ہم جا میکہ با جانش ستیز  
 ایسا ایک پیرا اُسکو دو یمن کہ اُسکی جان سواڑے  
 تو میکو فی خدای من رحیم است  
 تو گمانا ہے میرا خدا رحم والا ہے  
 مگر از گوہر و در صد خزینه  
 میرے پاس لعل اور موتی کے سو خزانے  
 قدما سازم ہمہ بہر گناہ است  
 قربان ہونی خواہم کہ یمن بہت سیڑ تیرا گناہ کے  
 گنہگار بنوں کہ میں ہمہ کافہہ  
 کما وہ شخص یمن نہیں ہوں کہ مجھ کے پسند  
 خصوصاً بر عزیز می کہ عزیز می  
 خاص کر اس عزیز کہ محبت  
 خدائے من کہ تلو ان قہر ایش  
 خدا میرا کہ نہیں ممکن ہے اُسکی حق گرداری  
 بجان و آدن چو مزدار کس گیرد  
 جان نہیں دین جب کچھ مردودی نہیں لیتا ہے  
 ز لیا گشت کا می شاہ جوان محبت  
 رہ جانے کہا کہ اے بادشاہ جوان نصیب  
 و لم شد تیر محنت را شانہ  
 دل سربا تیرے کہ بچ کے تیر کا نشانہ ہو گیا  
 بہانہ جبر و خیلہ سواریت  
 بہانہ بد وضعی اور بھکاری ہے  
 معاذ اللہ کہ راہ حج روم من  
 شاہ خدا کی کہ تیری ساتھ تیری راہ جلو یمن  
 محجب بیٹا قسم آرام من وہ  
 نہایت بیکراہون میں مجھ کو آرام دے

از ہستی تا قیامت بر بخشند  
 ہستی سے قیامت تک نہ آؤ گے  
 ہمیشہ برگزگارانِ کریم است  
 ہمیشہ گنگا دون پر بخشش کرنوالا ہے  
 درین خلوت سراپا شد و فقیہ  
 اس خلوت سرا میں دین میں  
 کہ تا باشد زایز و عذر خواہ است  
 تا کہ خلوت ہوں تیرے مدد خواہ بنے عافی مانگوالے  
 کہ آید بر کے دیگر گزندم  
 کہ دوسرے شخص پر آوے میری ایذا  
 ترافتمو و بہر من کتیری  
 تجھ پر سے واسطے نونہی دینے کو نہ کہا  
 رشوت کی شود آمرزگار رش  
 رشوت سے سب وہ ہو بخشش کرنوالا  
 در آمرزش نجار رشوت پذیرد  
 بخشش میں کہاں رشوت قبول کرے گا  
 کہ ہم حاجت میسر یار و ہم سخت  
 کہ تاج بھی تجھ کو تیسرے ہو وے اور سخت بھی  
 نہ کس کارے بہانہ بر بہانہ  
 بہت بی بار بارہانے رہاؤ لا تانی کہتا ہے تو  
 بہانہ بی طریق را استباز لیت  
 بہانے کے لئے راہ بی خلاف سچائی کے ہے  
 ز قوانین جیلہ و مکر لشنوم من  
 تجھ سے بچلہ دوبارہ دینو مگر یعنی نہ قبول کرے گی  
 اگر خواہے و گرنہ کا حق من وہ  
 اگر کو با تہا یا نہیں چاہتا ہے مقصد میرا ہے

۴۔ جنت کے لیے زبردست کھون بیگانہ



بگفتن گفتن آمد و زمین سر  
 کتھے ہی کتھے بین دن میرا آخر ہو گیا  
 زبان در بند دیگر زمین خرافات  
 زبان کو بند کر دوسری بار این بیہودہ باتوں سے  
 مراد در خشک لی آتش قلم دست  
 میری خشک نزل بینی جان میں آگ لگی ہے  
 مرا این دو دوا آتش کے کند سو د  
 میری اس ناک کا دھواں کب فائدہ کرے  
 ازین آتش جو دو دم ہست تابی  
 اس آگ سے خل و حوین کے جھوکو ایک گرمی ہے  
 زلیخا چون بیایان برد این راز  
 زلیخا جب اتھا کوٹے لگتی یہ بھیڑ  
 زلیخا گفت کای عجب ہی عبارت  
 زلیخانے کہا کہ اے میری جانے والے  
 مزن بروی کا رم و دست رد را  
 مت مار میرے کام کیے چھری پر ہاتھ اٹھا کر کا  
 بعشرت دستم اندر گردن آمیز  
 خوشی سے میرے گلے میں ہاتھ ڈال  
 نیاری دست اگر در گردن من  
 اگر تو میری گردن میں ہاتھ نہ ڈالے گا  
 کشم خنجر چو سون برتن خوش  
 کھینچوں گی سون کی طرح اپنے بدن پر خنجر  
 نغم برتن زجان داغ جدائی  
 رکھوں گی میں بدن پر جان کی جوانی کا داغ  
 عزیزم پیش تو چون کشتہ تاب  
 جب عزیمت کرے گا مجھ کو مڑا ہوا پاؤں سے تھا

نگشت از تو مراد من میسر  
نجمه سیری مراد میسر نہ ہو گی  
بجنب از جا کہ فی التاخیر اوقات  
مطمئن ہو کہ یہ دیوین آئینہ بین دیر نہ کر  
ترا با التل من خوش قنادرست  
نجمہ میری آگ سے خوشی بڑی یعنی ہوئی ہے  
چو در حشمت نگر دو آب زین و دو  
جب تیری انکم میں اس دھرمین سے جاتی نہیں بھٹکتا  
بیابا بر آتش زین یکدم آبی  
آؤ میری آگ پر جہاں تھوڑا پانی دوام بہر  
تعطل کر دیووسف دیگر آغاز  
بہانہ دوسرا یوسف نے شروع کیا  
کہ بر دی از سخن وقم لغارت  
غارت کیلئے روئے باون میں میرا وقت  
کہ خواہم کشتن از دست تو خود را  
نہیں تو مار ڈالوں گی میں تیرے ہاتھ سے آپ کو  
وگرنہ بر پیش از حجر تیر  
نہیں تو کاٹ ڈالوں گی میں اسکو نیز خنجر سے  
شود خون منت حالی بگردن  
ابھی مراد تو تیری گردن پر ہو گا  
جو گل در خون کشم پیراں خویش  
مچول کی طرح خونین رنگ لائی لباس اپنا  
از حجت گفت یا بکر رہائی  
تیری چھکار دلیلون سے نجات پاؤں گی میں  
بے کشتن عثمان سوی تو تابہ  
تیرے مار ڈالنے کے لیے متوجہ ہو گا

فلاح النعم  
 منی پروان بین  
 کی باتیں دلگیر  
 و غریب نصیب  
 شمس نے ہی  
 اوصاف و برقی  
 کی باتیں  
 غفلت کی سی باغ  
 سزاوارہ آپا کی جا  
 بنی  
 یوسف علیہ السلام و خاندان  
 دشتا جود  
 مرآت  
 سوال کا کار  
 توینا کہو  
 نری دے  
 اور اللہ ہی  
 سیکان کی  
 غلج  
 ہوتی ہیں

پس از کشتن بزیر پرده چاک

بہ مرنے کے شیخ پر وہ خاک کے  
بگفت این و کشید از زیر بستر

کہا اور بستر کے تلے سے خیر کھینچا  
ولی از آتش غم پرتفت و تاب

لیکن غم کی آگ بجھ رہی ہوئی گرمی سے  
جو یوسف آن بدید از جای بروت

جب یوسف نے وہ حال دکھا جبکہ سے اٹھے  
کترین تنہی بیارام ای زلیخا

کہ اس غصہ سے صبر کر اسے زلیخا  
زمن خواہی رخ مقصود دیدن

مجھ سے منہ مقصد کا دیکھے گی  
زلیخا ماہ اوج دستانی

زلیخا دستانی کی بلندی کی متوق نے  
گمان زد شد کہ خواہد کام اوداو

گمان اسکو ہو کہ میرا مقصد ہر لائے گا  
ز دست خود روانی خیر اندخت

اپنے ہاتھ سے فوراً خیر چھینکے گا  
لب از نو شیند و ہانش پر شکر کرد

ہونٹھ اس کے پیٹے منہ سے بچے کر لیے  
پیش ناوش جازا ہدف ساخت

اپنی تہ کے تہ کے آگے جان کو نشانہ بنایا  
ولی نکشاد یوسف بر ہدف بست

لیکن نہ کھولی نشانہ پر یوسف لے چکی  
ویش منخواست در فتن بالماس

اسکا دل چاہتا تھا موتی کو چھینا الماس سے

تو پیوند و این جان ہوسناک

تجربے سے لے گی یہ جان حرص بھری  
جو بزرگ بید سبز از برق خجمر

مانند چنی بید سبز کے بجلی سے خف  
بجلق تشنه بر و آن قطره آب

پیا سی خلق نیکی وہ فطرت پانی کا پیٹنے خیر  
چو ز زمین یارہ بگرفتش بہر دست

مثیل سبزے کنگن کے کپڑی اسکی کلائی  
وزین رہ باز کش گام ای زلیخا

اور اس راہ سے قدم بھرا سے زلیخا  
ز وصل من بکام دل رسیدن

میری ملاقات سے مقصد دل کو پہنچے گی تو  
ز یوسف چون بدید آن مہربانی

یوسف سے جو وہ مہربانی دیکھی  
بوصل خوشی آرام اوداو

اپنی ملاقات سے اسکو آرام دے گا  
بقصد طرح دیگر انداخت

ملاع کے ارادے پر اور بنیاد ڈالی  
ز ساعد طوق و از ساقش کمر کرد

پہنچے سے طوق اور ہاتھ سے کمر بند اسکا بنایا  
ز شوق کو ہر شین را صدف ساخت

اس طرح موتی کے شوق میں بدن کو بھی بنایا  
پے کو ہر صدف را ہر شکست

واسطے موتی کے سبھی کی شہرہ توڑی  
وے میدشت حکم عصمتش پاس

لیکن پاک دامن اسکی کا نگاہ رکھتا تھا

اشفاق ہنگام  
خیر کے کھینچنا  
اور اس راہ سے  
قدم بھرا سے  
زلیخا  
ز وصل من بکام  
دل رسیدن  
میری ملاقات  
سے مقصد دل کو  
پہنچے گی تو  
ز یوسف چون  
بدید آن مہربانی  
یوسف سے جو وہ  
مہربانی دیکھی  
بوصل خوشی  
آرام اوداو  
اپنی ملاقات  
سے اسکو آرام  
دے گا  
بقصد طرح  
دیگر انداخت  
ملاع کے ارادے  
پر اور بنیاد  
ڈالی  
ز ساعد طوق  
و از ساقش  
کمر کرد  
پہنچے سے طوق  
اور ہاتھ سے  
کمر بند اسکا  
بنایا  
ز شوق کو ہر  
شین را صدف  
ساخت  
اس طرح موتی  
کے شوق میں  
بدن کو بھی  
بنایا  
پے کو ہر صدف  
را ہر شکست  
واسطے موتی  
کے سبھی کی  
شہرہ توڑی  
وے میدشت  
حکم عصمتش  
پاس  
لیکن پاک  
دامن اسکی  
کا نگاہ رکھتا  
تھا









بگروا و تنفید کن کرد و غنائی

حکروا کے پیشینا یعنی جاں لگا کر نام شروع کیا  
 زمانے کا روریکار اور کرو

ایک زمانہ یعنی دس برس تک اس کا یہ مین مڑ گیا  
چو آن تہ سہا ز کردار وی کنارہ

جب اس شہباز نے اس کنارہ کیا یعنی اڑ گیا  
منہم آن عنکبوت زار و ربحور

مین ابھی دہی کر دے اور لاغر کر دیں  
رکت جاغم گشتہ ہچو تارین

میری جان لی رگ ٹوٹی ہے مثل اگلے نام کے  
مست تارم از ہر کار و بار سے

تار توڑے ہوئے ہوں میں ہر ایک کا روبرو

که چند و پیر و باش را از سر و انداز

کہ پروردگار باوجود اسکے اڑنے سے باز نہ  
لعاب خود ہم سے کار او کرد

تمام العباب یعنی چالا اچھا اس کام میں صرف کیا  
نمائند **غیر تارخند پاره**

اس کے پاس سوا چند ٹوٹے تار کے کچھ نہ رہا  
قتادہ از مراد خوشی تن دور

انہی مراد سے دور پڑی ہو  
ہنگشتہ مرغ امید کی شکارش

اسید کی کوئی چیز یا اسبن شکار نمولی یعنی جیسی  
بدستہ نیست چیز نگستہ تارے

میرے ہاتھ میں سوا ایک ٹوٹے ہوئے اسکرپچ سین آئے

در یافتن عزیز پست را بیرون آن

ہانا عزیز کا یوسف علیہ السلام کو

خانہ و افشاے از خود کروں نہ نیلخا

مگر کے باسراور اپنے بھید کو زلیخا کا ظاہر کرنا

کہ چون یوسف برون آذرخانہ

کہ جب یوسف گھرے! ہنکل آ! ہنکل آ!  
گروہی از خواص خانہ نیرش

ابک گروہ نمبر کے خواصوں سے بھی اس کو ساختہ  
**فران آشفتمے حالش پرسید**

اس پریشانی میں اُسکا حال یہ ہو چکا  
تھی از تہمت افشاے آن راز

عالیٰ سمیت اس مجید سے قاہرہ سے

حسینؑ زو خامہ نقش این فسانہ

ایسا قلم نے اس داستان کا نقش مارا جی لکھا  
بروئی خلاہ پیش آمد عزت پریش

چو در حالش عزیز آشفته دید

عزیز بہتر جب بوسن کے محال میں ہر نشانی دہی  
جو ایش واد از حسن ادب باز

جواب اس کو یوسف نے عرب ادب سے دیا

زار کے مختص  
 اور لفظ اور لفظ  
 کے معنی پر پیکر  
 میں لکھائی ہوئی  
 دوسری لکھائی  
 کیونکہ میری لکھائی  
 آتی ہے "ع" پر  
 جان کی لکھائی  
 کسی کے جلسہ  
 تار کے قلمی ہو  
 معنی پر لکھائی

[illegible]







غلامان حلقہ ڈرگوش تو گشتند

غلام تجربے تابعدار ہوئے

بمال خویش و ادم اختیار

لینے مال پر بیکو اختیار نہ پا میں نے

نہ تو ستور خرد بود انیکہ کردے

نہ طریق عقل کا تھا یہ جو کچھ کیا تو نے

نمی شاید درین ویر پر آفات

نہیں لائق ہوا اس آفت بھرے تھانے میں

تو احسان دیدنی کفر آن نمودی

تو نے احسان دکھا اور ناشکر ہی کی تو نے

زکوی حق گزار دی رخت بستے

حق ادا کرنے کی راہ سے اسباب باندھ جائیں گے

چو یوسف از عزیزان باب تفید

جب یوسف نے عزیز سے بغض اور ملامت کبھی

بد و گفت ای عزیز من اور ہی حید

اس سے کہا اسے عزیز ایسی حکومت کب تک

زلیخا ہر چہ میگوید دروغ است

زلیخا جو کچھ کہتی ہے جو سچ ہے

زن از پہلوی چپ شد آفریدہ

عورت را بچن پہلو سے پیدا کی گئی

بد اندہ ہر کہ نسبت چپ رست

بانا ہے جو شخص کہ بچا ناہر باباں اور داہنا

مرآتا دیدار در دریم

جو جب سے دکھا رکھتا ہر چہ میرے خیال

کسی از پس در آید کہ یہ پیشیم

کبھی پیچھے آتی ہوا رکھی آگے میرے

صفاکیش و وفا کوش تو گشتند

صفاط بقہ اور وفا کو اپنے تبرے ہوئے

نکر دم رنجہ دل در میچکا رست

نہ آزدہ کیا میں نے تیرا دل کسی کام میں

عفاک استہ چہ بد بود انیکہ کردے

بخنے بجاوند اکبارا وہا یہ جو کچھ کیا تو نے

جز احسان اہل احسان اسکافات

سوا احسان کے احسان کرنے والے کو بدلا

بکافر نعمتے طغیان نمودے

نعمت کی ناشکر ہی ہر زیادتی کہہ سکتے تو نے

نمک خور دی نمکدان رستے

نمک کھایا تو نے اور نمکدان ٹوڑ ڈالا تو نے

چو موزا کرنے آکس یہ عجید

بال کی طرح آجس کا گوی سے بن کھایا

گناہی فی بدن خواریم پسند

کوئی گناہ میرا نہیں ہے ذات مجھ پر نہ پسند کر

دروع او چراغ بیفروغ است

محبوت اسکا ہے روشنی کا چراغ ہے

کس از چپ رستی ہرگز ندیدہ

کسی نے باجمن سے کبھی راستی نہ دیکھی

کہ از چپ رستی شکل توان ساخت

کہ او نے جو بدھا کرنا شکل ہے

کہ گرد و کام اواز من میسیر

کہ جو مقصد اسکا مجھ سے حاصل

بہر کرد و خسون خواند بخویشم

ہر کرد اور خرب سے جاتی ہوا اپنے پاس مجھ کو

حلقہ ڈرگوش تو گشتند  
غلام تجربے تابعدار ہوئے  
بمال خویش و ادم اختیار  
لینے مال پر بیکو اختیار نہ پا میں نے  
نہ تو ستور خرد بود انیکہ کردے  
نہ طریق عقل کا تھا یہ جو کچھ کیا تو نے  
نمی شاید درین ویر پر آفات  
نہیں لائق ہوا اس آفت بھرے تھانے میں  
تو احسان دیدنی کفر آن نمودی  
تو نے احسان دکھا اور ناشکر ہی کی تو نے  
زکوی حق گزار دی رخت بستے  
حق ادا کرنے کی راہ سے اسباب باندھ جائیں گے  
چو یوسف از عزیزان باب تفید  
جب یوسف نے عزیز سے بغض اور ملامت کبھی  
بد و گفت ای عزیز من اور ہی حید  
اس سے کہا اسے عزیز ایسی حکومت کب تک  
زلیخا ہر چہ میگوید دروغ است  
زلیخا جو کچھ کہتی ہے جو سچ ہے  
زن از پہلوی چپ شد آفریدہ  
عورت را بچن پہلو سے پیدا کی گئی  
بد اندہ ہر کہ نسبت چپ رست  
بانا ہے جو شخص کہ بچا ناہر باباں اور داہنا  
مرآتا دیدار در دریم  
جو جب سے دکھا رکھتا ہر چہ میرے خیال  
کسی از پس در آید کہ یہ پیشیم  
کبھی پیچھے آتی ہوا رکھی آگے میرے

رغبت علی صلی علیہ





باقبال عزیز و عز و جاهش  
 نام عزیز کے اقبال اور اس کی عزت اور مرتبے کی  
 ملی چون افتد اندر دعوی بند  
 سچ ہے جب بڑتی ہے کسی دعویٰ میں دلچسپی  
 کند سو گند بسیار آشکاره  
 کرتا ہے بہت فتنیں ظاہر  
 پس از سو گند آب دیدگان رخت  
 بعد قسموں کے پانی آنکھوں سے گرا یا  
 چراغ کذب را کافرو روشن  
 چراغ جھوٹ کا کہ اسکو روشن کرتی ہے عورت  
 از ان روغن چرخش گرفتار و  
 اس تیل سے اگر چراغ اسکو روشن ہو جاتا ہے  
 عزیزان گر یہ سو گند چون دید  
 عزیز پر مہر نے وہ رونا اور قسمیں جو دیکھیں  
 بسری نکی اشارت کردتا زود  
 ایک سیارہ سے اشارہ کیا کہ جلد  
 بزخم غم رگ جان را خراشد  
 غم کے زخم سے رگ جان کو خراش دے  
 بزدانش کند محبوبس چندان  
 فیدمانے میں اسکو فید کرے اتنے دن

کہ دولت سخت از خاصان شاهش  
 کہ دولت نے اسکو بادشاہ کے خاصوں سے بنایا  
 گواہ بی گواہان حسیت سو گند  
 گواہ بے گواہوں کی کیا ہے قسم ہے  
 دروغ اندیشی سو گند خواره  
 جھوٹ خیال کرنے والا فتنیں کھانے والا  
 کہ یوسف از سخت این فتنہ رخت  
 کہ یوسف نے پہلے سے یہ فساد اٹھا یا  
 بجز اشک دروغ نیست روغن  
 سوا جھوٹے آنسو کے اسکا تیل نہیں ہے  
 بیک ساعت جہانی را بسوزد  
 دم بھر میں ایک جہان کو جلا دیتا ہے  
 بساط راست بینی در نور دید  
 بچونا سچ دیکھنے کا بیٹ ڈالا  
 زند بر جان یوسف زخمہ چون عود  
 مارے یوسف کی جان پر ٹکرا مثل عود کے  
 ز لوش آیت رحمت تر شد  
 انجی نبی پیشانی اسکی سے نشانِ رحمت ٹاڑے  
 کہ گرد و آشکارا این سر نہان  
 کہ غلام ہو یہ پوشیدہ بھیہ

زندگان کشیدن یوسف را و گواہی دادن  
 زنجیروں میں جکڑنا یوسف علیہ السلام کو اور گواہی دینا  
 طفل شیر خوارہ بیا کی او و گنداشتن عزیزا و را  
 ایک دودھ پیتے ہوئے بچے کا انکی پاکدامنی پر اور چھوڑ دینا عزیز کا ان کو

۴۱  
 کہ یوسف نے اسکو بادشاہ کے خاصوں سے بنایا  
 گواہ بے گواہوں کی کیا ہے قسم ہے  
 جھوٹ خیال کرنے والا فتنیں کھانے والا  
 کہ یوسف نے پہلے سے یہ فساد اٹھا یا  
 سوا جھوٹے آنسو کے اسکا تیل نہیں ہے  
 دم بھر میں ایک جہان کو جلا دیتا ہے  
 بچونا سچ دیکھنے کا بیٹ ڈالا  
 مارے یوسف کی جان پر ٹکرا مثل عود کے  
 انجی نبی پیشانی اسکی سے نشانِ رحمت ٹاڑے  
 کہ غلام ہو یہ پوشیدہ بھیہ  
 نام اس ساز کا  
 کہ یوسف کو اس ساز کا  
 میں مطلب یہ کہ یوسف  
 سحر نے ایک سیارہ  
 کو اشارہ کیا کہ جلد  
 علیہ السلام کو اس  
 اور یوسف کو اس  
 یوسف کو اس  
 میں قید کر دیا  
 یہ یوسف کو اس  
 ظاہر ہو جائے



چو یوسف مرا گرفت آنمرد سرنگ  
جب یوسف کو ہار لیا اُس مرد سپاہی نے  
تہنگ آمد دل یوسف ازان درو  
تنگ ہوا دل حضرت یوسف کا اس درو نے  
کہ اسی دانلے اسرار نہانے  
کہ اسے جاننے والے بھید پوشیدہ کے  
و روع از راست پیش تست ممتاز  
جھوٹ یح سے تیرے آگے جدا ہے  
نور صدق چون داوی فروغ  
سپاہی کے نور سے جب دی تو نے روشنی جھگو  
گواہی بگذران بر دعوی من  
گواہی ادا کر دے یہ پیر دعوی پر  
زشت بہت کشور کشایش  
چنگی بہت ملک کھولنے والی او کی سے  
در ان جمع زے خویش زلیخا  
اس مجمع میں ایک عورت تھی دایر زلیخا کی  
سہ ماہہ کو کی بدوش خود داشت  
ایک تین مہینے کا بچہ اپنے کندھے پر رکھتی تھی  
چوسوسن بزبان حرفے نر اندہ  
مانند سوسن کے زبان پر کوئی بات نہ لائے ہوئے  
فغان زد کاوی غزیر تہمتہ تریات  
شور کیا لڑکے نے کہ اسے عزیز آہنگی کر  
سنراو ار عقوبت نیست یوسف  
لاق عذاب کے یوسف نہیں ہے  
عزیز از گفتن کو دک عجیب ماند  
عزیز لڑکے کے بول اٹھتے تھے تعجب میں رہا

بمخت گاہ زندان کرد اسنگ  
قدخانے کی مخت گاہ کی طرف ارادہ کیا  
نہان رو سے دعا بر آسمان کرد  
پوشیدہ منہ دعا کا مارت آسمان کے کیا  
ترا باش مسلم بر از دانی  
تج کو درست ہے بھید جاننا  
کہ داند جز تو کرون کشف این راز  
کون جانے تیرے سوا یہ بھید ظاہر کرنا  
منہ تخت بلفقار در و رسم  
مت رکھ تخت جھوٹ بات کی بھیر  
کہ بہت این صدف من پیش تو روشن  
جب کہ ہے بیچانی میری آگے تیرے روشن  
چو آمد بر ہدف تیر دعا شس  
جو آیا نشانے پر تیر دعا اسکی کا  
کہ بودی روز و شب شس زلیخا  
کہ تھی تھی دن رات آٹھ زلیخا کے  
چو جان بگرفتہ در آشوش خود داشت  
بھل جان کے اپنی گود میں بے رکھتی تھی  
زطو مار بیان حرفے نر اندہ  
بکینوب بیان سے کوئی حرف نہ کہنی بول نہ کیا  
نہ تعجیل عقوبت پر حذر با شس  
جسادی عذاب سے بر ہنر کر  
یہ لطف و مرحمت اولیت یوسف  
لاق مہربانی اور رحم بہتر کے ہے یوسف  
سخن با او بقانون ادب ماند  
بات اس سے ملتی ادب سے چلائی

مخت گاہ زندان  
قدخانے کی مخت گاہ  
نہان رو سے دعا  
پوشیدہ منہ دعا  
ترا باش مسلم  
تج کو درست ہے  
کہ داند جز تو  
کون جانے تیرے  
منہ تخت بلفقار  
مت رکھ تخت  
کہ بہت این صدف  
جب کہ ہے بیچانی  
چو آمد بر ہدف  
جو آیا نشانے  
کہ بودی روز و  
کہ تھی تھی دن  
چو جان بگرفتہ  
بھل جان کے اپنی  
زطو مار بیان  
بکینوب بیان  
نہ تعجیل عقوبت  
جسادی عذاب  
یہ لطف و مرحمت  
لاق مہربانی  
سخن با او  
بات اس سے





کہ دانستم کہ این کید از تو بودست  
 کہ بانامین نے کہ یہ مکر تجھ سے ہوا ہے  
 یہ کیدست انیکہ پیش آوردی آخر  
 کیا بڑا کر کہ ہے کہ آخر کو آگے لائے تو  
 زراہ تنگ و نام خویش گشتے  
 اپنے نام اور شرم کی راہ سے پھری تو  
 پسیدی بخود این ناپسندی  
 پسند کی تو نے یہ برائی اپنے اوپر  
 ز کید زن دل مردان دشمنست  
 عورت کے مکر سے دل مردوں کا دو ٹوٹے ہے  
 عزیزان را کند کید زنان خوار  
 عزیزوں کو عورتوں کا مکر ذلیل کر دیتا ہے  
 ز مکر زن کسے عاجز مبادا  
 عورت کے مکر سے کوئی شخص عاجز نہ ہو سکے  
 برو زین پس باستغفار نشین  
 جاہل و احمق واسطے مغفرت چاہنے کے بیچ  
 ز گریہ گرم کن ہنگامہ خویش  
 اپنے رونے کا بازار گرم کر  
 تو ای یوسف ازبان زنی کارور بند  
 تو اے یوسف زبان اس کام سے بند کر  
 بہین بس درخن چالاکي تو  
 ہی بہت ہے تیری بیان کی چالاکي  
 قدم از راہ عمار سے بدر بہ  
 قدم چنن روی کی راہ سے باہر بہتر  
 عزیز این گفت بیرون شد ز خانہ  
 عزیز نے یہ کہا اور گھر سے باہر چلا گیا

تحمل و کشت است اما پندین

برداشت ابھی ہے لیکن نہ اس قدر

چو مرد از زن بخوشی کشت بار

چو مرد عورت سے بسبب خوشی ہوئے برداشت کرتا ہے

مکن در کار زن چند آن صوری

عورت کے کام میں اس قدر صبر مت کر

نکو خوبی خوش است اما پندین

نیک عادت پہونا اچھا ہے لیکن نہ اس قدر

ز خوشی بے بد خوئے رسد کار

خوش اخلاقی سے بد خوئی پر پہونچ جائے کام

کہ افتد خست در سید عیوری

کہ خلل پڑے غیرت کی دیوار میں

زبان طعنہ کشادہ زنان مصر

زبان طعنہ کی کھولنا مہر کی عورتوں کا

بر زلیخا در بارہ عشق یوسف

زلیخا پر در بارہ عشق یوسف علیہ السلام کے

نسا زو عشق رکنج سلامت

موافق نہیں آتا ہے عشق کو کوشہ سلامتی کا

غم عشق از ملامت تازہ گردد

غم عشق کا ملامت سے تازہ ہوتا ہے

لامت شحمہ بازار عشق است

لامت عشق کے بازار کی کوتوال ہے

لامت ہائے عشق از ہر کرانہ

لامتین عشق کی ہر ایک کنارے سے

چو باشد مرکب رہرو کران خیر

جب ہووے گھوڑا راستہ چلنے والا است

زلیخا را چو شکفت این گل راز

زلیخا کے اس بھید کا پھول جو رکھل گیا

زمان مصر از ان آگاہ گشتند

مصر کی عورتیں اس سے آگاہ ہو گئیں

خوشا رسوائی کوئی ملامت

ابھی ہے پر نامی ملامت کی گلی کی

وزین غوغا بلند آوازہ گردد

اور اس پر ہے شہر بہت بلند ہوتا ہے

لامت صعیق ز گار عشق است

لامت صحت کر ہوان عشق کے مورچ کی تہ

بود کابل تسان را تازیانہ

ہوتی ہیں سست بوکون کے بے کوڑا

شود زان تازیانہ سیراوتیر

ہوتی ہے اس کوڑے سے اسی جال تیر

جہانی شد لطیفش بلبل آواز

ایک جہان اس کے لہزدینے میں بلبل بن گیا

لامت را حوالہ گاہ گشتند

لامت کرنے کی جگہ یعنی ملامت کی گھر ہوئیں

۱۰  
۱۱  
۱۲  
۱۳  
۱۴  
۱۵  
۱۶  
۱۷  
۱۸  
۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰  
۵۱  
۵۲  
۵۳  
۵۴  
۵۵  
۵۶  
۵۷  
۵۸  
۵۹  
۶۰  
۶۱  
۶۲  
۶۳  
۶۴  
۶۵  
۶۶  
۶۷  
۶۸  
۶۹  
۷۰  
۷۱  
۷۲  
۷۳  
۷۴  
۷۵  
۷۶  
۷۷  
۷۸  
۷۹  
۸۰  
۸۱  
۸۲  
۸۳  
۸۴  
۸۵  
۸۶  
۸۷  
۸۸  
۸۹  
۹۰  
۹۱  
۹۲  
۹۳  
۹۴  
۹۵  
۹۶  
۹۷  
۹۸  
۹۹  
۱۰۰





بسا زیبا رخ و سنیکو شمایل  
 بہت خوبصورت اور بیک عادت ہن  
 بسا لیلی و لہ شے شیرین کرشمہ  
 بہت لیلی کی صورت اور شیرین کرشمہ  
 زلیخا چون شنید این داستان را  
 زلیخا نے جو سنا اس داستان کو  
 روان فرمود چشمنے ساز کردند  
 فوراً فرمایا ایک جشن آراستہ کیا  
 چہ چشمنے ہر مگاہ خسروانہ  
 کیا اچھا جشن مجلس شادمانہ بکا  
 تر شہرتہائے رنگارنگ صافی  
 رنگ رنگ کے صاف شہرتوں سے  
 بلورین جہاں مہا لبریز کردہ  
 بلور کے پیارے بھر بھر کر  
 زترین خوان زینش منطرح خور  
 چہ نہر سے خوانوں سے زمین اسکی مطلع آفا بکی  
 لطمہ دہلوی خوش زبان کا وہ خوان  
 کھانے اور خوشبو اس خوان اور برتنوں سے  
 دروازہ خوردینہا ہر چہ خواہی  
 ان میں کھانے کی چیزیں ہر خواہش کے موافق  
 بے حلویش دادہ نیکوان دام  
 اس کے حلو کے لیے مشوقوں نے ہر ضعی  
 نہ تختہ تختہ حلو اہلے رنگین  
 رنگین جادون کی کشتیوں پر ن سے  
 برای فرش در محن وی فلکند  
 واسطے فرش کے اس کے محن میں ڈالین

کہ سوش طبع مرد و منیت مائل  
 کہ انکی طرف طبیعت آدمیوں کی مائل نہیں ہے  
 کہ ریزد خون و لہا چشمہ چشمہ  
 کہ گراتی ہن خون دل کے بے انتہا  
 فضیحت خواست آن نارستان را  
 بڑا کنسا شروع کیا ان جھوٹ بولنے لیون  
 زنان مصر را آواز کردند  
 مصر کی تمام عورتوں کو بلا یا  
 ہزارش ناز و نعمت و مہمانہ  
 اس کے درمیان ہزاروں ناز اور نعمت  
 چون روز از عکس ظلمتہا شگافی  
 مثل ایک عکس نور کے تاریکی کے شکاف سے  
 بگاہا الور و عطر آمیز کردہ  
 عرق گلاب سے خوشبو دار کئے ہوئے  
 ز سمین کا سہ ہا بر جے بر اختر  
 چاندی کے برتنوں سے ایک سچ سار و نو بھر موا  
 طعاش قوت عجم و قوت جانی  
 کھانا اسکا غذا جسم کی اور قوت جان کی  
 زمزمع آوردہ حاضر تا بجا ہی  
 مرغ سے مہی تک سب موجود تھیں  
 ز لب شکر ز دندان مغربادام  
 ہونٹوں سے شکر دانتوں سے مغربادام  
 بنا لے مصرش بود شیرین  
 بنیاد مصر اسکے حسن کی شیرین تھی  
 ہزاران خشت زندیا لودہ قند  
 ہزاروں سونے کی اینٹیں صاف کی مہدی قند کی

۱۲  
 و شائع ہوئی  
 موصوفہ اور شکل کے  
 میں اور اگر عجب سے  
 مضمون خود جلد اور  
 کہتے خود کہتے  
 ساز و دستہ کہتے  
 آراستہ کیا ہوتا ہے  
 مار اور زینتی عرق  
 کا کیا اور عطر آمیز  
 خوشبو دار عکس کی  
 جہاں شگافی  
 عرق گلاب سے خوشبو دار کئے ہوئے  
 ۱۳  
 ۱۴  
 ۱۵  
 ۱۶  
 ۱۷  
 ۱۸  
 ۱۹  
 ۲۰  
 ۲۱  
 ۲۲  
 ۲۳  
 ۲۴  
 ۲۵  
 ۲۶  
 ۲۷  
 ۲۸  
 ۲۹  
 ۳۰  
 ۳۱  
 ۳۲  
 ۳۳  
 ۳۴  
 ۳۵  
 ۳۶  
 ۳۷  
 ۳۸  
 ۳۹  
 ۴۰  
 ۴۱  
 ۴۲  
 ۴۳  
 ۴۴  
 ۴۵  
 ۴۶  
 ۴۷  
 ۴۸  
 ۴۹  
 ۵۰  
 ۵۱  
 ۵۲  
 ۵۳  
 ۵۴  
 ۵۵  
 ۵۶  
 ۵۷  
 ۵۸  
 ۵۹  
 ۶۰  
 ۶۱  
 ۶۲  
 ۶۳  
 ۶۴  
 ۶۵  
 ۶۶  
 ۶۷  
 ۶۸  
 ۶۹  
 ۷۰  
 ۷۱  
 ۷۲  
 ۷۳  
 ۷۴  
 ۷۵  
 ۷۶  
 ۷۷  
 ۷۸  
 ۷۹  
 ۸۰  
 ۸۱  
 ۸۲  
 ۸۳  
 ۸۴  
 ۸۵  
 ۸۶  
 ۸۷  
 ۸۸  
 ۸۹  
 ۹۰  
 ۹۱  
 ۹۲  
 ۹۳  
 ۹۴  
 ۹۵  
 ۹۶  
 ۹۷  
 ۹۸  
 ۹۹  
 ۱۰۰



وہاں تنگان بلہاے شکر خا

مشتوق شکر کمانے والے ہوں  
چو گشتہ کام جو لوزینہ زانہا

لوزینہ جب اُن سے مقصد ڈھونڈنے والا  
نہ کر وہ پیچ نہا در بین تصور

نہ خیال کیا کسی نادر دیکھنے والے نے  
ز تازہ میوہ ہائے تر نہا یاب

تازہ اور تر نہا یاب میوہوں سے  
روان ہر سو کنیران و غلامان

روانہ بہر طر لوندی اور غلام  
پر یرویان مصری حلقہ بستند

مصر کے مشرقین نے حلقہ باندھا  
زہر خوان انجہ میا لیت خوردند

ہر خوان سے جو کچھ جی چاہا کھایا  
چو خوان برداشتند از پیش آمان

جب خوان اٹھایا اُن کے آگے سے  
نہا از طبع حیل ساز پر فن

رکھ یا جلد ساز اور پر فن طبیعت سے  
سیک کف کز لکی در کار خود تیز

ایک ہاتھ میں جبری اپنے کام بنی کاٹنے میں تیز  
ترنجی رنگ او صفرا سے فاقع

ایک ترنج رنگ اسکا نہایت زرد  
بایشان گفت پس اسی نازنینان

انہوں سے کہا پس اے نازنینو  
چرا دارید ز نیشان تلخ کامم

نرا وہ درد وہاں لوزینہ اجا

نہ دے بیوے نہ بین لوزینہ کو گلہ  
بجوشش نام رفتہ بر زباناہا

بھرتی میں نام گیا ز بانوں پر  
کز آب آمد برون ز انسان سپر

کربانی سے باہر آیا اس طرح ٹوکر لایا ہوا  
سبد ہا باغبان پروردہ از آب

ٹوکرے باغبان نے پانی سے بھرے  
بخدمت ہیچو طاووسان خرامان

خدمت کے لیے نل طاووسوں کے ٹھٹھے ہوئے  
مبند ہا می زرین خوش شستند

سنہری مسندوں پر خوش خوش بیٹھے  
ز ہر کار انجہ می با لیت کردند

ہر ایک کام سے جو کچھ جی چاہا کیا  
زلیخا شکر گویان مدح خوانان

زلیخا شکر کرتی رہی اور تعریف کرتی ہوئی  
ترنج و کز لکے پر دست ہر زن

ایک ترنج اور ایک بھری ہر چورت کے ہاتھ پر  
بد گیر گفت ترنجے شادی انگیز

دوسرے ہاتھ میں ایک ترنج خوشی ٹھہا ہوا  
بے صفرائان درمان نافع

واسطے صفراء لون کے دوا نفع کرنے والی  
بیزم نیکو بے بالاشنیان

خوبصورتی کی مجلس میں بلند بیٹھے والیو  
لطعن عشق عبرائے غلامم

ننگ شکر کمانے والے ہوں  
چو گشتہ کام جو لوزینہ زانہا  
لوزینہ جب اُن سے مقصد ڈھونڈنے والا  
نہ کر وہ پیچ نہا در بین تصور  
نہ خیال کیا کسی نادر دیکھنے والے نے  
ز تازہ میوہ ہائے تر نہا یاب  
تازہ اور تر نہا یاب میوہوں سے  
روان ہر سو کنیران و غلامان  
روانہ بہر طر لوندی اور غلام  
پر یرویان مصری حلقہ بستند  
مصر کے مشرقین نے حلقہ باندھا  
زہر خوان انجہ میا لیت خوردند  
ہر خوان سے جو کچھ جی چاہا کھایا  
چو خوان برداشتند از پیش آمان  
جب خوان اٹھایا اُن کے آگے سے  
نہا از طبع حیل ساز پر فن  
رکھ یا جلد ساز اور پر فن طبیعت سے  
سیک کف کز لکی در کار خود تیز  
ایک ہاتھ میں جبری اپنے کام بنی کاٹنے میں تیز  
ترنجی رنگ او صفرا سے فاقع  
ایک ترنج رنگ اسکا نہایت زرد  
بایشان گفت پس اسی نازنینان  
انہوں سے کہا پس اے نازنینو  
چرا دارید ز نیشان تلخ کامم  
کیون رکھتی ہو اس طرح ناخوشش مجھ کو

برستی زافت آن ناپسندان  
چو تان برون کی آفت سے

ولی فارغ ز مخفتاے زندان  
لیکن بخیر تھا قید خانے کی تکلیفوں سے

آمادہ گردن زنان مصر زلیخا را بر  
مستدرک نامہ کی عورتوں کا زلیخا کو  
فرستادن یوسف بزمندان  
بجھنے پر یوسف کو قید خانے میں

چو از دستان آن بزمیہ دستان  
جب ان ہاتھ کئے پھوٹنے کے مکے سے  
دل یوسف نکشت از عصمت خویش  
دل یوسف کا نہ بھرا اپنی پارس کی سے  
ہمہ خفاش آن خورشید گشتند  
سب جگا دڑ اس آفتاب کی ہو گئیں  
زلیخا را غبار انگیز کردند  
زلیخا کے دل میں غبار پیدا کر دیا  
پد و گفتند کائے مسکین و مظلوم  
اُس سے کہا کہ اے غریب اور بیچارہ  
چو یوسف گرچہ بنود حور زادی  
تو یوسف کے چہ جب تک نہ ہو سکا کوئی نوزاد  
شدیم از بند گوی تخت شہ  
نصبت کرنے سے بہت گشتی گئی ہوئی ہم  
وے سوہان ملک و دامن او  
لیکن یہ سوہن او کے لوہے میں نہیں اترتا ہے  
چو کورہ ساز زندان را برو گرم  
قید خانے کو مثل بھٹی کے اچس گرم کر

ہمہ از خود برستی جت پرستان  
سب خود پرستی سے بت پرستی کر نیوالی  
بسی از بنیتر شد عصمت خویش  
زیادہ سے زیادہ بڑھی پارس کی اُن کی  
ز نور قرب او نو مید گشتند  
اُسکی روشنی کی نزدیکی سے ناامید ہو گئیں  
بزمندان گردن او تیر کردند  
اُسکے قید کرنے پر زلیخا کو آمادہ کیا  
بودہ حقے چو تہو محروم  
نہو انجم ایسا کوئی خدا ربے نصیب  
نیابی ہرگز از وصالش مرادی  
نہ پا دے کی تو ہرگز اُسکے وصل سے مراد  
زبان کردیم سوہان از درشتے  
زبان سختی سے سوہن بنائی ہم نے  
نباشد غیر از سختی فن او  
سختی کے سوا اس سے فن نہ چلے گا  
بود زبان کورہ گرد و آتش نرم  
خایس بھی سے لوہا اُسکا نرم ہو جائے

۹۷  
بالستان مراد  
انجین عورتوں  
سے چارے  
دستان اول کے  
میں کر اور جاریہ  
دستان ثانی کے  
میں اچھے بریہ  
دستان مراد نہیں  
مصر کی عورتوں  
سے عورتوں نے  
زلیخا کو زندان  
کی طرف لے گیا  
خفاش کے معنی بظلم  
جو آفتاب کو نہیں  
دیکھتا ہے  
نور زندانی آباد  
یوسف کی  
کوہ کوہ برف  
کلن لڑا سون  
کی ایک جگہ  
میں بھی لکھتے ہیں  
سازن کا  
۱۱۷











زنان مصر چون رویش بدیدند  
مصر کی عورتوں نے جو اُس کا منہ دیکھا  
گروہے زان زان کت بریدہ  
ایک گروہ اُن عورتوں افسوس کی ہوئی سے  
نہ تیغ عشق یوسف جان نہرند  
یوسف کے عشق کی تلوار سے جان نہ بھایے گیا  
گروہے ازخرو بیکانہ گشتند  
ایک گروہ یعنی بہت عقل سے جلالی بیوش ہو گئیں  
برہمنہ پادوسر بیرون دیدند  
کچھ پاؤں اورنگے سر باہر دوڑیں  
گروہے آمدند ازخرو بخود باز  
ایک گروہ آپ میں یعنی بیوش میں پھر آئیں  
زلیخا وارست ازجام یوسف  
زلیخا کے مانند مست پیالے یعنی شراب یوسف  
جمال یوسف آمدنی ازمنے  
جمال یوسف کا ہو گیا شراب پھری ہوئی ایک نم  
کی را بہرہ مخموری وستی  
ایک کے حصے میں مخموری اور مست ہونا  
کی را جان فشاندن برجامش  
ایک کو جان قربان کرنا اسکے جمال پر  
نیاید جز بدان بے بہرہ بخشود  
نچاہیے سو اس بد نصیب کے کسی کے بخشنا

بسا کفہا کہ از شوقش بریدند  
اُس کے شوق سے بہت ہاتھ کاٹے  
معقل و صبر و ہوش دل رسیدہ  
عقل اور صبر اور ہوش اور دل کچھ بچوئے سے  
از ان مجلس نرفتمہ جان سپردند  
اس مجلس سے نہ گئیں کہ جان سوچی معنی بہوش گئیں  
ز عشق ان پری دیوانہ گشتند  
اُس پری کے عشق سے سودا بی ہو گئیں  
وگر روئے خردمندے ندیدند  
پھر منہ عقل مند کی کانہ دیکھا  
وے باسوز و درد عشق و مساز  
اور لیکن سوز اور درد عشق سے ہم صحبت  
قتادہ مرغ دل دردم یوسف  
پر گیا مرغ دل یوسف کی محبت کے جمال میں  
نقد رخ و نصیب ہرگز ازوے  
کے اپنے حصے کے موافق ہر شخص کو حصہ اُس سے  
کی را رستن از بندار ہستی  
ایک کو چھوٹنا یعنی آزادی گسان ہستی سے  
کی را لال ماندن در خیالش  
ایک کو گوشت کا بی خاموش رہنا اسکے خیال میں  
کز ان می بہرہ اش بی ہری بود  
جس کو اُس شراب کے حصہ سے بے نصیبی تھی

معذ و رداشتن زنان مصر بعد از مشاہدہ جمال

معاف رکھنا مصر کی عورتوں کا بعد دیکھنے جمال

۱۰  
۱۱  
۱۲  
۱۳  
۱۴  
۱۵  
۱۶  
۱۷  
۱۸  
۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰  
۵۱  
۵۲  
۵۳  
۵۴  
۵۵  
۵۶  
۵۷  
۵۸  
۵۹  
۶۰  
۶۱  
۶۲  
۶۳  
۶۴  
۶۵  
۶۶  
۶۷  
۶۸  
۶۹  
۷۰  
۷۱  
۷۲  
۷۳  
۷۴  
۷۵  
۷۶  
۷۷  
۷۸  
۷۹  
۸۰  
۸۱  
۸۲  
۸۳  
۸۴  
۸۵  
۸۶  
۸۷  
۸۸  
۸۹  
۹۰  
۹۱  
۹۲  
۹۳  
۹۴  
۹۵  
۹۶  
۹۷  
۹۸  
۹۹  
۱۰۰



یوسف زلیخا را

یوسف علیہ السلام سے زینا کو

چچا کا لڑا بود جو چند بسیار

جس خیمہ کے بہت عرصہ ٹھہرا ہے ہوئے ہیں  
جو ملک عاشق شود مقتول یا ہے

بیک عاشق کسی بار کا عاشق ہوتا ہے  
زندہ سے آتش سوزاں ہر در و دل

بند ہوتی ہے جلائی والی آگ کے اس کے ن میں

جب حال ہی تک گئے معنی چپ کیے ہوئے کا

اُس سے زلیخا کے جگر میں ایک سوز پیدا ہوا

اسی طرح کہ صاحبِ پوست کو دیکھنا

اور سرسبز اور معدوم ویکم ہوتا ہے  
جو جو کے عشق میں مسدور ای ہے

چو یاران از دویاری در آیند  
خوابی و بیداری کی راه بر آید

پہر چہاں عبت ساز کروند  
پیشخت کی پشیم کو بجا نا شروند

کہ یہ یوسف خیر و اعلیٰ ہو گئے  
کہ وہ مع جان کے اقلید کا بادشاہ بنے

پدر و مادرش که آهنگت بند  
آهنگت بند که آهنگت بند

فزون گرد و بران میل خریدار

زیادہ ہوتی ہے اس پر خواہش خیر پدارون کی  
بود بر عشق عاشق را قرارے

ہوتا ہے عشق پر عاشق کو ایک قرار  
چھو بند و گھرے را و مقام

جب کسی دوسرے کو مقابلے میں دیکھتا ہے

حضرت یوسف کے جمال کے حال کا گواہ

یوسف کے اسٹیج پر جان کی ہوا بڑھتی تھی۔

اسکی محبت کی تلواریں انھیں بکارت طوائے

میرزا علی محمد علی خان

درین فارم میوه ناری کا پتلا  
اس کام میں میری مدد کر

اگر یعنی با تین برائی داشت کی شہر بخاک

اوران افندی میرزا اسحاق حکیم جباری ش

اکمذہر دل اگر خیر ملک باشد  
اکمذہر دل اگر خیر ملک باشد





بہر سچا جیت ترا اگر حاجتی ہست

مگر بیغرض ہے نہری اگر کوئی حاجت سے ہے  
مکن چون آشت حق خدمت ش

مت کرو جب حق تیری خدمت کا منگاہ رکھا  
نیاز اور نکر و زحمت بردن نامہ

آرزو اسکی دیکھ اور حد سے رنا زمت کر  
کہ چون بنو تو ترا جز مہر گشتے کار

فروشنویز دول محمد علی

حذر کن انکہ چون مضطر شو دوست

چو از لب بگذرویل خط مند  
جب بونفدے گذر جاتا، خط مند سلا

دہد ہر لحظہ تہد یدت ہرندان  
ہر ہر دم دھکی تجھ قید خانے سے

چو گور ظلم جویان تیرہ و تنگ  
مثل بلاء لہون کی قبر کے تنگ اور تاریک

در و صیق اشخس هر زنده را  
اُسمین هر ایک زنده شخص کو صیق النفس

اور وٹا ہوا وہ دست در سطح ہوا  
اس میں نہ کھلا معیار کی کار گیری کے ہاتھ سے  
دست لے لفظ نامہ

درد ازہ اسکا بند نا امید کی محفل سے  
مہو اسٹریٹ ماہی چشم ستر ہوا ہے

ہوا اسکی بوجھ دینے والی ہر ایک دبا کی

امش از حاجت حاجتوران دست

مت پہنچنے کی ضرورت والوں کی ضرورت کے ساتھ  
حقوق خدمت اور افرادِ مومن

اُس کی خدمت کے حق کی منہ پر موبہ

اس سے رو رہے ہیں بجلی اب سہولتیں فراہم  
نیا رو سہولتی چیز مانگو سے بار

اگر دوست چاہے اللہ کی پناہ لے

نخواری دوست را از سر کت دست  
خواری دوست کے سر سے کت اڑا چکے

ہندو مادہ پر پائے فرزند  
مان بچ کو باہون کے نیچے رکھ لیتی ہے

کہ بہت آرا مگاہ ناپسندان  
جو گناہگاروں کے رہنے کی جگہ ہے

کرمینڈان زندگان ترویج کتب  
زندہ اُسے کو سون بھاگے واسے

تسین ہر مہر کے لائق شخص کا

بہ راہ روشن کی سبقت  
بہ راہ روشن کی اور نہ جھروکا ہوا کا  
نہ غرق صحیح سفر

نہ دیکھی صبح کی سپیدی اسکی نے سپیدی  
خوشتر گشت زار ہر ملائے

زمین اسکی کھیت ہر ایک بلاک

گونہ داشتنی  
 بہنا خیال رکھنا  
 مطلب یہ کہ جسے تیری  
 خدمت کا حق اور کیا  
 اس کے حقوق  
 کو بوجھنا چاہیے  
 اسے نہیں کس کی  
 راجح طرف زینما  
 کہ ہے اسے  
 تیرے کے کسی دردنا

عزیز زینما رہا ہوا حال  
 معذور و ناتوان  
 و عیال نامہ  
 حقین نہیں تھی  
 دار کی ایک بیوی  
 چھ مہینے  
 بشکل نہ تھی  
 وہ  
 جب نفاذ ہوتا  
 راہ مراد ہو گا  
 منتظرانِ اہل  
 و بانہ بیچارہ

یہ سچا جنت تر اگر حاجتی ہست  
 بیغرض سے تیری اگر کوئی حاجت ہو ہے  
 مکن چون آشت حق خدمت ش  
 مت کر وجہ حق تیری خدمت کا شگاہ رکھا  
 نیاز او نکر و ز حد سب نہ ناز  
 آرزو اسکی دیکھ اور حد سے سنازمت کر  
 کہ چون بنو و تر اجز سر کشے کار  
 کہ جب نہو تیرا سوا سر کشی کے کام  
 فرو شوید ز دل جب سلت  
 نہو و دل سے محبت تیرے جمال کی  
 حذر کن انکہ چون مضطر شو دوست  
 پر ہیز کر اُس کی جو پریشان ہو ہے دوست  
 چو از لب بگذر و بیل خطر مند  
 جب ہونٹھ سے گزر جاتا ہو خطر مند سیلاب  
 و ہر ہر خطہ تہدیت ہر زندان  
 تیری ہے ہر دم دھکی تجھ کو قید خانے سے  
 چو گو ز ظلم جو بیان تیرہ و تنگ  
 مثل تالابون کی قبر کے تنگ از تار یک  
 و روضیق انفس ہر زندہ را  
 اُسمین ہر ایک زندہ شخص کو حقیق انفس  
 و رونا مشادہ دست از صنع ہتا و  
 اُسمین نہ کھلا معار کی کار بگری کے ہاتھ سے  
 و رش بستہ بقفل نامہ یک  
 دروازہ اسکا بند نا امید کی کے قفل سے  
 ہووایش مایخس ہر روباے  
 ہو اُسکی بوجی دینے والی ہر ایک وبا کی

سیاہ و تنگ چون قارورہ قیر  
کالا اور تنگ مانند شیشہ اور کلو بجی کے  
ہمہ بر سفرہ بے آب و نانی  
سب دسترخوان بے پانی اور روٹی پر  
مکمل سخت روئے چند دروی  
گنجان سخت عادت چند اس میں  
در ابر و چین لے آزار مردم  
ابروین شکن واسطے ایذا دینے لوگوں کے  
زودہ آتش بعالم خورے ایشان  
لگائی آگ جہان میں ان کی عادت نے  
کجا شاید چین محنت سرائے  
کہان لائق ہے ایسے محنت سرائے کو  
خدا را برو وجود خود بختنا سے  
خدا کے لیے اپنی ذات پر رحم کر  
قلم سان شمس بر خط تسلیم  
قلم کے مانند سر رکھ اسکے خط تسلیم پر  
و گر باشد تر از روی ملائے  
اور جو ہو شکو اس سے ایک ملائل  
چو زو این شوے و ساز ما باش  
جو اس سے بخوب ہو نا جائے تو مصیبت ہم سے ہو  
کہ ماہر یک بخوبی بے نظیریم  
کہ ہم ہر ایک خوبی میں بے مثل ہیں ہم  
چو بکشایم لہا سے شکر خا  
جو کھولیں ہم اپنے لب بھی بانیں کہنوالے  
چنین شیرین و شکر خا کہ ماییم  
ایسی شیرین اور شکر کما نیوالی ہیں ہم

متاع ساکنانش غل و زنجیر  
اسباب اُسکے رہنے والوں کا طوق اور زنجیر  
نشستہ لہاک سیر از زندگانی  
بیٹھے میان لیکن آسودہ زندگی سے  
مجاور رخ گوئے چند دروی  
نیکہ دار کردی بائیں کہنوالے گئی ایسین  
زہر چین صد گرہ در کار مردم  
ہر شکن سے تنو گر ہیں آدمیوں کے کام میں  
سیاہ از دود آتش وی ایشان  
آگ کے دھوئیں سے سیلا بارہ شہر اُنکا  
کہ باشد جای چونتو دلربا کے  
کہ ہو جگہ نچھ ایسے دلربا کی  
بروی او در مقصود بکشاے  
اُسکے منہ پر دروازہ مقصد کا کھول  
بشوے از لوح خاطر نقطہ بیم  
دھول کے تختے سے نقطہ خوف کا  
کہ چندانش نے ملنی جمائے  
کہ اسقدر اسکی خوبصورتی نہیں دیکھتا ہو تو  
نہانی محرم و ہمارا ما باس  
پوشیدہ و انتکار اور ہمارا ہمارا ہو  
سپہر حسن را ما نہ مترجم  
حسن کے آسمان کی روشن چاند ہیں ہم  
ز خجالت لب فرو بند و زلیخا  
شہر زندگی سے لب بند کرے زلیخا  
زلیخا را چہ قدر انجا کہ ماییم  
زلیخا کا مرتبہ کیا افس جگہ کہ نہیں ہم

۱۰  
۱۱  
۱۲  
۱۳  
۱۴  
۱۵  
۱۶  
۱۷  
۱۸  
۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰  
۵۱  
۵۲  
۵۳  
۵۴  
۵۵  
۵۶  
۵۷  
۵۸  
۵۹  
۶۰  
۶۱  
۶۲  
۶۳  
۶۴  
۶۵  
۶۶  
۶۷  
۶۸  
۶۹  
۷۰  
۷۱  
۷۲  
۷۳  
۷۴  
۷۵  
۷۶  
۷۷  
۷۸  
۷۹  
۸۰  
۸۱  
۸۲  
۸۳  
۸۴  
۸۵  
۸۶  
۸۷  
۸۸  
۸۹  
۹۰  
۹۱  
۹۲  
۹۳  
۹۴  
۹۵  
۹۶  
۹۷  
۹۸  
۹۹  
۱۰۰



[illegible]

چو یوسف گوش کرد آفسونگری شان  
چو یوسف نے سنی جادوگری اُن کی  
گذشتن از روی دین و خرد نیز  
گذرنا راہ دین اور عقل سے بھی  
پریشان شد ز گفت گوی ایشان  
پریشان ہوا انکی گفتگو سے  
بحق برداشت کف بہر مناجات  
خدا کی طرف واسطے مناجات کے ہاتھ اٹھایا  
سناہ پردہ عصمت نشینان  
سناہ عصمت کے پردے میں بیٹھنے والوں کے  
چراغ خلوت ہر بے گزندے  
چراغ تنہائی ہر بے ایذا بنی اطمینان سے بچنے والوں کے  
عجب در ماندہ ام در کارانیان  
عجب عاجز ہو گیا ہوں میں ان کے کام میں  
بہ از صد سال دوزندان نشینم  
سو برس اگر قید خانے میں بیٹھوں میں بہتر ہے  
بنا محرم نظر دل را کند کور  
نامحرم کی نظر دل کو آئندہ جا کر دیتی ہے  
اگر تو مکر این مکارگان را  
اگر تو مکر ان مکاروں کے مکر کو  
کہ تنگ مد از ایشان جاے برین  
جن سے یہ جگہ مجھ تنگ آگئی  
چو زندان خواست یوسف از خداوند  
چو قید خانہ مانگا یوسف نے خدا سے  
اگر بودی از فضلش عافیت خواہ  
اگر اس کے فضل سے آرام چاہتا

بے کام زلیخا یاوری شان  
 زلیخا کے مطلب کے لیے مدد ان کی  
 نہ تنہا بہراواز بہر خود مشیر  
 نہیں صرف اُسکے لیے اپنے واسطے بھی  
 بلکہ دایندرواندر وے ایشان  
 مٹھ پھیرا اُمکی طرف سے  
 کہ اسی حاجت وای اہل حاجات  
 کہ اسے مابجند وکی حاجت بر لانے والے  
 انیس خلوت غزلت گزنیان  
 غنوار تنہائی کے گوشہ بیچھے والوں کے  
 حصار آفت ہر ناپسند سے  
 قلعہ ہر آفت نہ پسند کیے ڈالے کے  
 مرانندان بہ ازدیدارانیاں  
 قید ہر ہے مجاہد ان کے دیدار سے  
 کہ یکدم طلعت انیاں بہ بنیم  
 مگر صورت انکی دم بھرنے پر دیکھوین  
 نزد خانہ قرب افکار دور  
 مگر کی کے دو خانے بنی تیری بارگاہ دور و اتی ہے  
 زکوی عقل و دین آواز گانرا  
 عقل اور دین کے کوپے سے آواروں کو  
 نگر دانی زمین اسی وای برسن  
 تجھ سے نہ پھر دیکھتا ہے خدا مجھ پر انیس ہے  
 دعاے اوبزندان ساختن بند  
 اُسکی دعاے اُسکو قید خانے ہن قید کیا  
 سوزندان قضا نمودیش راہ  
 قید خانے کی طرف قضا اُسکو نہ دکھلاتی راہ

عہدہ عاجز کے خیال میں انہو نگہ گری علیحدہ ہ کر اور شاہن علیحدہ ہ کر یعنی ہا کھنڈت میں خاں شہید ہلا غلط ہو د اور علم ہر جمعہ علی گندہ

اگر دیدہ زوے پر نور دارید  
اگر آنکھیں اُس سے روشن رہتی ہو تم  
اجازت کرو دو آرم بروش  
اگر اجازت ہو میں اسکو باہر بلواؤں  
ہم گفتگو نہ کر گفتگوئی  
میں نے کہا کہ ہر ایک گفتگو سے  
بفرماتا ہوں آید خرامان  
فرماؤ تو باہر ٹھٹھا چلا آوے  
کہ ما از غمان دل مشتاق اویم  
کہ ہم دل و جان سے اُسکی مشتاق ہیں  
ترنجی کز تو اکنون بر کف دست  
جو ترنج کہ تجھ سے ہاں ہوا نہ رہے  
بر میدان نے خوش نیکیاں  
ترا شاہے نیچو اُسکے چہا نہیں معلوم ہوتا ہر  
زلیخا دایہ را سولش فرستاد  
زلیخانے دایہ کو طرف اُسکی یعنی یوسف کے بھیجا  
برون نہ ما کہ دریا سے تو اقم  
باہر یہ کہ قدم کترے تباؤں پڑوں میں  
بود بخانہ دل تکیہ کا ہمت  
ہو بخانہ دل کا تیری تکیہ کا  
بقول دایہ یوسف بر نیامد  
یوسف دایہ کے کہنے سے باہر نہ آیا  
بہا سے خود زلیخا سوی او شد  
اپنے پاؤں میں آپ زلیخا طرف اُسکے گئی  
بہر ازی گفت کای نور و دیدہ  
دور دور کہا کہ اے دو زبان اکھون کے نور

بدیدارش مرا معذور دارید  
اُسکے دیکھنے سے مجھکو معاف رہو کہ تم  
بدین اندیشہ گردم ہمنوش  
میری اُس فکر کی رہنا رہو اُسکی  
بجز اونیت مارا ارزوئی  
اُسکے سوا ہماری کوئی آرزو نہیں ہے  
کشد برفرق ما از ناز و امان  
کھینچے ہمارے سر پر ناز سے دامن  
رخش نا دیدہ از عشاق اویم  
اُسکا نہ بے دیکھے اُسکے عاشقوں سے ہیں ہم  
نی صفرا بیان داروی صفت  
خفقار ادا لون کھیلے صفر اکی دوا ہے  
نئے پردے کے تا اونیاں  
نہ کھائے گا کوئی جب وہ نہ آوے گا  
اکہ بگذر سوی مای سرو آزاد  
کہ گذر کر ہماری طرف اسے سرو آزاد  
پیش قدر عنائے تو اقم  
اُسکے تیرے قدر عنائے کہ پڑوں میں  
بیاتادیدہ گرد و فرش اہمت  
آؤ کہ دیدہ تیرا ہواہ کا فرش بنے  
چو گل زافسون او خوش بر نیامد  
پھول کی طرح جادو اُسکے سے خوشی دینے نکلا  
دران کا شانہ ہمز الوی او شد  
اُس مکان میں اُسکے بلبر جا کر بیٹھی  
تمنا سے دل محنت رسیدہ  
اُسے میرے غم رسیدہ دل کی آرزو

اگر کوئی تو نہیں اسکو  
جو کوئی اسکو  
اس مقدس  
یوسف زلیخا  
اوقات شکر  
کیا کہ اسکو بلان  
ہر گز دل جان  
سے ہر گز  
اور نہ ہمت  
یوسف زلیخا  
دایہ کو یوسف  
کے کھانے کا  
جب بھیجا  
کے کھانے کا  
اُسکے دوست  
کی زلیخا خود  
کی "جسٹ" اور  
کی دوست  
کی زلیخا  
کی





دوران فکر کہ دفع این گمان را  
 اس فکر میں ہوں کہ اس شک کو دور کر نیو  
 بہر کو پیش ہجر و نامرادے  
 ہر گلی میں اسکو عاجزی اور نامردی کا ساغ  
 کہ این باشد سناری آن بماندیش  
 کہ یہ ہو سزاؤں بد خواہ کی  
 نیند لشد ز قہر جان خراشش  
 نہیں اندیشہ کرتا ہے اسکے جان خراش غصے سے  
 چو مردم قہر من با او بے بینند  
 جب لوگ غصہ میرا اسکے ساتھ دیکھیں گے  
 عزیز اندیشہ اور الیندید  
 عزیز مرنے اسکے خیال کو پسند کیا  
 بگفتا من تفکر پیشہ کردم  
 کہا میں نے بہت فکرین کیں  
 چچیم کو ہری بہ زانکہ سفتے  
 نہ چاہیں گے کوئی موتی جیسا کہ تو نے پرو یا  
 بدست است التون اختیارش  
 تیرے ہاتھ میں اب ہے اختیار اسکا  
 زلیخا از وی این خست چو شنید  
 زلیخا نے اس سے جو یہ اجیت بخشی  
 کہ لے کام دل و مقصود جا تم  
 کہ اے میرے دل اور جان کے مقصد  
 عزیزم بر تو بالادست کردست  
 عزیز نے مجھ کو تجھ صاحب اختیار کیا ہے  
 اگر خواہم نبردان ساز مت جاے  
 اگر میں چاہوں ان فید خانے میں تیری جگہ بناؤں

سو زندان فرستم این جوان را  
 طرف قید خانے کے بھیجتی ہوں میں اس جوان کو  
 بگردانم منادی درمناوے  
 مجراؤں میں اسکو دھڑکھڑکے ساتھ تھپہ کر دوں  
 کہ آنباری کند با خواجہ خویش  
 کہ ہسری کرے اپنے مالک کے ساتھ  
 نند پایے تنابر فراشش  
 رکھتا ہے پاؤں آبر مرد اس کے فرش پر  
 ازان ناخوش گمان یکسو شنید  
 اس برے گمان سے گناہے بھیجیں گے  
 ز شصوب آن طعش بخندید  
 اسکے شورہ رنے سے طبیعت اسکی خوش ہوئی  
 درین معنی بسے اندیشہ کردم  
 اس بات میں بہت غور کیا میں نے  
 نیا مد و ردلم بہ زانکہ گفتم  
 نہ آیا میرے دل میں اب تیرا اس سے کہ تو نے کیا  
 زراہ خویش نشان عبارش  
 اپنی راہ سے بھلا دے غبار اس کا  
 سو یوسف غمان کید حید  
 باگ مگر کی طرح یوسف کے پھیری  
 بعالم خبر تو مقصودے ندا تم  
 جہان میں اسو تیرے کوئی مقصد نہیں جانتی ہوں میں  
 سرت رازیر حکم پست کردست  
 خیر اس میرے حکم کے آچے جکا دیا ہے  
 وگر خواہم بگردون سائیت پے  
 اور اگر میں چاہوں ان آسمان پر تیرا پاؤں رکھ دوں

اس شخص  
 کی راج و فرشت  
 علیہ السلام  
 سنا دی انصاف  
 وال کے کسی آواز  
 دینے والا یعنی  
 دھڑکھڑکے  
 سے آنباری  
 یعنی شکر گری  
 جباری اس  
 خوش کرنے  
 سے سنی سونے  
 سے نیا نیا  
 اور اس کی  
 ناخوش گمان  
 سے غبار  
 کا جو یوسف  
 علیہ السلام  
 سے تمام  
 عزیز نے  
 کہا کہ جو یوسف  
 یہ اعتقاد ہے  
 جو چاہے















چہ آسائش دران گلزار ماند  
 کیا آرام پس باغ میں باقی رہے  
 سنان خار در گلزار بے گل  
 بھلے گئے کے باغ میں بغیر بھول کے  
 چو خالی دید زان گل کش خوش  
 جب اس بھول سے خالی دیکھا باغ اپنا  
 زغم چون بر لب مد جان غمناک  
 غم سے جوب پر غمگین جان آگئی  
 در سبب بر سینه خود می کشاید  
 ایک دروازہ اپنے سینے پر کھول رہے  
 بناخن ہچو گل رخسارے کند  
 ناخن سے غل بھول کے منہ جوتی تھی  
 چو بوش وی و موز جان شانی  
 جب اس کے منہ اور بال جان سے اس کا نشان تھے  
 ز دست دل بسینہ سنگ می کوفت  
 دل کے ہاتھ سے سینے پر پتھر کو تھی تھی  
 اگرچہ بوش و حمل خوبے  
 اگرچہ بادشاہ گردہ خوبی یعنی خوبصورتوں کی  
 بفرق سر ز نیچہ خاک میر نخت  
 سر پر پتھر سے خاک آڑا تھی تھی  
 ز آب خاک میکرو آنچنان گل  
 پانی اور مٹی سے اس طرح گھرا رہا تھی یعنی لپٹی ہوئی تھی  
 دے رختہ کہ ہجران در دل آفکند  
 لیکن جو سوخا کہ جدائی نے دل میں کر دیا  
 بدندان لعل چون عناب میست  
 دانتوں سے لال شراب رنگ کو کاٹتی تھی

کز و گل رخت بند و خار ماند  
 جس سے کہ بھول بکھلے کاٹے ہو جائیں  
 بو و خاصہ پے آزار میل  
 خاصہ بھل کے انداز سے کوہوتے ہیں  
 چو نیچہ چاک زو پیراں خوش  
 گل کی طرح بھار ڈالا کرتے ہیں اسنا  
 چہ باک از جیب خود عاشق اند چاک  
 کیا ڈر ہے عاشق اپنا گریبان بھار ڈالے  
 کہ غم بیرون رود شادی و راید  
 کہ غم باہر جاتا ہے خوشی اندر آتی ہے  
 جو سنبل موے اعتبار مے کند  
 مثل سنبل کے زلف خوشبو، از نو جوتی تھی  
 ز ہجر یار خود مے کند جانے  
 اپنے یار کی جدائی سے ایک کھورتی یعنی نکالتی تھی  
 بقصد ہر طبل جنگ می کوفت  
 جدائی کے ارادے سے نقارہ بٹائی کا کوئی تھی  
 شکست مدبروزان طبل کو بے  
 شکست آئی اس پر اس نقارہ بجانے سے  
 سر شک از دیدہ نمناک میر نخت  
 آنسو آنسو بھری ہوئی آنکھ سے گرا تھی تھی  
 کہ بند در خناس ہجر بر دل  
 کہ بند کرے دل پر دروازہ جدائی کا  
 برین کمشت گل مشکل شود بند  
 اس مٹی بھر مٹی سے مشکل ہے بند ہوتا  
 بعقد و عقیق ناب می بست  
 موتیوں کی لڑائی میں خالص عقیق پروتی تھی

جیسا کہ پہلے  
 گریبان کی بھاری  
 کرنا ہے اپنے  
 میں ایک شگاف  
 کہ اس کے اندر  
 اس راہ سے باہر  
 نکل جائے اور خوشی  
 دل میں آجائے  
 عقیق یعنی گریبان  
 شکر خانی کا بادشاہ  
 جیسا کہ پہلے  
 اور جو اس پر  
 غالب آجائے  
 سے اس راہ  
 پہنچے یعنی زینیا  
 اپنے سینے پہنچوں  
 کو دانتوں سے  
 کاٹتی تھی عقدہ  
 ز دانت سے  
 اور عقیق ناب  
 از زینیا سے  
 جو موتیوں سے











پیامِ قصر نے شدیداً سبان وار  
کوٹھے کے اوپر تلے پر جاتی تھی مثل چکدار کے  
طلب از لکھنؤ تبرنگ می کرد  
رسی زلف سیاہ رنگ ہے باقی تھی  
خلاصی از جفا سے و میرجست  
غلمی زمانے کو ظلم سے ڈھونڈتی تھی  
زہر چیزی کہ لم یا بیش منجوست  
جس چیز سے کہ کم یا زیادہ خواہش کرتی تھی  
ہمی بوسیدہ ایہ دست و پایش  
چستی تھی دایہ ہاتھ اور پانوں اُس کے  
کہ از جہانمان مرتب باد و کامت  
کہ مشرق سے آراستہ ہو مقصد تیرا  
رہایت آنچنان باد از جدائی  
زمانی ایسی جگہ جدائی سے ہو جو  
زمانی باخود این بنجودی چند  
مردم بہر کو ہوش میں آئے غم و کسرت  
ول مار از غم خون میسکنے تو  
میرادل غم سے خون کر رہی ہے تو  
زمن بشنو کہ ہستم پیر این کار  
نہ سے سن کہ میں ہوں دانکار اس کام کی  
زنی صبری قتادی درت تارے  
جے صبری ہے پائی تو بیکار ہی میں  
چو گیر و صبر سخت و زیدین  
جب چلنے لگتی ہے آنکھ سچی غم کی  
برآں باشد کہ درو این کشتی پائی  
ہتر ہو کہ دامن میں یا نون سینے تو

صبر سے مایہ فیروز سے آمد  
 صبر پر یونہی فخر نہی کی آیا  
 صبر سے مایہ امیدت آرد  
 صبر سے مایہ امید کا برلا دے  
 یہ صبر اندر صدف باران شود دور  
 صبر سے سبھی مین میخ سوتی ہو جاتا ہے  
 یہ صبر از دانہ آید خوشتر ہر دن  
 صبر سے دانہ بارلی سے باہر آتا ہے  
 یہ صبر اندر رحم یک قطرہ آب  
 صبر سے ایک قطرہ پانی کا بیٹ مین  
 زلیخا بادل جو جان رسیدہ  
 زلیخا بادل اور جان سے جدا کی ہوئی یعنی بیزار کو  
 گریبان را در یدہ تائبہ دامن  
 گریبان کہ در دامن تک چاک کر کے  
 ولی صبر کیہ گیر دعا نقش پیش  
 لیکن وہ صبر کو عا شریقی اسکو اختیار کر کے  
 چو گرد و ناصح از گفتار خاموش  
 جب نصیحت کرنے والا باتنے سے چپ ہو جاتا ہے

قوسے تر پایہ بہر وزے آمد  
 زبر دست مرتبہ بہتری کا آیا  
 صبر سے دولت جاویدت آرد  
 صبر دولت ہمیشہ کی جگو دے گا  
 یہ صبر از لعل و گوہر کان شود دور  
 صبر سے لعل اور موتی کان مین پیدا ہوتے ہیں  
 ز خوشتر لبر و ان را تو شہ بیرون  
 بالی سے ساز فون کے لیے تو شہ باہر لاتا ہے  
 شود نہ ماہ را ماہ جہا تاب  
 ہوتا ہے تو مین مین چاند جہان روشن کرینا  
 شد از گفتار دایہ آرمیدہ  
 دایہ کی باتن سے سردار آرمیدہ  
 کشید از صبر کوشہ پایہ دامن  
 کھینچا صبر کی کوشش کرنے سے باون سرد مین  
 بہ قول ناصحان مصلحت کش  
 بقول نیک نصیحت کرینا ہے لوگوں کے  
 کند آن حرف را عاشق فراموش  
 کہتا ہے اس کی باتون کو عاشق فراموش

# بی طاقت شدن زلیخا و رفاقت یوسف و

مکذور ہو جانا زلیخا کا یوسف علیہ السلام کی جدائی مین اور  
 در شب ہمراہ دایہ خود پرندان رشتن  
 رات کو دایہ کے ساتھ آپ قید خانے مین جانا

چو در زندان مغرب یوسف مہر  
 جب کچھ کے قید خانے مین یوسف آفتاب نے  
 نہان کرد از زلیخاے فلک چہر  
 پوشیدہ کیا رات سے اپنا چہرہ

میں نے یہ شعر  
 صبر سے مایہ امیدت آرد  
 صبر سے مایہ امید کا برلا دے  
 یہ صبر اندر صدف باران شود دور  
 صبر سے سبھی مین میخ سوتی ہو جاتا ہے  
 یہ صبر از دانہ آید خوشتر ہر دن  
 صبر سے دانہ بارلی سے باہر آتا ہے  
 یہ صبر اندر رحم یک قطرہ آب  
 صبر سے ایک قطرہ پانی کا بیٹ مین  
 زلیخا بادل جو جان رسیدہ  
 زلیخا بادل اور جان سے جدا کی ہوئی یعنی بیزار کو  
 گریبان را در یدہ تائبہ دامن  
 گریبان کہ در دامن تک چاک کر کے  
 ولی صبر کیہ گیر دعا نقش پیش  
 لیکن وہ صبر کو عا شریقی اسکو اختیار کر کے  
 چو گرد و ناصح از گفتار خاموش  
 جب نصیحت کرنے والا باتنے سے چپ ہو جاتا ہے  
 قوسے تر پایہ بہر وزے آمد  
 زبر دست مرتبہ بہتری کا آیا  
 صبر سے دولت جاویدت آرد  
 صبر دولت ہمیشہ کی جگو دے گا  
 یہ صبر از لعل و گوہر کان شود دور  
 صبر سے لعل اور موتی کان مین پیدا ہوتے ہیں  
 ز خوشتر لبر و ان را تو شہ بیرون  
 بالی سے ساز فون کے لیے تو شہ باہر لاتا ہے  
 شود نہ ماہ را ماہ جہا تاب  
 ہوتا ہے تو مین مین چاند جہان روشن کرینا  
 شد از گفتار دایہ آرمیدہ  
 دایہ کی باتن سے سردار آرمیدہ  
 کشید از صبر کوشہ پایہ دامن  
 کھینچا صبر کی کوشش کرنے سے باون سرد مین  
 بہ قول ناصحان مصلحت کش  
 بقول نیک نصیحت کرینا ہے لوگوں کے  
 کند آن حرف را عاشق فراموش  
 کہتا ہے اس کی باتون کو عاشق فراموش  
 بی طاقت شدن زلیخا و رفاقت یوسف و  
 مکذور ہو جانا زلیخا کا یوسف علیہ السلام کی جدائی مین اور  
 در شب ہمراہ دایہ خود پرندان رشتن  
 رات کو دایہ کے ساتھ آپ قید خانے مین جانا  
 چو در زندان مغرب یوسف مہر  
 جب کچھ کے قید خانے مین یوسف آفتاب نے  
 نہان کرد از زلیخاے فلک چہر  
 پوشیدہ کیا رات سے اپنا چہرہ



زلیخا سے فلک را چہ شد گم  
 کیسان کی زلیخا کو چہ ہو گیا  
 شفق را شد ز اشک و جگر خون  
 شفق کا کلیجہ اُسکے آنسو سے غم ہو گیا  
 زلیخا را غم یوسف چنان کرد  
 زلیخا کو یوسف کے غم نے ایسا کیا  
 بہ گریہ نالہ جانسوز برداشت  
 رونے میں فریاد جان بے مانیوالی اٹھائی  
 چو رواند رشب اردو ریز عاشق  
 جب نغمہ رات میں لاتا ہو دن عاشق کا  
 ز جہراں تیرہ باشد روزگارش  
 جہاں ہی ہے سیاہ ہوتا ہے راز اُسکا  
 ز غم روزش بود و در سیاہ ہے  
 غم ہے اُسکے دن کا ہوتا ہو نغمہ سیاہی میں  
 شب آستین بود آن دم کہ آید  
 رات حالہ ہوتی ہے اسوقت کہ آتی ہے  
 چو آرزو از مشیت بہ پیرون  
 جب لاتی ہے بچہ پیٹ سے با تیر  
 از آن مادر کہ فرخوردار باشد  
 اُس ماں سے کون بر خور دار ہو د  
 زلیخا را چو از بے مبری خویش  
 زلیخا کو جو اپنی بے مبری سے  
 ز دلبر دور و از دلدار محو  
 مستوق سے دور اور عشق سے محو  
 چو بنو در وی جانان پر تو اکلن  
 جو بنو در وی جانان پر تو اکلن  
 جو نغمہ عشق کا روشنی ڈالنے والا ہو د

ز مہر یوسف آمد اشک اجم  
 یوسف کی محبت سے نکلا آنسو سارے کا  
 وزان شد و امن گردون جگر کون  
 اہم میں ہوئے آسان لکھنے کیلئے یعنی سرخ  
 کہ از اشک شفق کون خونشان کرد  
 کہ آنسو سرخ رنگ سے خون رو نیوالا کیا  
 ہاں آہ و فغان روز برداشت  
 وہی نالہ اور آہ دن کا شروع کیا  
 بہ شب گرد و فر و تر سوز عاشق  
 رات کو زیادہ بڑھتا ہے سوز عاشق کا  
 فزاید تیر گے شہابی تارش  
 بڑھتی ہے تار کی اندھیری رات اُسکی کی  
 شیش گرد و سیاہ ہے بر سیاہ ہے  
 رات اُسکی نہایت ہی سیاہ ہو جاتی ہو  
 براے عاشقان اندوہ زاید  
 عاشقوں کے واسطے رنج پیدا کرتی ہے  
 بجائے شیر از دلہا ملد خون  
 بجائے دودھ کے دلہے سے خون نکلتا ہے  
 کز نیسان بچہ اس خوگوار باشد  
 جس کا بچہ اس طرح کا ہو خوگوار ہو د  
 بدین خوگوار کی آمد ہی پیش  
 ایسے خوگوار سے ایک رات آئے آئی  
 شیش لی ماہ ماند و خانہ بی نور  
 رات کی اُسکی اندھیری رہی اور گھر اپنے میرا  
 اصد سل نہ گرد و خانہ روشن  
 گھر روشنوں سے بھی اجیلا نہ ہو د

یوسف کی محبت سے نکلا آنسو سارے کا  
 اور یوسف کی محبت سے نکلا آنسو سارے کا  
 شفق کا کلیجہ اُسکے آنسو سے غم ہو گیا  
 زلیخا کو یوسف کے غم نے ایسا کیا  
 رونے میں فریاد جان بے مانیوالی اٹھائی  
 جب نغمہ رات میں لاتا ہو دن عاشق کا  
 جہاں ہی ہے سیاہ ہوتا ہے راز اُسکا  
 غم ہے اُسکے دن کا ہوتا ہو نغمہ سیاہی میں  
 رات حالہ ہوتی ہے اسوقت کہ آتی ہے  
 جب لاتی ہے بچہ پیٹ سے با تیر  
 اُس ماں سے کون بر خور دار ہو د  
 زلیخا کو جو اپنی بے مبری سے  
 مستوق سے دور اور عشق سے محو  
 جو بنو در وی جانان پر تو اکلن  
 جو نغمہ عشق کا روشنی ڈالنے والا ہو د





نہان در گوشہ زندان نشینم  
 چہیکر قید خانے کے کسی نہیں بیٹھوں میں  
 جو زندان ہے انسان کا خدایت  
 جو قید خانہ ایسے معزوق کی جگہ ہے  
 دل ہر عاشق از لیسان کشاید  
 ہر عاشق کا دل باغ سے شگفتہ ہوتا ہے  
 روان شدہ مجھو سر و ناز و ایہ  
 چلی نسل سدا و تہاد کے پردہ پر  
 ان چون رسید آن ماہ شکر و  
 قید خانے میں جو پوچھا جو چاند رات کا پھر خواہی زینما  
 اشارت کرد تا بکشا و رہ را  
 اشارہ کیا یعنی کہا جب کھول دیا دروازہ  
 پیش بر سر تجارہ از دور  
 دیکھا اٹھکھٹکے پر بیٹھے ہوئے دور سے  
 کسی چون شمع برپا ایستادہ  
 شمع نسل شمع کے کھڑے ہو کر  
 گئے خم کردہ قامت چون مہ نو  
 گئے خم کج کر مثل دو جئے چاند کے  
 گئے سر بر زمین از عذر تقصیر  
 بھی زمین پر سر مانی تقصیر سے  
 گئے شرح تو اضع و فکندہ  
 کبھی بنیاد عاجزی کی ٹال کر  
 زور و زبان نزدیک نشست  
 آپ سے دور اور اس سے نزدیک بیٹھی  
 ز جان زاری و از دل نال می کرد  
 ان سے آہ اور دل سے فریاد کرتی تھی

مہر زندانے خود را بہ بنیم  
 اپنے قید خانے والے چاند کو دیکھوں میں  
 نہ زندان بلکہ حرم نو بہار لیست  
 قید خانہ نہیں ہے بلکہ ایک تازہ بہار جو  
 مرا این عجب در زندان کشاید  
 میری یہ کئی قید خانے میں کھلتی ہے  
 قمان خیزان بد نبالش جو سایہ  
 حرکتی پڑتی آگے پیچھے مانند سایہ کے  
 نہانی میر زندان را طلب کرد  
 چھا کر قید خانے کے داروغہ کو بلایا  
 نمود از دور آن تابندہ مہ را  
 دکھلایا دور سے اس روشن چاند کو  
 چو خورشید درخشان غرق در نور  
 مانند آفتاب روشن کے نور میں ڈوبا ہوا  
 ز رخ زندانیاں را نور دادہ  
 زندیوں کو اپنے چہرے سے نور دیتے ہیں  
 فکندہ بر لبساط از چہرہ پر تو  
 جانا ہمارے عکس چہرے کا ڈال کر  
 چو شاخ تازہ گل از باد تقصیر  
 مثل بھول کی نئی شاخ کے رات کی ہوا سے  
 نشستہ چون بفتہ سر فکندہ  
 بیٹھ کر مثل بفتہ کے سر جھکا کر  
 ولے در گوشہ تاریک نشست  
 لیکن ایک تاریک گوشے میں بیٹھی  
 ز نرگش یا ستمین را لالہ می کرد  
 آنکھوں سے چھیلی کو لالہ بناتی تھی

مترجم  
 زینما سے اور  
 زندان میں  
 قید خانہ  
 دل ہر عاشق  
 ہر عاشق کا  
 روان شدہ  
 چلی نسل  
 ان چون  
 قید خانے میں  
 اشارت کرد  
 اشارہ کیا  
 پیش بر سر  
 دیکھا اٹھکھٹکے  
 کسی چون  
 شمع برپا  
 شمع نسل  
 گئے خم کردہ  
 گئے خم کج  
 گئے سر بر زمین  
 بھی زمین پر  
 گئے شرح تو  
 کبھی بنیاد  
 زور و زبان  
 آپ سے دور  
 ز جان زاری  
 ان سے آہ

یہ لولو لعل لب سہای خراشید  
 سوتی یعنی دانتوں سے ہونٹوں کو چباتی تھی  
 بچشم خوفشان و زاشک گلگون  
 خون کبریا بنوالی آنکھ اور سرخ سونہ سے  
 کہ امی چشم و چراغ ناز نینان  
 کہ امی چشم و چراغ ناز نینان کے  
 بجایم آلتی افروخت عشقت  
 سیری جان میں تیری محبت نے ایک لگ لگادی  
 نر زو بر آتشم وصل تو آئے  
 میری آگ بر تیرے میل نے دھاپائی نہ ڈالا  
 بہ تیغ ظلم کردی سسینہ ام چاک  
 ظلم کی تلوار سے میرا سینہ چاک کر دیا تو نے  
 نزاری رحم بر مظلومے من  
 سیری بیمارگی پر ذرا بھی رحم نہیں کرتا ہے تو  
 ز تو ہر لحظہ ام از تو غے ز آؤ  
 تجھے ہر دم سیرہ لیر ایک بیاعظم پیدا ہوا  
 و کر میزاد مادر کاشش دایہ  
 ادا کر پیدا کیا کسان نے کاشش دایہ ہی  
 ز شیر ناب کم مسدا و بہرم  
 درد و غالمس کے کم دیتی جھکو قصبہ یعنی کم پانی  
 ز لیخا خود بدنیان و درمن بود  
 ز لیخا خود بخود یہ باتیں کر رہی تھی  
 سر موے بان حاضر نے شد  
 بال برابر یعنی مطلق اضطراب متوجہ نہ ہوتا تھا  
 چو شب بگذشت بخون صبح خیران  
 جب ات گز گئی ما خد صبح جا گئے والوں کے

زنجیل تر رطب را مے خراشید  
 درخت سے تازہ جھوارے کو کھیلاتی تھی  
 ہمید ادا از درون این ازیرون  
 دل کا یہ مجید ظاہر کر سکتی تھی  
 مراد و خاطر اندوہ کینان  
 غلغلیوں کے دل کی مراد  
 سراپائے وجودم بخت شقت  
 تمام جسم میرا تیری محبت نے جلا دیا  
 بابے از ولم نشانزد تا بے  
 اُس پانی سے میرے دل کی آگ نہ بجائی  
 ہمی بنم تر ازین ظلم بیاک  
 جگو اُس ظلم سے نہایت نڈر باقی ہوں میں  
 زہی رحم تو و محرومے من  
 کیا اچھا ہے تیرا رحم اور پرہیزی میری  
 مرا ای کاشکے مادر نے زاد  
 جگو اگر کاشکے مان پیدا نہ کرتی  
 بہ فرق من نے فلکند سایہ  
 میرے سر پر سایہ نہ ڈالتی  
 بشیر از قہرے امیخت نہرم  
 غصے سے زہر میرے لیے دودھ میں ملاتی  
 ونے یوسف بحال خوشین بود  
 لیکن یوسف اپنے حال میں تھا  
 وگر میشد اثر ظاہر نے شد  
 اور اگر ہوتا نشان نہ معلوم ہوتا تھا  
 ز لجامی فلک شد اشک زہر زان  
 ز لجام آسان کی لہنی رات معنی ہوئی گئی

۴  
 زانو زدن کا نام  
 ہے یعنی لکے پیا  
 دودھ سے کیا چبا  
 کے معنی ہے  
 تورا اور سارے  
 انگلی ہن کر دیت  
 پنجاب کا لایو  
 دینی اور دوسرے  
 چائی ۱۱  
 موز کے پتے کا  
 اور غیب کے  
 رفتن زرخا  
 بہار و ایتہ بہار  
 ۵  
 ہن ۱۱  
 ایک دین مراد  
 دین سے ہے  
 کین بران طلب  
 ستاروں کے  
 گ ہو جانے سے  
 ہے طلب شرم کا  
 یہاں سے غم آگود  
 شوق اعلیٰ سے  
 آسان سے آگود  
 ہن سے مستحق



غریب کو کس سلطانی برآمد

نغمہ ارشاد ہی کا شور بلند ہوا اپنی بابت بچنے لگی

وہ سبک حلقہ بر حلقوم اویست

کتے کی دم نہ حلقہ اسکے حلقوم پر باندھا یعنی کس دیا

خروس از خواب تپ شد گردن فراز

سبغات کی منید سے گردن بلند کر رہا ہوا

زلیخا دامن اندر چید و برگشت

زلیخا نے دامن سمیٹا اور واپس چھپر چلی

بزرندان تاملش خلوت نشین ہوو

قید خانہ میں جب تک اسکا چاند خلوت نشین رہا

غذائی جان و شد آن تک پوی

غذا اسکی جان کی وہ دوڑ دوڑ ہوئی

نہ کر وی کس بستان میل خندان

نہ کر تا کوئی طرف باغ کے ہفت در خواہش

بلے آنرا کہ زندانی ست یارش

پتہ ہے جس شخص کا یا ر قید خانے میں ہے

مؤذن در سحر خوانے برآمد

اذان دینے والے نے اذان کننا شروع کی

دش را از رفغان شب فرو بست

اٹکی آواز کورات کے بھونکنے سے بند کر دیا

زمانے ساز کہ وہ تیز آواز

گلے کے ساز سے تیز آواز پر شروع کی

نجد مت آستان بوسید و برگشت

داسلے خدمت کے چوکھٹ چوی اور پھری

شد آمد سوی زندانش چنین بود

آمد ریت اٹکی طرف قید خانے کے اسی طرح رہی

نبودش جز دوران آمد شدن روی

نہ تھا اسکو سوا اس دور دور و بے کج کج معامل

کہ بود آن خستہ دل ایل نندان

جیسی کہ تھی اُس دیکھتے اپنی زلیخا کو چاہ قید خانے کی

بجز زندان کجا با شد قرارش

سوا قید خانے اُس کو کہاں قرار آوے

رفت زلیخا بام و نظارہ زندان و

گریستن بر معمار قتیوسف

رونا یوسف علیہ السلام کی جدائی پر

شب آمد بیدلان را غصہ تر واز

عاشقوں کا غصہ نکالنے والی رات آگئی

کہ روزش کم تو ان تدبیر کردن

بلکہ دن میں آگئی تدبیر کم ہو سکتی ہے

شب آمد عاشقانرا پردہ راز

عاشقوں کے بھید کا پردہ رات آگئی

توان بس کار در شب گم کردن

سب کچھ رات کے وقت گم کرنا ممکن نہیں

ماتم کا مٹی آؤں  
گلہ سلطانیہ کی لٹی  
جگ کے وقت دم  
اپنی گردن سے  
لگا کر سر ہٹا دیا  
سکھ رہا تھا  
سنو تو ان خواہش  
کے بین اپنی زلیخا  
کو سوا قید خانے  
کی آواز دے کر  
اور کچھ خواہش  
پر بام بظاہر زندان بچو  
غصہ ہو رہی تھی  
زلیخا نے  
دش را  
جیسی کہ تھی  
اُس دیکھتے  
اپنی زلیخا کو  
چاہ قید خانے  
کی  
بجز زندان  
کجا با شد  
قرارش  
سوا قید خانے  
اُس کو کہاں  
قرار آوے











بگفتے باکنیز ان گاہ بیگاہ

کستی کبھی کبھی سے لونڈیوں سے

بلقنار سن آگاہ ہے مجھ سے

اور یہ کہا کہ مجھ سے خبر داری ست ڈھونڈو

ز جہانیدن اول باخود آیم

لے سے پہلے ہوش میں آجاؤں گی میں

دل میں ہست بازندانی میں

دل میرا میرے فیدی کے پاس ہے

نخاطر ہر گرا آن ماہ گردو

میں غصہ کے دل میں وہ جان بھر جاوے

گشت از حال در روزی مزاج

بگو گھبرا اپنی حالت سے ایک دن مزاج اسکا

ز خوش بر زمین در دیدہ کس

خون کے فیلون اسکے سے کسی کی نظر میں

جلک نشتر آستاد سبک دست

نشر کے قلم سے استاد کچلے ہاتھ یعنی جاع نے

چنان از دوست پر ہوش لک دست

ایسا دوست سے اسکا زنجیر پست بھر نیا مٹا

خوش آکس کو رہائی یابد از خویش

اچھا وہ شخص ہے کہ رہائی پاوے آپ سے

کنز در دل چنان جاو گبری را

ایسی اپنے دل میں در گھر کو جگہ دے

در آید مجھ جانش در گدوے

در آوے کل جان کے اسکے رگ در پٹھری میں

نہ بونی باشدش از خود نہ رسد

نہ کوئی ہو رہے اسکو آپ سے کوئی رنگ

کہ من ہرگز نہ باشم از خود آگاہ

کہ میں ہرگز اپنے ہوش میں نہیں خبر پون

بجہا نیدم اول پس بگوید

پہلے مجھ کو بلا لیا کرو پھر کچھ کہا کوہنم

وز ان پس گوش نشیند کشاکش

بور اسکے کان سننے کے لیے گھوہن کی من

ازا نسبت این ہمہ حیرانی من

اس سبب سے یہ حیرانی مجھ کو ہے

کجا از دیگرے آگاہ گردو

کب کسی دوسرے سے واقف ہو سکے

نرخم نشتر افتاد و حلیا جش

نشر کے زخم یعنی نصد کی ضرورت پڑی گھو

شیامہ غیر یوسف یوسف و پس

اور کچھ نہ آیا سیا یوسف یوسف کے اور پس

بلوح خاک نقش انحراف رست

خاک کی گتھی پر اس حرف کا نقش باندھا

کہ بیرون نامش از پوست جزدوست

کہ باہر نکلا اسکے پوست اور کچھ سوا دوسرے

نیم آشنائے یابد از خویش

آشنائی کی جا پاوے آپ سے

کہ گنجایش نماند دیگرے را

کہ کسی دوسرے کی گنجایش باقی نہ رہے

نہ بنید یک سرو خالی از دے

ایک سرو بال کو اس سے خالی نہ دیکھے

یہ صلیحی باشدش باکس نہ جنگے

نہ کوئی صلح ہو اسکو کسی سے کسی سے ملوائی

گشت از حال  
خود یعنی ایک  
روز دنیا کی طبیعت  
کی ایسی بیماری  
میں غصہ ہو گئی  
کہ نفس کو گھوہن  
کی ہلکومزدست  
پڑی اور نصد سے  
چون کہ قتل  
نکلا اور یوسف  
بہا نامہ کا نقش  
نرخم نشتر  
افتاد و حلیا  
جش  
نشر کے زخم  
یعنی نصد کی  
ضرورت پڑی  
گھو  
شیامہ غیر  
یوسف یوسف  
و پس  
اور کچھ نہ  
آیا سیا  
یوسف یوسف  
کے اور پس  
بلوح خاک  
نقش انحراف  
رست  
خاک کی گتھی  
پر اس حرف  
کا نقش  
باندھا  
کہ بیرون  
نامش از  
پوست جزدوست  
کہ باہر  
نکلا اسکے  
پوست اور  
کچھ سوا  
دوسرے  
نیم آشنائے  
یابد از  
خویش  
آشنائی کی  
جا پاوے  
آپ سے  
کہ گنجایش  
نماند  
دیگرے را  
کہ کسی  
دوسرے کی  
گنجایش  
باقی نہ  
رہے  
نہ بنید  
یک سرو  
خالی از  
دے  
ایک سرو  
بال کو  
اس سے  
خالی نہ  
دیکھے  
یہ صلیحی  
باشدش  
باکس نہ  
جنگے  
نہ کوئی  
صلح ہو  
اسکو  
کسی سے  
کسی سے  
ملوائی

نہ دل ورتاج دنی در تحت بندو

نہ دل ورتاج میں اور نہ تحت میں باندھنا یعنی لگا کر ہے  
نیار و خوشی شتن را اور شمارے  
آپ کو کسی شمار میں نہیں لاتا ہے  
اگر کو یہ سخن با یار کو یہ  
اگر بات کرتا ہے راز سے کرتا ہے  
رخ اندر خستگی آرد نہ خالی  
سختہ نقلدیس میں لاتا ہے نہ بے غفلت میں  
تو ہم حاشی تمام از خود ورون آئی  
اسے حاشی تم بھی خودی سے باہر نکلو  
چو واکم راہ دو تنخانہ واسے  
جب ہمیشہ کے راہ دو تنخانہ کی جانتا ہے تو  
ازین جائے گر آجائان قدم نہ  
اس جان سے آردہ لوگوں کی نگہ سے قدم اٹھا کر  
ہنو می و زبانی زان خودت  
نہ سمجھتا تو اور کوئی نقصان اس سے نہو تیرا  
مجو اندر خودے بہو و خود را  
خودی میں اپنی بہتری مت و غور نہ

زکومی او ہو سہارخت بندو

اُسکے کو ہے سے خواہشیں بھاگ جاتی ہیں  
نگیر و پیش غیر از عشق کارے  
سارے عشق کے اور کام اختیار نہیں کرتا ہے  
و گر جوید مراد از یار جوید  
اور جو مراد چاہتا ہے یار کی جستجو کرتا ہے  
ز بود خود و برون آید تمانی  
اپنی ہستی سے بالکل باہر نکل جاتا ہے  
بدولت خانہ سرور ورون آئی  
ہمیشہ کے دولتخانے یعنی عالم جاودانی کو چلو  
نہ از دولت بود چندان کرانی  
دولت سے اس قدر ناخوشی نہیں ہوتی ہے  
قدم در دولت آبا و عہد قدم نہ  
نسبتی کے شرمین تدم رکھ  
مباش امر و زہم کانت ہووت  
مت رہ آج بھی کہ کسی میں تیرا نام نہ ہے  
کزمین شو وانیابی سو خود را  
کہ اس سو سے سے اپنا فائدہ تو پناو چکا

در شرح احسان ہائے یوسف بر اہل زندان و

تعمیر کردن وی خواب مقربان بادشاہ مصر را  
بیان احسان حضرت یوسف علیہ السلام کے جو قیدیوں پر کئے اور  
تعمیر کردن وی خواب مقربان بادشاہ مصر کا خواب

و وصیت کردن ایشان را کہ وے را

اور وصیت کرنا ان لوگوں کا کہ اُس یعنی یوسف علیہ السلام کو

لے دینا  
میرا اور مار جاو حال  
سے ہے اسے  
کون جان نہ سمجھ  
حاشی جان راز  
نہ کر خودی روچون  
سے ہے اسے  
کے منہ سے نکلے  
عالم جاوہر  
بیان کوئی نقصان  
اور دے کوئی نقصان  
نہ چاہیے غفلت  
کے احسان  
تعمیر کردن وی خواب مقربان بادشاہ مصر کا خواب  
بیان احسان حضرت یوسف علیہ السلام کے جو قیدیوں پر کئے اور  
تعمیر کردن وی خواب مقربان بادشاہ مصر کا خواب  
نہ چاہیے غفلت  
کے احسان  
تعمیر کردن وی خواب مقربان بادشاہ مصر کا خواب  
بیان احسان حضرت یوسف علیہ السلام کے جو قیدیوں پر کئے اور  
تعمیر کردن وی خواب مقربان بادشاہ مصر کا خواب



# پیش شاہ مصر یاد کنند

آگے یاد شاہ مصر کے یاد کریں

نرمادر ہر کہ دو لمتند ز آمد  
ان سے جو شخص مہاب دولت پیدا ہوتا ہے  
بخارستان رود کلزار کردو  
وہ کا ٹون کی جگہ جاتا ہے بلغم ہو جاتا ہے  
جو ابرار بکند رود بر تشنہ  
مثل بدل کے اگر کسی پیالے یعنی تنگ کھیت پر گزرتا ہے  
جو بادار دور رود ر تازہ باغے  
مثل ہوا کے اگر کسی تازہ باغ میں جاتا ہے  
برندان کردر آید خرم و شاد  
قید خانے میں اگر وہ خوش و خرم جاتا ہے  
چو زندان بر گرفتار ان زندان  
جب قید خانہ قید خانے کے گرفتار ہوں پر  
ہمہ از مقدم او شاد گشتند  
سب اس کے آنے سے خوش ہو گئے  
ہر گرون عل شان شطوق اقبال  
ان کی گرد کا طوق اقبال کا طوق ہو گیا  
اگر زندان بے بیمار گشتے  
اگر کوئی قیدی بیمار ہو  
کمزرتے پی بیمار واریش  
کر باندہ قتا اس کی بیمار داری سکر لیے  
وگر جاہر گرفتاری شدی تنگ  
اور اگر کسی قیدی پر جگہ تنگ ہوتی مینی تکلیف ہوتی

فروع دولتش ظلمت زداید  
روشنی دولت الکی کی تاریکی کو شاد دیتی ہے  
گل از وے نافہ آتا مار کردو  
گل اسے نافہ آتا مار پسینی نایت خوشنودار ہوتا ہے  
شود از مقدس خرم ہشت  
اس کے قدم سے وہ ایک سحر اور تازہ ہشت ہوتا ہے  
فروزد از رخ ہرل ہر اعے  
روشن کرنا ہر اپنے چہرے سے ہر عیال کا چہرہ بھی روشن  
کند زندانیاں را از غم آزاد  
قید یوں کو غم سے آزاد کر دیتا ہے  
شدار دیدار یوسف باغ خندان  
حضرت یوسف کے دیدار سے تازہ باغ ہو گیا  
ز بند در و غم آزاد گشتند  
سج اور درد کے قید کے چھٹ گئے  
بیا ز خمیشان فرخندہ خلخال  
ان کے پاؤں کی زنجیریں پھیرت پازیب ہو گئی  
اسیر محنت و بیمار گشتے  
قید رنج اور غمخواری کا ہوتا  
خلاصی وادی از بیمار خواریش  
خلاصی دیتا اس کو غمخواری کرنے سے  
سو قدیر کارش کردی آہنگ  
اس کے کام کی درستی کی طوف ارادہ کرتا

زودون مضاف آباد  
مہر شین کی رابع  
عزت اکوینی جس  
شکل کے ۱۱۵  
عنف اگر ہے اور  
کت کا کوئی حکمت  
اور مقدم آدم جانا  
۱۱۵  
ازدود اور باکلم  
کے کوئی کوئی کوئی  
جس کوئی کوئی کوئی  
برابر ان زمانہ  
بہر قیدی کے  
سب کوئی قیدی  
بیا و باغ خندان  
ان کی بیماری  
کرتے اور کسی  
فرست کرتے  
۱۱۵  
اور کسی کوئی  
کسی قیدی کوئی  
ان کی تکلیف ہوتی  
زودون مضاف آباد

















نک از دوست آری شکرستان

نک دوست سے اگرچہ وہ بھی شکر ہے

مگر بارہ بزمندان شکر دانہ

سری مرتبہ طوط قید خانے کے روانہ ہوا

گما کی سرور ریاض قدس بحرام

کسے بسود باغ پاکیزگی کے جل

خیامان شو بدین روی دلارا

یہ اس دل آرا سے کرینوالے چہے سے

بلقاسم چہ آیم سوی شاہے

کلین کیا آؤں یعنی جلون طرف مژا دشاہ کے

بہمدان سالما مجبوس کو دست

یہوں سے قید خانے میں قید کیا ہے

اگر خواہد کہ من بیرون نغم یائے

اگرچہ تباہ کہ میں قدم باہر رکھوں

کٹنا نیکہ جو ن سویم بدیدند

کہ ہلوگ جنھوں نے سحر میرا دیکھا

بہلا چون شریا باہم آیتند

شکر خا کے سب ایک جگہ اکٹھا ہوں

کہ چم من چہ پودا من چہ دیدند

کہ سحر کیا گناہ تھا مجھ سے کیا دیکھا

یروین سحر شوہر شاہ روشن

نابغہ یہ بھید بادشاہ بظاہر ہوا ہے

مرا پیشہ گناہ اندیشی نیست

میرا پیشہ گناہ اندیشہ کرتے کا نہیں ہے

وہان خانہ حیات نامد از من

اُس مکان میں چوری نہ آئی جی نہئی مجھ سے

ولے گر خود بگوید خوشترست آن

لیکن اگر آپ کے زیادہ اچھی ہے وہ

سہروا میں مژدہ سوی آن گیانہ

لے گیا یہ خوشخبری طرف اُس بگاہ یعنی دوست کے

سہوستان سہری شاہ نہ کام

طرف باغ بادشاہ کے قدم رکھ

بیار ازین گل آن بتا نہرارا

آراستہ کراس سبھول سے اُس باغ کو

کہ چون من کیسے را بلیکنا ہے

جسے مجھ ایسے بلیکس اور بلیک ہو

ز آتار کرم مایوس کو دست

بخشش کی نشانی سے نا امید کیا ہے

ازین عجمانہ کو اول بفرطے

اس عجمانہ سے کہ پہلے حکم دے

ز حیرت و در حشم کفہا بریدند

میرے سامنے حیرت سے ہر غور کا تے

نقاب از کار مار و شن کشانید

برہ میرے کام سے صاف ٹھا دین یعنی تباہ دین

چہ از خست ہم کو زندان کشیدند

کیون میرا سبب از قید خانے کے بچنا

کہ پاکست از خیانت و من من

کہ چوری سے میرا نام من پاک ہے

در اندلشہ خیانت کی نیست

میرے خیال میں بھی چوری کرینکا پیشہ نہیں ہے

بجز صدق و امانت نامد از من

سوا سچائی اور امانت کے نہ آیا کچھ مجھ سے

مرابہ گرز غم نقب خسروان  
 جگہ ہر جا رون یعنی گناہن میں سینہ خزانے میں  
 جو افسردہ این سخن چون گفت پادشاہ  
 جو اندرون سے بات جو بیان کی بادشاہ سے  
 کہ پیش شاہ کیسے جمع کشتند  
 کہ آجھے بادشاہ کے سب جمع ہوئیں  
 جو رو کر وند در پیش شہ ان جمع  
 جب تک کیا آگے بادشاہ کے پیش گروہ نے  
 کہ ان شمع حریم جان چہ دیدند  
 کہ اس شمع کل جان یعنی یوسف سے کیا دیکھا  
 ز رویش در بہار و باغ بوید  
 جس کے منہ سے بہار اور باغ میں رہیں تم  
 تہی کار بار باشد بر پیش گل  
 ایسا معشوق کہ ایذا ہوا کے بدن پر پھول  
 گل کس نیست تاب باد و شبکہ  
 جو پھول کہ اس کے نہیں ہے طاقت رانہ کی ہوا کی  
 زمان گفتند کای شاہ جوان بخت  
 دور توں نے کہا کہ اے بادشاہ جوان نصیبہ  
 ز یوسف ما بجز پالے ندیدیم  
 یوسف سے ہم نے سوا ایک کے کچھ نہ دیکھا ہے  
 نباشد در صدف گوہر خان پاک  
 نہ ہو گا سیبی میں سوئی ایسا پاک  
 ز لیمیا بو و نسیم ز انجاست  
 ز لیمیا بھی وہاں بیٹھی ہوئی تھی  
 ز دستانہ ہے پہان زیر پردہ  
 پوشیدہ و پردہ کون سے

کہ با شہ در فراش خمایہ خان  
 جین بن اسکے گھر کی بی بی کی چوری کر چوالا  
 زمان مصر را گردند آگاہ  
 مصر کی عورتوں کو آگاہ کیا کہ بادشاہ نے  
 ہمہ پروانہ آن شمع شتند  
 سب آتشیں بخ کی پروانہ ہو  
 زبان آتشیں بکشا و خون شمع  
 زبان آگ کی سی شعلہ شمع کے تھو لی  
 کہ بروے شمع بدنامی کشیدند  
 کہ اسس پر تلوار بدنامی کی چھنجی  
 حیرا و سوے زنداںش نمودید  
 رکیون سخن طرط قید خانے کے اٹکا کیا تھے  
 کے از دانا رسدیر گردش غل  
 کعب قلعہ سے ہوئے اُس کی گردن میں طوق  
 بپایش چون نند جز آب نہ نغیر  
 اُس کے پاؤں پر کون رکھے سوا پانی کے زخیر  
 بتو فرخندہ ترسم تاج و ہم تخت  
 تجکو تاج اور تخت اور زیادہ مبارک ہوئے  
 بجز عز و شرف با کے ندیدم  
 سوا بزرگی اور شرافت کے کہ نہ کیا سمجھئے  
 کہ بود از تخت آن جان جهان پاک  
 جیسا کہ تیر سے وہ جا بھان یعنی یوسف پاک تھا  
 زبان از کذب جان از کید رستہ  
 زبان جھوٹ ہے اور جان کر سے جھوٹی ہوئی  
 ریاضتہا می عشقش پاک کردہ  
 عشق کی محنتوں نے تجکو پاک ریاضت جھوٹا کر رکھ دیا

[illegible]





# برون آمدن یوسف از زندان و احترام

مجلس حضرت یوسف علیہ السلام کا قید خانے سے اور حرم دنیا

## پادشاہ مراوراء ووقات عزیز

بادشاہ کا یوسف علیہ السلام کو اور مرجانا عزیز مصر کا

درین دیر کین سہایت دیرین

اس دنیا میں ایک چھانی رسم ہے

خور و نہ ماہ طفلی در رحم خون

کھاتا ہے نو پنے مان کے پیٹ میں ایک رک کا جن

بساحتی کہ بنید لعل ورسنگ

بہت سنجیدہ کہ دیکھتا ہے لعل پھر میں

شب یوسف جو بگذشت از دوران

یوسف کی رات سے درازی جو گزری

چو شد کوہ گران برجانش اندر

جب کسی جان پر غم کا بھاری پہاڑ ہو گیا

کے اعظم و اکرام وے ارشاد

و اسے تفہیم اور انکرم اسکی کے بادشاہ سے

کز ایوان شہ خورشید و زنگ

کہ محل بادشاہ آفتاب حمت سے

دور رویہ تا بنزدان استخواند

دو طرفہ قید خانے تک کھڑے ہوئے

چہ از ترین کمر کش غلامان

کیا سہرے چکے اندھے خوبصورت غلاموں سے

چہ از خورشید بکر خوشنویان

کیا آفتاب شکل خورشید آوازوں سے

کہ بی تلخ نباشد عیش شیرین

کہ بے رنج کے عیش شیرین نہیں ہوتا ہے

کہ آید بارخ چون ماہ برون

جب کسی صورت سے باہر آتا یعنی بیرون پہاڑ

کہ خورشید و زنگ

جب آفتاب روشن اسکونگ دیتا ہے

طلوع صبح کردن چارہ ساز

صبح کے طلوع ہونے نے اسکی تیر کی

برآمد آفتابش از پس کوہ

نکلا آفتاب اسکا پہاڑ کے پیچھے سے

خطاب آمدن و لیکن در گاہ

حکم ہوا عرف مصاحون در گاہ کے

بمیدانی زہر جانب و فرنگ

ایک میدان میں ہر طرف سے دوزخ و فرنگ

بجملہ اے خود را عرضہ و اوند

اپنی شان و شریکت کو دکھایا

جہم در خلعت زرش خرامان

سب سہرے کپڑے پہنے مثل رہے تھے

بعبرانی و سریانی سرایان

عبرانی اور سریانی زبان میں گائیوا

یوسف علیہ السلام کا قید خانے سے اور حرم دنیا  
پادشاہ مراوراء ووقات عزیز  
بادشاہ کا یوسف علیہ السلام کو اور مرجانا عزیز مصر کا  
درین دیر کین سہایت دیرین  
اس دنیا میں ایک چھانی رسم ہے  
خور و نہ ماہ طفلی در رحم خون  
کھاتا ہے نو پنے مان کے پیٹ میں ایک رک کا جن  
بساحتی کہ بنید لعل ورسنگ  
بہت سنجیدہ کہ دیکھتا ہے لعل پھر میں  
شب یوسف جو بگذشت از دوران  
یوسف کی رات سے درازی جو گزری  
چو شد کوہ گران برجانش اندر  
جب کسی جان پر غم کا بھاری پہاڑ ہو گیا  
کے اعظم و اکرام وے ارشاد  
و اسے تفہیم اور انکرم اسکی کے بادشاہ سے  
کز ایوان شہ خورشید و زنگ  
کہ محل بادشاہ آفتاب حمت سے  
دور رویہ تا بنزدان استخواند  
دو طرفہ قید خانے تک کھڑے ہوئے  
چہ از ترین کمر کش غلامان  
کیا سہرے چکے اندھے خوبصورت غلاموں سے  
چہ از خورشید بکر خوشنویان  
کیا آفتاب شکل خورشید آوازوں سے  
کہ بی تلخ نباشد عیش شیرین  
کہ بے رنج کے عیش شیرین نہیں ہوتا ہے  
کہ آید بارخ چون ماہ برون  
جب کسی صورت سے باہر آتا یعنی بیرون پہاڑ  
کہ خورشید و زنگ  
جب آفتاب روشن اسکونگ دیتا ہے  
طلوع صبح کردن چارہ ساز  
صبح کے طلوع ہونے نے اسکی تیر کی  
برآمد آفتابش از پس کوہ  
نکلا آفتاب اسکا پہاڑ کے پیچھے سے  
خطاب آمدن و لیکن در گاہ  
حکم ہوا عرف مصاحون در گاہ کے  
بمیدانی زہر جانب و فرنگ  
ایک میدان میں ہر طرف سے دوزخ و فرنگ  
بجملہ اے خود را عرضہ و اوند  
اپنی شان و شریکت کو دکھایا  
جہم در خلعت زرش خرامان  
سب سہرے کپڑے پہنے مثل رہے تھے  
بعبرانی و سریانی سرایان  
عبرانی اور سریانی زبان میں گائیوا









بدانش غایت این کارواند  
 نہایت عقل سے اس کام کو جانے  
 زہر چیز کیہ در عالم توان یافت  
 ہر چیز کا چلن میں پانا ممکن ہے  
 میں تفویض کن تدبیر این کار  
 میرے سپرد تدبیر اس کام کی کر  
 چو شاہ از وی بیدارین کاریاری  
 جب بادشاہ نے اسکی یہ کارکردگی دیکھی  
 سپاہ کو اس کے حکم کا تابعدار بنایا  
 بجائے خود بہ تخت زرشاندش  
 اپنی جگہ سونے کے تخت پر بیٹھ جھلایا  
 چو بالالے تخت زرشاندش  
 جب قدیم سونے کے تخت پر رکھت  
 چورنے بر سر میدان زالیوان  
 جب جاتا میدان کو محل سے  
 بہر جانب کہ طرف اندیش بودی  
 جس طرف سے کہ گونے والا ہوتا  
 بہر کشور کہ بل ہشت سوارہ  
 جس ملک میں کہ سوار ہو کر گذرتا  
 چو یوسف را خدا وادین بست  
 جب یوسف کو خدا نے یہ طرف دیا  
 عزیز مصر را دولت زبون گشت  
 عزیز مصر کا تہنال بہت ہو گیا  
 دلش طاقت نہا بر دین خل را  
 دل اسکا اس خل کی طاقت نہ لایا

کینسل کے سینے  
 خاص ذہن دار  
 اپنے اوپر کسی کا  
 بے فکری سے  
 تفویض کے سینے  
 بہر کار ناواقف  
 جسے چاہو شان  
 اس کے تہنال  
 بادشاہوں اور  
 ہر زمان کی  
 ہر وقت  
 اس کے اور  
 چلتے ہیں  
 کے سینے  
 شامہ بنچو  
 تاج و تاج  
 ہر طرف  
 سنی گونہ  
 کہتی ہیں  
 کہ اس کے  
 رتھوں میں  
 تو اسکی

چو دانند کار را کردن تواند  
 جب جانے گا کام کر کے گا  
 چو من دانما کفیلے لم توان فہت  
 مجھ سا ذمہ دارا در دانا کم مل سکے گا  
 کہ تاید دیگرے چون من پدیدار  
 کہ دوسرا مجھ سا نظر نہ آوے گا  
 بملک مصر دوش سر فراری  
 مصر کے ملک میں اسکو سر فراری دی  
 زمین عرصہ میدان او کرد  
 زمین کے میدان کو اسکا میدان بنا دیا  
 بصد عزت عزیز مصر خواندش  
 سیکڑوں میں عزتوں سے اسکو عزیز مصر کا  
 جہانی زرشاندش سر نہا دے  
 ایک جہان کے تخت کے بیچ سر رکھ دیتا  
 رسیدی بانگ چاوشان بلیوان  
 پہنچتی سر آواز نقربوں کی اصل تھیں  
 جہنیت کش ہزاران پیش بودی  
 کوئل لجانہ والے ہزاروں آگے چلتے  
 برون بودی سپاہش از شمارہ  
 سپاہ اسکی گنتی سے باہر ہوتی تھی  
 بقدر این بلندی ارجمہ  
 اس عروج کے موافق بزرگی دی  
 ہوا کی شہمت او منگون گشت  
 علم اس کے دیدہ کا اونہ کھا ہو گیا  
 بزودی شد ہفت تیر اجل را  
 فوراً موت کے تیر کا نشانہ ہوا یعنی مر گیا







از ان دولت چو نیم ساخت محروم  
 اُس دولت سے جب نصیب نے محروم کر دیا  
 شب پہنان بزمندان مجرمی راہ  
 رات کو بچھا کر قید خانے میں جاتی تھی میں  
 بروزم رنگ غم از دل دلوں سے  
 میرے دل سے غم کا رنگ چلتے یعنی دو کرتے تھے  
 منم امر وز ازینک دور ماندہ  
 آج کل دن میں ان سب سے دور یعنی جدا ہوں میں  
 ندایم زو بجز در دل خیالے  
 نہیں کہتی ہوں سوا اس خیال کے کچھ دل میں  
 جیاش گرو و چون زندہ مانم  
 اگر اس خیال جاتا ہے کہ گرو زندہ رہوں میں  
 ہمیکفت این حدیث و آہ میرد  
 یہ کہتی تھی اور دعا میں مارتی تھی  
 از آہ و آہ دائم دو آہش  
 کشش آہ سے ہمیشہ دعوان اُسکی آہ کا  
 ز خورشید و اوست ہجگاہے  
 جادوؤں کی سرچھوپ سے کشتی و فتن  
 بنود آن چترش بالائے سر بود  
 خدش چتری نہ تھی جو اس کے سر پر لگتی تھی  
 خدش را اگر آن مانع نہ گشتے  
 اُس کے تیر کو اگر وہ نہ روکتا  
 ز مرثگان و مہدم خوناب میر خیت  
 بلکون سے ہر وقت خون کا پانی گرانی تھی  
 چو بود از تاب دل سوزان تپا و  
 دل سوزان سے جو اُسکو حرارت تھی

بزمندان گردش محروم و مظلوم  
 قید خانے میں اُسکو کیا میں نے نصیب دے مظلوم  
 تماشا کردے آن روی خون ماہ  
 وہ چاند سا منہ دکھا کرتی تھی میں  
 و رود یوار آن منزل کز بودے  
 اُس مکان پر قید خانے میں جو دیوار اور دروازہ کے  
 بدل رخسار بہ تن بجز ماندہ  
 دل سے رنجیدہ اور بدن سے جدا چڑی ہوئی  
 وز و خالے نیم در پیچ خالے  
 اور اس سے کسی حال میں خالی نہیں ہوں  
 کہ در قالب خیال دست باہم  
 جب خیال اُس کا قالب کے ساتھ ساتھ ہے  
 ز آہ آتش بہ مہر و ماہ مے زد  
 آہ سے آفتاب اور مانتاب بنگال لگتی تھی  
 بہ فرق سر شدے چتر شایس  
 سر پر شل چھری سیاہ کے چتر شایس  
 بنودی غیر آن چترش پناہے  
 سوا اُس چھری کے کوئی پناہ نہ تھی  
 فلک را از خدنگ او سپر بود  
 اُس کے تیر آہ سے آسمان کے لیے ڈھال  
 ز صندوق فلک سپر دن گذشتے  
 آسمان کے صندوق سے باہر نکل جاتا  
 مگر غناب خون ناب میر خیت  
 خون کا پانی نہ کہہ خلص خون گراتی تھی  
 مرہ می رخت آب ی بر لب او  
 بلکین اُس کے لب پر پانی گرانی نہیں یعنی روتی تھی

۹۷  
 زود سے زود  
 کا مانی خانی صلیبیہ  
 ۹۸  
 دامن خالی کرد  
 ازینک دور ماندہ  
 ۹۹  
 آہ جو اشارت  
 میں بیان میں  
 ۱۰۰  
 آہ جو اشارت  
 میں بیان میں  
 ۱۰۱  
 آہ جو اشارت  
 میں بیان میں  
 ۱۰۲  
 آہ جو اشارت  
 میں بیان میں  
 ۱۰۳  
 آہ جو اشارت  
 میں بیان میں  
 ۱۰۴  
 آہ جو اشارت  
 میں بیان میں  
 ۱۰۵  
 آہ جو اشارت  
 میں بیان میں  
 ۱۰۶  
 آہ جو اشارت  
 میں بیان میں  
 ۱۰۷  
 آہ جو اشارت  
 میں بیان میں  
 ۱۰۸  
 آہ جو اشارت  
 میں بیان میں  
 ۱۰۹  
 آہ جو اشارت  
 میں بیان میں  
 ۱۱۰  
 آہ جو اشارت  
 میں بیان میں





















برآخوگر کشیدی رام و فروتن  
چرا کہ پرچب مطلع اور عاجز چارہ لفظ سوچتا  
بدادیش اور درآوردی بان سر  
دیتا اسکو اگر اس کی طرف توجہ کرتا  
متیاساختے در ہر شب انگاہ  
موجود کرتا ہر رات کے وقت  
ز شمع چشمہ دار شب مہ وسال  
کچھ ریشی سوراخدارات مینا و رہیں سے  
ز سدرہ بٹخ خوان مرغان گردی  
سدرہ سے سیج خوان چڑیوں کو چننا  
دو پیکر بود از زلفش مناسے  
دو پیکر تھا اس کے زین سے ایک مثال  
چو یوسف در ہلاش پای کردی  
جب یوسف اسکی رکاب مین بانوں کا لٹا  
کشیدی زیر ران آن صہ  
کچھ تپائی بلند کرتا تھا آواز سی گھوڑا ران کہینے  
بہر جا بہر کہ بشیندے صہ  
جس جگہ جو شخص کہ سنا تھا آواز اس کی  
تسا بان ہوی آن شاہ آئندے  
دوڑتے طرف بادشاہ کے وہ آتے  
زلیخا نیز چون آنرا شنیدے  
زلیخا بھی جب اسکی کوئی شے  
بحسرت بر سر لہلہا شستے  
انوس سے اس سر راہ مین بیٹھی  
چو بی یوسف رسیدی خلی از راو  
جب یوسف یوسف کے گوی کردہ راہ مین پہونچتا

گرفتہ خدمتش گزدون گردون  
لیتا اسکی خدمت آسمان گردون پر  
بسطل ماہ آب از چشمہ ز خور  
جانید کے تاس مین چشمہ آفتاب سے پانی  
جوش از سبندوز ککشان گاہ  
دانہ اس کے لیے سبندے اور گاہ ککشان سے  
یے جو کردش آمادہ غربال  
دو خطہ دانہ چالنے اس کے تیار چھانی  
کہ تاسنک از جوش چون انہ جیدی  
تا کہ ککرا اس کے دانے دانہ کی طرح چھینتا  
رکاب از ہر طرف تابان ہلاے  
رہا ہر طرف سے ایک روشن جانہ  
چو ماہ اندر دو پیکر جای کردی  
مانند جانہ کے دو پیکر مین جگہ کرتا  
کہ رفتہ ہر طرف صفا میلے  
کہ جاتی تھی ہر طرف دو دھڑل سیل  
بنو دی حاجت از کوس ریش  
نہ ہوتی اسکو ضرورت کویت کہ نقارے کی  
چو ستارہ کے ماہ آئندے  
مانند ستارہ ان کے گرد جانہ کے آتے  
از ان فی بستی خود ہر دن ویے  
وہ اپنے مکان سے باہر دوڑتی بیٹھی آ جاتی  
خروشان برگز رکابش شستے  
سٹو کرتی اس کے راستہ مین بیٹھی  
بہ طرزش کو دکان کو فندی آگاہ  
لیٹنے سے لڑکے زلیخا کو خبردار کر دیتے

یوسف زلیخا کی داستان  
یوسف کی کوئی کہ مین  
یوسف کو گردون کو  
یوسف بلایا ہوتا  
یوسف کے مینا و رہیں  
یوسف کی دار ککشان  
یوسف کو خوان  
یوسف کی چڑیوں  
یوسف کی سیج  
یوسف کی ہلاش  
یوسف کی رکاب  
یوسف کی بانوں  
یوسف کی شے  
یوسف کی ہر طرف  
یوسف کی دھڑل  
یوسف کی کوس  
یوسف کی نقارے  
یوسف کی ستارہ  
یوسف کی بستی  
یوسف کی خروشان  
یوسف کی سٹو  
یوسف کی آگاہ  
یوسف کی خبردار

کہ انیک در رسید از راه یوسف  
 کہ تر بھی ہو پچھے راہ سے یعنی آئے یوسف  
 زلیخا کہتے از یوسف در انیان  
 زلیخا کہتی یوسف سے ان میں  
 بدل زمین طرز پسندید و اعظم  
 اس ٹھکانے سے میرے دلبر داغ مت پسند کر دوں  
 بہر منزل کہ آن دلدار کرد  
 جس مقام پر کہ اس عشق کا گزر ہو جائے  
 بہر محفل کہ آن جانان شہید  
 جس محفل میں کہ وہ معشوق بیٹھے  
 چو یوسف در رسید با گردن  
 حبیب یوسف ہو پچھے ایسے گردن کے ساتھ  
 بگفتندی کہ از یوسف خبر نیست  
 کہہ دیجئے کہ یوسف سے ہم کو خبر نہیں ہے  
 بگفتے در فریب من بکہ شہید  
 کہتی کہ میرے فریب دینے کی کوشش نہ کروں  
 بنی کش شاہ ملک جان تو ان دست  
 وہ معشوق کہ اسکو ملک جان کا بادشاہ رکھنا چاہیے  
 نسیمش باغ جان را تازہ سازد  
 اسکی ٹھنڈی ہوا جان کے باغ کو تازہ کرتی ہے  
 چو جان را تازہ کے ہمراہ کردو  
 حبیب جان کو تازگی کی ہمراہی ہووے  
 چو کردی کوش آن حیران مجبور  
 جب سنستی وہ حیران اور مجبور یعنی زلیخا  
 زدی افغان کہ من علمیت ورم  
 چلاؤ گئی کہ میں ایک غریب ہو گئی ہے کہ دور ہوں

بروی رشک مهر و ماہ یوسف  
 مگر رشک اپنے والے سوچ اور چاند سے یوسف  
 نمی یاکم نشان اے نازنینان  
 اور نازنینوں میں کوئی نشان نہیں باقی ہوں میں  
 کہ ناپید ہوئے یوسف در و ماغم  
 کہ نہیں آتی ہے یوسف کی بومیر سے داغ میں  
 زمین پر نافرمانا تار کردو  
 زمین بھری ہوئی نافرمان تار کی ہو  
 نسیمش در مشام جان شہید  
 ہوا جی اسکے داغ جان میں بیٹھے  
 کہ از ایشان رول فتادی شکوہ  
 کہ ان سے دل میں بڑا ایک دہرہ  
 درین قوم از قدوم او اثر نیست  
 اس گروہ میں اُس کے آنے سے نشان نہیں ہے  
 قدوم دوست را از من پوشید  
 دوست کے آنے کو مجھ سے مست چھپاؤں  
 قدومش را کجا پہنان تو ان دست  
 اسکی آمد کو پوشیدہ رکھنا کہاں ممکن ہو  
 نہ تھا جان جہان را تازہ سازد  
 نہیں فقط جان کو جان کو تازہ کرتی ہے  
 از ان جان تازہ کن اکاہ کردو  
 اس جان کے تازہ کرنے والے سے خبر دار ہووے  
 نہ چاؤ شان صدائے دور شود و ر  
 نقیبوں سے آواز دور ہو دور ہو کی  
 بصد محنت درین ورے حصہ ورم  
 صد رنج میں اس دوری سے صاحب رنج میں

یوسف زلیخا  
 کہتی یوسف سے ان میں  
 بدل زمین طرز پسندید و اعظم  
 اس ٹھکانے سے میرے دلبر داغ مت پسند کر دوں  
 بہر منزل کہ آن دلدار کرد  
 جس مقام پر کہ اس عشق کا گزر ہو جائے  
 بہر محفل کہ آن جانان شہید  
 جس محفل میں کہ وہ معشوق بیٹھے  
 چو یوسف در رسید با گردن  
 حبیب یوسف ہو پچھے ایسے گردن کے ساتھ  
 بگفتندی کہ از یوسف خبر نیست  
 کہہ دیجئے کہ یوسف سے ہم کو خبر نہیں ہے  
 بگفتے در فریب من بکہ شہید  
 کہتی کہ میرے فریب دینے کی کوشش نہ کروں  
 بنی کش شاہ ملک جان تو ان دست  
 وہ معشوق کہ اسکو ملک جان کا بادشاہ رکھنا چاہیے  
 نسیمش باغ جان را تازہ سازد  
 اسکی ٹھنڈی ہوا جان کے باغ کو تازہ کرتی ہے  
 چو جان را تازہ کے ہمراہ کردو  
 حبیب جان کو تازگی کی ہمراہی ہووے  
 چو کردی کوش آن حیران مجبور  
 جب سنستی وہ حیران اور مجبور یعنی زلیخا  
 زدی افغان کہ من علمیت ورم  
 چلاؤ گئی کہ میں ایک غریب ہو گئی ہے کہ دور ہوں

۱۰۱









بہر زمان  
یوسف کے ہاں  
میں ہے اور جاتی  
کے لئے یوسف  
طوق اسکے منہ  
ایک طرف  
دور ہو ۱۲  
کے غل خور  
کی وجہ سے کینہ  
اسکا حال بدھوا  
۱۳

زبان آوردن  
بہر زمان  
یوسف کے ہاں  
میں ہے اور جاتی  
کے لئے یوسف  
طوق اسکے منہ  
ایک طرف  
دور ہو ۱۲  
کے غل خور  
کی وجہ سے کینہ  
اسکا حال بدھوا  
۱۳

زبس بر آسمان میشد زہر سوے  
از بسک آسان پر جاتی تھی ہر طرف سے  
زبس بر آسمان میشد زہر سوے  
از بسک کا نون میں ہر طرف سے پڑتی تھی  
کس از غوغا بحال اونیقت او  
کوئی غل سے اسکے حال پر متوجہ نہ ہوا  
ز نو میدے دلش صد پارہ گشت  
دل اسکا ناسیدی سے کڑے کڑے ہو گیا  
ز در و دل نغان میکرو میرفت  
دل کے درد سے فریاد کرتی تھی اور جاتی تھی  
بجنت خانہ خود چون لے آورد  
اپنے بخت خانے میں جب قدم رکھا  
بیش آورد آن شکن صمرا  
آپنے رکھا اس پتھر کے بت کو  
کہ اسی سنگ سبوی عز و جاہم  
کہ اسے پتھر ماحی عزت اور مرتبہ میرے کے  
شد از تور او بخت تنگ بر دل  
تیرے بہت میرے نصیب کے دل کی راہ تنگ  
بیش شوی تو چون سجده بروم  
تیرے جہے کے آگے جو سجدہ کیا میں نے  
بگریہ ہر کہ از کامے تو بستم  
روستہ میں جو مقصد کہ تجھے طلب کیا میں نے  
تو شکے خواہم از تنگ تو رستن  
تو پتھر ہے جاہی ہوں میں تیری شرم سے چوشتا  
بگفت این پس زخم سنگ خارہ  
یہ کہا پھر سنگ خارہ کی چوٹ سے

نفیر چاوشان طوقا گوے  
ز یادیشیون دور باش کئے والے کی  
صہیل مرکبان بادیاے  
آواز گھوڑوں تیرے چلنے والے کی  
بکالے شد کہ از اس مبینا و  
اس حال میں ہوئی کہ اسکو کوئی نہ دیکھے  
ز کوے خرے آوارہ گشتہ  
خوشی کی گلی سے بریشان ہو گیا  
ز آہ آتش نشان میکرو میرفت  
آہ سے آگ بجھاڑتی تھی اور جاتی تھی  
دو صد شعلہ بیک مشت نی آورد  
دو سو شعلہ ایک بھی رنگل میں لائی  
زبان بکشا و شکن الم ترا  
زبان کھولی رنج کی شکن کے لیے  
بہر را ہے کہ باشد سنگ راہم  
جس راہ میں کہ جاتی ہوں تو پتھر راہ کا ہونا ہی دکھا ہر  
سزد گرد از تو کو بوم سنگ بر دل  
واجب جو تیرے بہتے دل پر پتھر دے روں میں  
لسر راہ و بال خود سپردم  
سر کے بھل اپنے وبال کی راہ چلی میں  
ز کام ہر دو عالم دست شستم  
دو فرخ جہان کے مقصد کے ساتھ دھوئے میں نے  
بسے گوہر قدرت شکن  
ایک پتھر سے سونے میرے مرتبے کا توڑنا  
خلیل آسا شکستہ پارہ پارہ  
ماندا براہم کے ٹکڑے ٹکڑے توڑ ڈالا

چو بیکشتش بچا لاکِ وِستی  
جب توڑا سکو جالاکِ اور جلدی سے  
زشتل بیت شکست چون سِرِ دخت  
بیت توڑنے کے شغل سے جب غارتغ ہوئی  
تضرع کر دور دیر خاک مالید  
روئی اور چہرہ زمین پر کھسا  
کہ اے عشق ترا از زیرِ دوستان  
کہا میر خدا تیرے عشق کے زیرِ دست  
اگر نہ عکس تو بریت قتادے  
اگر بت پر ترا عکس نہ پڑ جاتا  
دل بُت گر بہ مہر خود خراشی  
دل بیت جان بوائے کاغذی محبت میں زخمی کرتا ہو تو  
کسی دریش بیت افتادیت است  
وہ شخص آگے بت کے پست پڑا ہے  
اگر تیرے دور بیت اور دم خدا یا  
جو توجہ بیت میں لائی میں اے خدا  
بہ لطف خود جفاے من پیامر ز  
ابنی مرہانی سے ملسم میرا بخشش  
ز بس اہ خطا پیامے از من  
زیادہ میرے گناہ کی راہ چلنے سے  
چو آن گرو خطا از من فشانده  
جب وہ گرو خطا کی مجھ سے پاک کی تو نے  
یو دول فلغ از داغ تا سف  
در دل بے فکر ہووے انوس کے داغ سے  
چو برگشت از رہ آن مصریان شاہ  
جب پھرے ہیں اہ سے مصر والوں کے بادشاہ یعنی دوست

بکارش زان شکست آمد درستی  
 اُس کے کام میں اُس شکست سے درستی آئی  
 بابت چشم و خون دل وضو ساخت  
 آنکھ کے پانی اور دل کے غم سے وضو کیا  
 بدرگاہِ خداے پاک نالید  
 خداے پرپاک کی درگاہ میں روئی  
 بتان و بتگران و بیت پرستان  
 بت اور ان کے رہنما بنائے اور ان کے پوجنے والے  
 بہ پیش بت کسی کی سہ نہاد سے  
 آگے بت کے رکھوئی کب سر رکھنا  
 وزانش افکنے دربت تراشی  
 اُس سے شکوت بنانے میں مشغول کرتا ہے تو  
 کہ گوید بت پرست ایند پرست  
 کہ کہتا ہے بت پرست خدا پرست ہے  
 بان بر خود جفا کردم خدا یا  
 اُس سے اپنے اوپر ظلم کیا میں نے دے خدا  
 خطا کردم خطای کنن بسیار  
 خطا کی میں نے گناہ میرے بخش  
 ستاندے کو ہر بنیائے از من  
 لے لیا تو نے موتی بنائی کا مجھ سے  
 من و دہ باز انجمن ستاندے  
 مجھ کو پھیر دے جو کچھ مجھ سے لے لیا تو نے  
 بحیثم لاله از باغ یوسف  
 انور و نون میں لالہ یوسف کے باغ سے  
 اگر گفت افغان کنان بازش سہراہ  
 اگر لایا اُس نے تو نے اور چلاتے ہو بیج راہ میں

اور خدا میں نے  
سب کو اپنے لئے  
دعا کی ہے کہ  
وہ اس کے لئے  
عشق کرے اور  
خدا سے

اقامت پیرت  
 کی اس سب سے  
 میں نے فوراً  
 راجہ کمار  
 میرے غلام اور  
 کو اپنی ہرمانی  
 پریشان خاطر  
 تھا میں نے  
 تو اسے بیان  
 دیکھ کر کہ  
 سے غرت پرورد  
 ۱۲



ذکر کے لئے  
قاری خدیوہ  
مین ۱۲  
پیشکش فن کا  
مکتبہ نجی  
بوحانا ۱۱  
حاجب کے مین  
دریان پور داری  
کا مکتبہ ۱۱  
بنفین کا مکتبہ  
ایمان اورینٹل لٹریچر  
سدا خانا  
نابی اے  
دربار شاہی  
بادشاہ کا بیلا  
مرد اس حال  
دیانت کرنے والا  
خاندان طرف  
حضرت یونس  
میں ایشیا  
کے مکتبہ اور  
میں سے کہ  
میں سے کہ

کہ پاکست آگہ شہر ساخت بندہ  
کہ پاکست آگہ شہر ساخت بندہ  
کہ پاکست آگہ شہر ساخت بندہ  
بفرق بندہ مسکین و محتاج  
غریب اور محتاج بندہ کے سر پر  
چو جا کر دین سخن در گوش یوسف  
بب بڑی بات یوسف کے کان میں  
بجائے گفت این تسبیح خوان رہ  
در بان سے کہا اس فقیر کو  
بخلوت خانہ خاص من آور  
میرے خلوت خانہ خاص میں لے آ  
کہ تائیک شمع از حالش پرسم  
کہ تھوڑا حال اسکا پوچھوں میں  
کہ ان تسبیح چون شور و شغب کرد  
جسے اس تسبیح سے کیا شور و فریاد کی  
گوش دروے نہ دامنگیر باشند  
اگر اسکو کوئی درد انگیز نہ ہوتا  
و و صد جان خاک دریا بند شاہی  
دوسرے جانین زبان اس بادشاہ جاننے والے پر  
فروغ صبح صادق و او خواہان  
روشنی فریادیوں کے صبح صادق کا  
شور و ہرج صبح صادق را تابشیر  
ہوتا ہے ہر صبح صادق کا سہیدہ  
نہ چون شاہان دور این زمانہ  
نہیں مثل اس زمانے کے بادشاہوں کے  
زہر ظالم کہ یک دنیا رنگست  
جس ظالم سے کہ ایک دنیا کر ہے

بذل عجز کردش سر فکندہ  
عاجزی کی خواری ہے اکا سر ٹھکا یا  
نہا و از عز و جاہ خسروی تاج  
رکھا بادشاہی کی عزت اور تے سے تاج  
برفت از مہیت ان ہوش یوسف  
اسکے خون سے جاتے رہے ہوش یوسف کے  
کہ بر و از جان من تاب تو ان را  
جو لگی منجھ سے جان اور قرار اور طاقت  
بجولانگاہ حلاص من آور  
میری محبت کی خالص جگہ میں لے آ  
درین او بار اقبالش پرسم  
اس او بار میں اس کے اقبال کو دریافت کروں میں  
عجب باند کم کہ تاثیر سے عجب کرد  
متعجب ہوا میں کہ ایک عجیب تاثیر کی  
کلامش را کی این تاثیر باشد  
اس کے کام میں کب یہ تاثیر ہوتی  
کہ دریا بد با سے یا نگاہی  
کہ دریافت کر لے ایک آہ یا ایک نگاہ سے  
مزدور قصہ کم کردہ راہان  
مکاری اٹھائے جو گے گرا ہوں کا  
مزدور را شو و پا دیش تزویر  
سکار کے لیے ہوتا ہے بدلا کر  
کہ مے جو بند بہر ز رہبانہ  
کہ ڈھونڈتے ہیں روپ کے لیے بہانہ  
و گرد دوست صد کن پرست  
اور جو ہاتھ مارا تو شخص تیر کے بچے ہیں

ز دنیا رہد رش صد سرخروست  
دنیا را و روپے سے اکو سرخروئی ہے

ظلم کردن از وی ہرزہ گوشت  
فریاد کرنا اُس سے بیہودگی ہے

آمدن زلیخا بخانہ یوسف و بدعاے او

آنا زلیخا کا یوسف علیہ السلام کے گھر میں اور اُن کی دعا سے  
بنیائی و جمال و جوانی کا پانہ

از آن خوشتر چه باشد عشق  
اُس سے زیادہ کیا اچھا ہو گئے عاشق کے  
بخلو نگاہ را از شش باریا بد  
اُسکے بھید کی خلوت گاہ میں دخل رباوے  
بہ پیش او نشیند را ز گوید  
آگے اُس کے بیٹھے بھید بیان کرے  
ز غوغائی سپہ چون است یوسف  
فوج کے ٹل سے جو چھوٹا یوسف  
در آمد حاجب از در کامی گمانہ  
آیا در بان دروازے سے کہ اسے گمانہ  
ستادہ بر درانیک آن زن سر  
کھڑکی ہوئی دروازے پر ابھی وہ بڑھیا  
مرافقتی کہ با وی باش ہمراہ  
مجھ سے آپ نے کہا کہ اُس کے ساتھ رہ  
بکفایت حاجت اور اروا کن  
جواب دیا اُسکی حاجت کو کہ جاری کر  
بکفایت اوست نسیان نہ اندیش  
کہا وہ ایسی کوتاہ اندیش نہیں ہے

کہ گرد و یار نیک اندیش عاشق  
کہ ہودے یار نیک اندیش نہ کر نیوالا عاشق کا  
ز بارش سینہ کی آزار یا بد  
اُسکے بوجھ سے سینہ کب اندیش پادے  
حکایت ہماے دیرین باز گوید  
پُرانی کہا نہان بھر کے  
بخلو نگاہ خودشت یوسف  
اپنی خلوت گاہ میں بیٹھا یوسف  
بجوئے نیک در عالم فسانہ  
نیک عادت سے جہان میں مشہور  
کہ در رہ مرکبت را شد عنان گیر  
جو راہ میں تیرے گھوڑے کی باگ پر نیوالی ہوئی  
بہمراہی رسالتش تا بدر گاہ  
ساتھ ساتھ اُسکو در گاہ تک پہنچا  
اگر دلکش مہست اور او دان  
اگر دل زنجی ہے اُس کی دوا کر  
کہ با من باز گوید حاجت خویش  
کہ مجھ سے بیان کرے حاجت اپنی

۱۰  
۱۱  
۱۲  
۱۳  
۱۴  
۱۵  
۱۶  
۱۷  
۱۸  
۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰  
۵۱  
۵۲  
۵۳  
۵۴  
۵۵  
۵۶  
۵۷  
۵۸  
۵۹  
۶۰  
۶۱  
۶۲  
۶۳  
۶۴  
۶۵  
۶۶  
۶۷  
۶۸  
۶۹  
۷۰  
۷۱  
۷۲  
۷۳  
۷۴  
۷۵  
۷۶  
۷۷  
۷۸  
۷۹  
۸۰  
۸۱  
۸۲  
۸۳  
۸۴  
۸۵  
۸۶  
۸۷  
۸۸  
۸۹  
۹۰  
۹۱  
۹۲  
۹۳  
۹۴  
۹۵  
۹۶  
۹۷  
۹۸  
۹۹  
۱۰۰

۱۱۱





بلکہ قائم چراشد سرو نازت  
کہا کیوں جھگ گیا تارک سر دینی تندہ  
بلکہ چشم تو بی نور چون ست  
پوچھا آنکھیں تیری انہی کیوں ہیں  
بلکہ آن زر و ہیکہ بود ست  
پوچھا وہ چاندی اور سونا کس سے ہے پاس  
بلکہ از حسن تو ہر لہس سخن بلند  
کہا جس شخص نے تیرے حسن کی تعریف کی  
سرو زور در شمار پاشش کروم  
سراور سونا و ہیر قمران کیا میں نے  
نہا دم تلخ حشمت بر سر او  
تلخ و دبے گا اسکے سر پر کہ وہ بامیں نے  
نہا اندازیم وز رجزے بد قسم  
نہا کچھ جانی اور سونے تیرے ہاتھ میں یعنی پاس  
بلکہ حاجت تو حلیت امروز  
پوچھا آج کے دن تیری کیا خواہش ہے  
بلکہ از حاجتم آو وہ جانی  
کہا میری خواہش ہے نگویش ہو اسے تو  
الرضا من شوے آزا بسو گند  
اگر تیرے سے اسکا ضامن ہو دے تو  
وگر نہ لب از شرح او بندم  
اور اگر نہیں اس کے بیان سے زبان بند رکھوں میں  
قسم گنبا آن کان قوت  
قسم کما کئی تیں جہاز دی کی کان میں یوسف نے  
کز آتش لالہ و ریحان میدیش  
کہم سکی آگ سے لالہ و ریحان پیدا ہوے

بلکہ از بار ہجر جانکد ازت  
کہا تیری جان گھلے والی جہاں کے ہوم ہے  
بلکہ از بسکہ بی تو غرق غمت  
کہا کثرت سے بغیر تیرے غم میں ڈوبی میں  
بفرق آن تلخ و ہیکہ بود ست  
تیرے سر پر وہ تلخ اور وہ غمت کہ تھا  
ق زو صفت بر سر من گوہر افشاند  
تیری تعریف سے میرے سر پر موتی جھارے  
گوہر یا شیش یا دالش کروم  
موتی جھانڈ لیتی رہے گا موتی تیرے کا بد کیا میں نے  
گر قسم افسر از خاک در او  
بنایا میں نے اس کے سر پر دھات کی خاک سے تان  
کنون دل کج عشق آغم کہ قسم  
اب بیلول خزانہ اسکے عشق کا ہر جہاں میں  
ضمان حاجت تو کیست امروز  
ضامن تیری خواہش کا کون ہے آج  
نخواہم جز تو حاجت رضمانی  
جسے سو کوئی حاجت گھاس نہیں چاہتی وہ نہیں  
بشرح او کشایم از زبان بند  
اس کے بیان میں بند زبان کو کھولوں میں  
غم و دردے و گر بر خود پسندم  
رہنے پر غم اور درد دسر کیوں پسند کروں میں  
بان مہار ارکان ثبوت  
اس جہی کے ستون تیار کر نیوالے یعنی ابراہیم کی  
لباس خلعت از یزدان رسیدش  
لباس پر کلف و گاہ خدا سے اسکے لیے پہنچا

میں اس کا بیان کر رہا ہوں

بلکہ از بار ہجر جانکد ازت  
کہا تیری جان گھلے والی جہاں کے ہوم ہے  
بلکہ از بسکہ بی تو غرق غمت  
کہا کثرت سے بغیر تیرے غم میں ڈوبی میں  
بفرق آن تلخ و ہیکہ بود ست  
تیرے سر پر وہ تلخ اور وہ غمت کہ تھا  
ق زو صفت بر سر من گوہر افشاند  
تیری تعریف سے میرے سر پر موتی جھارے  
گوہر یا شیش یا دالش کروم  
موتی جھانڈ لیتی رہے گا موتی تیرے کا بد کیا میں نے  
گر قسم افسر از خاک در او  
بنایا میں نے اس کے سر پر دھات کی خاک سے تان  
کنون دل کج عشق آغم کہ قسم  
اب بیلول خزانہ اسکے عشق کا ہر جہاں میں  
ضمان حاجت تو کیست امروز  
ضامن تیری خواہش کا کون ہے آج  
نخواہم جز تو حاجت رضمانی  
جسے سو کوئی حاجت گھاس نہیں چاہتی وہ نہیں  
بشرح او کشایم از زبان بند  
اس کے بیان میں بند زبان کو کھولوں میں  
غم و دردے و گر بر خود پسندم  
رہنے پر غم اور درد دسر کیوں پسند کروں میں  
بان مہار ارکان ثبوت  
اس جہی کے ستون تیار کر نیوالے یعنی ابراہیم کی  
لباس خلعت از یزدان رسیدش  
لباس پر کلف و گاہ خدا سے اسکے لیے پہنچا





بروز اندر تاشائے تو باشم  
 دل میں تیرے دیکھنے میں مصروف رہوں میں  
 فتم در سایہ سرو بلندت  
 تجھے سرو بلند کے سایے میں پڑی رہوں میں  
 ہم مرسل افکار خود را  
 مرہم اپنے زخمی دل پر رکھوں میں  
 بکشت خود کہ پتہ مرست و درہم  
 اپنے کھیت میں کوبھان اور مجھایا ہوا پٹا ہے  
 چو یوسف این تنہا کرد و رکوش  
 حضرت یوسف نے قحب پر آمد و رکوش  
 نظر مرغیب بودش انتظارے  
 نظر اسکی منتظر تھے غیب کی ہوئی  
 میان خواست حیران بود و خواست  
 خواست اور نا خواستہ خد میں حیران ہوا  
 پیام آورد کای شاہ شرفناک  
 پیام لایا کہ اے بادشاہ بزرگ  
 کہ ما بخت زلیخا را کہ دیدیم  
 کہ ہم نے جو زلیخا کی عاجزی کو دیکھا  
 ز موج انگری آن عزم و کوشش  
 اور انگری یعنی زیادتی کی کوشش اور عاجزی کی کوشش  
 دش از تیغ نو میدی شتم  
 دل اسکا نا امید کی تلوار سے زخمی کیا ہے  
 تو ہم عقدش بکن جاوید پیوند  
 تو بھی اس کے عقد کو ہمیشہ کے لیے مضبوط باندھ  
 ز عنین عاطفت یابی نظر با  
 عین مہربانی سے ہماری نظریں باؤں لگا تو

شب رو بر کف پایے تو باشم  
 رات کو شہدے تلون سے لگائے نہون  
 شکر چنیم ز لعل نوشخت  
 شکر تیرے لب شیریں سے جھون میں  
 بکام خویش بنیم کار خود را  
 اپنے مقصد پر اپنے کام کو ادا کیوں میں  
 و ہم از چشمہ سار صحبت تم  
 سچوں میں تیری صحبت کے سرچنے سے  
 زمانی سر بیتش افکند خاموش  
 تھڑی میر چپ پر آگے ڈالا اپنے جھکایا  
 جواب او نہ فی گفت وہ آئے  
 جواب میں اُس نے نہ انکار کیا اور نہ اقرار  
 کہ آواز پر حیران رہی  
 کہ آواز پر حیران کی ممتھی یعنی ممتھی آئی  
 سلامت میرساند از دو پاک  
 سلام جھکو پہنچاتا ہے خدا سے پاک  
 بتو عرض نیازش استندیم  
 تجھ سے اس کی عرض اور عاجزی کو سنا ہے  
 در آمد بجز بخشش کوشش  
 دریا بخشش کا جو بخشش میں آیا  
 ہو بالاس عرش عقد بستم  
 عرش پر تجھ سے اسکا عقد باندھا ہم نے  
 کہ بلشاید بان از کار او بند  
 کہ اس سے اس کے مقصد سے مرہ لگلا رہے  
 شود زانید زان عقدت کہ با  
 پیدا ہوں اس عقد سے تیرے ہونی یعنی اولاد

اندر تاشائے تو باشم  
 شکر چنیم ز لعل نوشخت  
 بکام خویش بنیم کار خود را  
 و ہم از چشمہ سار صحبت تم  
 زمانی سر بیتش افکند خاموش  
 جواب او نہ فی گفت وہ آئے  
 کہ آواز پر حیران رہی  
 سلامت میرساند از دو پاک  
 بتو عرض نیازش استندیم  
 در آمد بجز بخشش کوشش  
 ہو بالاس عرش عقد بستم  
 کہ بلشاید بان از کار او بند  
 شود زانید زان عقدت کہ با  
 پیدا ہوں اس عقد سے تیرے ہونی یعنی اولاد



نکاح بستن یوسف با زلیخا به فرمان

کلاچ ہونا حضرت نوح علیہ السلام کا رینما سے حکم

خدا تبارک و تعالیٰ حلّ شانہ و ترغایب کردن باد

خدا سے برتر کے بزرگ ہے شان اُس کی اور عظمت ہونا اُس سے

که بند و باز لنجا عفت میوند

کہ باندھے زمینچاہے عقد نکاح کا

منہا و اسباب حشری اندر میانه

رکھا اسبابِ حُسن کا درمیان میں

تخت عروص در حاکم بنشانند

عزت اور مرتے کی سند پر ٹھہرا

رأین حمل و صورت خوب

برائیاں میں وسوسوں کا خوب  
شک طے لگے اور اس نے طرز سے

میں نے فریاد کیا اور اپنے دل سے  
 بے اختیار کہہ دیا کہ اے اللہ!

بقصد خویش یسار او را آورد  
از دعوت من گشت کمال کرد

اسے عقیدہ میں گوہر مینا کو لائے

مبارک لیا و لو سناہ و میا ہے

مبارک لکھنے والے بادشاہ اور سپاہی

جلسه حاضران اعذر با خواست

حاضرین مجلس سے عذر خواہی کی

مجلدات خانہ خاص فرشتاد

بے خاص غور سے اس پر اس کو بھیجا

صروا فسرهم به پیش نشینید

سراپور تاج سب نے اس کے آگے گھینیا

نذر است چاقها و او نذر عیش

چو فرمان یافت یوسف از خردمند

جب خدا سے حکم آیا حضرت یوسف نے

اساس انداختن بن خمس روانه

خمن باد شامانہ کی سنیاد ڈاکلی

شہ مصر و سران ملک را خود

اد شامہ ہیر اور گت کے سواروں کو

تقانون مجلس و دین یعقوب

حضرت ابراہیم کے قاعدوں اور دین بقول

از انجا که عقد حد در آیه

زینما کو۔ منہ علیہ رحمۃ اللہ

مشارفہ اور وہ امر ہے

سارے انسان بروہہ کہا ہے  
قربان ہو خدا کے آستان سے زمین تک

کریا کا چکر لگایا ہے اس پر اسکاں سے زمین تک  
سب کو دیکھ کر وہ کہتا ہے کہ یہاں ہر

برسم محدث يوسف است

بطور غذا کے حضرت یوسفؑ نے اسے اٹھ کر منعم دی

یچا را بر سر ساحت ولسا و

لینا کو مزاج بد سے خوش کیا

ستاران همه پیش رویند

سب ہونڈیاں اس کے آگے بڑھ چکیا

روستایان از جمال و لفرمیت

بیخود کلام کیا جاوے  
 اور قول سے مراد  
 ۱۲۷۱ء میں  
 خضر واد سے مراد  
 شادی کا شادی  
 جن پر ۱۲۷۱ء میں  
 حضرت یوسف  
 زین العابدین  
 کیا ۱۲۷۱ء  
 شادی ۱۲۷۱ء میں  
 وہ ۱۲۷۱ء میں

۵۱  
 ۵۲  
 ۵۳  
 ۵۴  
 ۵۵  
 ۵۶  
 ۵۷  
 ۵۸  
 ۵۹  
 ۶۰  
 ۶۱  
 ۶۲  
 ۶۳  
 ۶۴  
 ۶۵  
 ۶۶  
 ۶۷  
 ۶۸  
 ۶۹  
 ۷۰  
 ۷۱  
 ۷۲  
 ۷۳  
 ۷۴  
 ۷۵  
 ۷۶  
 ۷۷  
 ۷۸  
 ۷۹  
 ۸۰  
 ۸۱  
 ۸۲  
 ۸۳  
 ۸۴  
 ۸۵  
 ۸۶  
 ۸۷  
 ۸۸  
 ۸۹  
 ۹۰  
 ۹۱  
 ۹۲  
 ۹۳  
 ۹۴  
 ۹۵  
 ۹۶  
 ۹۷  
 ۹۸  
 ۹۹  
 ۱۰۰

چو ہائے ہوئے مردم یافت آرام  
جب دیرین کی شورش غل نے آرام پایا یعنی سناٹا ہوا  
سروں پہ نقاب عین بہت  
چاند کی عروس نے پردہ سیاہ باندھا  
بغیر وزی درین فیروزہ طارم  
نعمندی سے اس نیلے محل یعنی آسان میں  
فلک عقد ثریا دربر آویخت  
آسان نے لڑی ثریا کی گلے میں لٹکائی  
جہانراشع شب شد پردہ راز  
کپڑا رات کا جہان والوں کے بچھکا پردہ ہوا  
بخلوت محرابان باہم بستند  
تنہائی میں واقفکار مجید کے باہم بیٹھے  
زلیخا منتظر در پردہ خاص  
زلیخا منتظر یوسف کی پردہ خاص میں  
کہ آئین تشہ کہ بر لب یدہ بست  
کہ اس بے بسی نے کہہ نہ پانی دیکھا ہے  
شود زمین تشنگی سیراب یانے  
ہو گی اس جلیس سے آسودہ یا نہیں  
کسی بر آب چشمش اشک شادے  
کبھی کسی آنکھ تر خوشی کے آنسو سے  
کے گشتی کہ من باور ندارم  
کبھی کسی کہ میں یقین نہیں رکھتی ہوں  
کسی گشتی کہ لطف دوست عات  
کبھی کسی کہ مہربانی دوست کی سرعام ہے  
درین اندیشہ خاطر در کشاکش  
ایسی خیال میں مل اس کا تردد میں

بنزل گاہ خود ز دہر کے گام  
لے اپنے مقام پر ہر شخص چلا گیا  
زرافشان پردہ بروی میں بست  
سُہرا پردہ زمین کے چہرے پر چڑھا  
چراغ افز و شد گشتی زانجم  
چراغ روشن کر دیا جہان کا ستاروں ہوا  
مشق یاقوت ترا گوہر آویخت  
شق نے یاقوت ترسوتی میں لٹکائے  
دران پردہ جہانی راز پرواز  
اس پردے میں ایک جہان مجید کشول ہو چلا  
بودے غیر شکمین پردہ بستند  
غیر کے سند پردہ سیاہ باندھا  
دل ادا ز پیش در پردہ رقاص  
دل کا بقدری سے پردے میں ترے والا  
بہ بیدار سیت یا رب یا بخوابست  
اے خدا بیدار رہی میں یا خواب میں رہ  
نشند از دوش این تاب یانے  
کبھی کسی یہ آگ دل آگے سے یا نہیں  
کسی پر خون زیم نامراوے  
کبھی خون آلودہ نامراوی کے خوں سے  
کہ گرد و خوش بدنیان روزگارم  
کہ خوش ہو گا مجھ سے زمانہ اس طرح  
ز لطف دوست فوسیدی محبت  
دوست یعنی خدا کی مہربانی سے امید ہونا حرام ہے  
کسی خوشحال بود و گاہ ناخوش  
کبھی خوش ہو جاتی تھی اور کبھی ناخوش

عین بہت  
چاند کی عروس نے پردہ سیاہ باندھا  
بغیر وزی درین فیروزہ طارم  
نعمندی سے اس نیلے محل یعنی آسان میں  
فلک عقد ثریا دربر آویخت  
آسان نے لڑی ثریا کی گلے میں لٹکائی  
جہانراشع شب شد پردہ راز  
کپڑا رات کا جہان والوں کے بچھکا پردہ ہوا  
بخلوت محرابان باہم بستند  
تنہائی میں واقفکار مجید کے باہم بیٹھے  
زلیخا منتظر در پردہ خاص  
زلیخا منتظر یوسف کی پردہ خاص میں  
کہ آئین تشہ کہ بر لب یدہ بست  
کہ اس بے بسی نے کہہ نہ پانی دیکھا ہے  
شود زمین تشنگی سیراب یانے  
ہو گی اس جلیس سے آسودہ یا نہیں  
کسی بر آب چشمش اشک شادے  
کبھی کسی آنکھ تر خوشی کے آنسو سے  
کے گشتی کہ من باور ندارم  
کبھی کسی کہ میں یقین نہیں رکھتی ہوں  
کسی گشتی کہ لطف دوست عات  
کبھی کسی کہ مہربانی دوست کی سرعام ہے  
درین اندیشہ خاطر در کشاکش  
ایسی خیال میں مل اس کا تردد میں



کہ ناگہ دید کر در پردہ برخاست  
 کہ اکھبارگی دیکھا کہ پردہ دروازے سے اٹھتا  
 زلیخا را نظر چون بروی افتاد  
 زلیخا کے نظر میں بروی پڑی  
 بیرون پر درخوش شراق آن نور  
 آپ باہر نکلتی اپنی ہوش کر رہی تھی کہ کچھ نہ  
 چو یوسف آن محبت شیش دید  
 یوسف نے جب کچھ وہ محبت میں نمودار ہونا دیکھا  
 ز رحمت جای بر تخت زرش کرد  
 رحم سے انکو نہرے تخت پر چڑھادی یعنی تادیبا  
 بوسے خود ہوش آور و بازش  
 اپنی خوشبو سے پھر انکو ہوش میں لائے  
 یان روی کر وی بست دیدہ  
 اس منہ پر کہ اس سے آنکو بند کر لیتا تھا  
 چو نیم انداخت روی وید زریا  
 نظر خود والی ایک خوبصورت چہرہ دیکھا  
 چو روی حور عین مطہر و مقبول  
 مثل جیسے حوران بہشت کے خوب ہو اور پسندیدہ  
 نظر چون یافت بر دیدن آتش  
 نظر نے جب پایا دیکھنے پر اس کے قرار  
 بلب بوسید شیرین شکرش را  
 لب سے چوسا اس کے شیرین ہونٹھوں کو  
 چو بود از بہر آن فرخندہ مہمان  
 چوتھے اس مبارک مہمان کے واسطے  
 ازان رو کرد اول بوسہ اسان  
 اس سبب سے پہلے کیا سامان بوسہ کا

یوسف زلیخا  
 کی دیکھی ہوئی  
 پردہ دروازے  
 کا اٹھنا ہونا  
 پردہ دروازے  
 حضرت یوسف  
 کے ہونے اور  
 یوسف ۱۲  
 افران لاشیں  
 ہونا اور ظلم  
 کے معنی تاریکی  
 یوسف زلیخا  
 کی دیکھی ہوئی  
 پردہ دروازے  
 کا اٹھنا ہونا  
 پردہ دروازے  
 حضرت یوسف  
 کے ہونے اور  
 یوسف ۱۲  
 افران لاشیں  
 ہونا اور ظلم  
 کے معنی تاریکی

مہربانی پردہ منزل را بہار است  
 بے پردہ جان یعنی یوسف نے مگر کو آگہی کی  
 تماشای خوش بی در پی افتاد  
 سوار اُس کے چہرے کے دیکھنے میں متوجہ ہوئی  
 ز نور خورشید غلام سایہ شد دور  
 آفتاب کے نور سے تاریک سا بے کھمائی رہا  
 ز دیدار خودش بخوشش دید  
 اپنے دیدار سے اسکا بہش ہونا دیکھا  
 کنار خوش بالین کشش کرد  
 اپنی گود کو اس کا سر کا تکیہ بنایا  
 بہ بیداری کشید از خواب زرش  
 جگایا خواب ناز سے اسکو یعنی زلیخا کو  
 وز منے بود عمری دل رسیدہ  
 اور اس سے ایک عہد دل برداشتہ کیے رہا  
 لسان نقش چین بر رویا  
 مثل نقش چین کے دہا کے اور  
 زرش ز آرایش مشاط مغول  
 منہ اس کا مشاط کی آرایش سے بے پروا  
 عنان کش شد سو بوسہ کنارش  
 باگچہ خود والے ہونٹوں کے بوسہ اور کنار کے  
 بدند ان کند عناب ترش را  
 دانتوں کے کاٹا اس کے تازہ عناب یعنی ہونٹھوں کو  
 وولب خان صل و نمکدان  
 دونوں لب خان ملاقات اسکی برنگدان  
 کہ بر خان از نمک بہ باشد آغاز  
 کہ خان بر نمک سے بہتر ہوتا ہے شروع کرنا

نہایت چون شور شوقش بیشتر کرد  
 نہک نے جو شور اس کے شوق کا زیادہ کیا  
 بزمیر آن کرنا بروہ رے بچے  
 بچے اس کر کے بے رنج اوستھائے ہوئے  
 میان بستہ طلبا چاہک و جست  
 کر با بندھ کر خواہش میں چلا لاک اور جلد  
 نہاوش پیش آن سر و گل اندام  
 رکھا اُسے آگے اس سر و بھول سے بدن کے  
 نہ خازن بروہ سوی حقہ دستی  
 نہ حزن انجی لے گیا طوت ڈبہ کے ہاتھ  
 کلید حقہ از یاقوت تراخت  
 کہنجی ڈبہ کی یاقوت سے رہائی  
 کیشتش کام زو در عرصہ تنگ  
 اس کے گھوڑے خندم رکھا تنگ میدان میں  
 چو نفس سرکش اول تو سنے کرو  
 شکل نفس سرکش کے پہلے تیزی کی  
 دو برکت گل جدا از یکدگر شد  
 وہ بھول کی پیمان آپس سے علیحدہ ہو گئیں  
 شبانکہ تشنہ لب خاست از خواب  
 رات کے وقت پیاسا سو رہا سے اٹھا  
 شد اول غرق آخر یا خوشی جفت  
 پہلے غرق ہو کر آخر کو خوشی سے جفت ہوا  
 دو غنچہ از دو گلبن برو میدہ  
 دو گلبن دو درختوں سے گلبن  
 نہ گفت نہ گفت و دو کاشت گفت  
 ایک بغیر کھلی اور دوسری کھلی ہوئی

دو ساعد در میان آن کر کرد  
 دونوں پہونچے اسکی کر بین کر بندہ ہو گئے  
 نشانی یافت از نایاب ہے  
 ایک نشان نایاب خزانے کا پایا  
 از ان بچ کر درج کمر جست  
 اس بچے کے خزانے سے ڈبہ موتی کا دھندھا  
 مقفل حقہ از نقرہ خام  
 قفل دیا ہوا ایک ڈبہ خالص جادو سے  
 نہ خاین داد قفلش رشتی  
 نہ جوڑنے اس کے قفل کو شکست کی بیٹے توڑا  
 کشادہ قفل دروی کو ہر انداز  
 قفل کھول کر اس میں موتی ڈالے  
 از بس مد شدن شد عاقبت لنگ  
 بہت آمد رفت سے آخر کو لنگڑا ہو گیا  
 در آخر ترک مالی و منے کرو  
 آخر میں چھوڑنا مال اور منی کا کیا  
 دو شلخ ارغوانی تازہ تر شد  
 دو شلخ شاخیں زیادہ تازہ ہو گئیں  
 بسیمین بکر کہ سر زو در می آب  
 رو پہلے حوض میں پانی کے لیے تیر جٹا یا  
 برون آمد بجای خوشین خفت  
 باہر نکلا اپنی جگہ پر نہ سو رہا  
 زیادہ صبح دم باہم رسیدہ  
 صبح کی ہوا سے آپس میں پہونچیں  
 نہ گفت نہ گفت و دو کاشت گفت  
 چپ گئی بغیر کھلی کھلی ہوئی میں

یوسف زلیخا  
 دونوں پہونچے اسکی کر بین کر بندہ ہو گئے  
 نشانی یافت از نایاب ہے  
 ایک نشان نایاب خزانے کا پایا  
 از ان بچ کر درج کمر جست  
 اس بچے کے خزانے سے ڈبہ موتی کا دھندھا  
 مقفل حقہ از نقرہ خام  
 قفل دیا ہوا ایک ڈبہ خالص جادو سے  
 نہ خاین داد قفلش رشتی  
 نہ جوڑنے اس کے قفل کو شکست کی بیٹے توڑا  
 کشادہ قفل دروی کو ہر انداز  
 قفل کھول کر اس میں موتی ڈالے  
 از بس مد شدن شد عاقبت لنگ  
 بہت آمد رفت سے آخر کو لنگڑا ہو گیا  
 در آخر ترک مالی و منے کرو  
 آخر میں چھوڑنا مال اور منی کا کیا  
 دو شلخ ارغوانی تازہ تر شد  
 دو شلخ شاخیں زیادہ تازہ ہو گئیں  
 بسیمین بکر کہ سر زو در می آب  
 رو پہلے حوض میں پانی کے لیے تیر جٹا یا  
 برون آمد بجای خوشین خفت  
 باہر نکلا اپنی جگہ پر نہ سو رہا  
 زیادہ صبح دم باہم رسیدہ  
 صبح کی ہوا سے آپس میں پہونچیں  
 نہ گفت نہ گفت و دو کاشت گفت  
 چپ گئی بغیر کھلی کھلی ہوئی میں



چو یوسف کو ہر ناسفۂ را دید  
جب یوسف نے جوئے ہوئے موتی کو دیکھا  
بدو گفت این در ناسفۂ چون ماند  
اسے پوچھا یہ موتی میرے سرخ ہونے کیونکر رہا  
بگفتا جز عزیزم کس ندیدمت  
کما سوا عزیز کے جو کسی نے نہیں دیکھا ہے  
براہ جاہ گر چہ تیر تک بود  
میتے کی اپنی تن و توش میں گچہ تیر در زوال تھا  
لطفے در بخوابت دیدہ بودم  
تو کہیں میں جگو خواب میں دیکھا تھا میں نے  
بساط مرحمت گسترده بودے  
خمر بانی کی بساط بھائی تھی تو نے  
ز ہر کس اتم این نقد را پاس  
ہر شخص سے اس نقد کو محفوظ رکھا میں نے  
بجہ اللہ کہ این نقد امانت  
شکر خدا کا کہ یہ نقد امانت کا  
دو صد بار ارچہ تیغ بیم خوردم  
دو سو بار اگرچہ تلوار ہشت کی کھائی میں نے  
چو یوسف این سخن را زان پر کھر  
جب یوسف نے اس بات کو اس پر بچہ سے  
بدو گفت ای سخن از حوزین بلش  
اس سے کہا کہ تجھ میں حوزہ بستی سے زیادہ  
بگفت آری ولی معذور میدار  
جواب دیا ہاں لیکن مجھ کو معاف رکھ  
بدل شوقیکہ یا یا نے بنووش  
دل میں جو شوق تھا اس کی وہاں نہ تھا

ز باغش غنچہ نشکفۂ را چید  
اسکے باغ سے بیزیر قلبی ہوئی کلی کو چنایینی توڑا  
گل از بادِ سحر نشکفۂ چون ماند  
صبح کی ہوا سے پھول بیزیر کھلے کیونکر رہا  
ولی او غنچہ باغم بچیدست  
لیکن اُسے میرے باغ کی کلی کو نہیں توڑا ہے  
بوقت کامرانی سست رگ بود  
صحبت کے وقت نہایت سست تھا  
ز تو نام و نشان پر سیدہ بودم  
تجھ سے نام اور پتہ پوچھا تھا میں نے  
بمن این نقد را پسردہ بودے  
مجھے اس نقد کو سوپ دیا تھا تو نے  
نزد و بر کو ہرم کس نوک الماس  
نہ ہر کسی نے نوک الماس میرے موتی پر  
کہ کوتہ ماند زان وست خیانت  
جس سے جو رسی کا ہاتھ کوتاہ رہا  
بتوبے آفتے تسلیم کردم  
تجھ کو بیزیر کسی صدر کے پسرد کیا میں نے  
شنیدافرو ز آتش مھر بر مھر  
سنا بڑھی آگ سے محبت پر محبت  
نہ این بہ زانچہ می جستی ازین پیش  
یہ بہتر کیا نہیں اس سے کہا ابھی تھی تو اس سے پہلے  
کہ من بودم زور و عاشقی زار  
کہ میں عاشقی کے درد سے نہایت چین تھی  
بجان در ویکہ در مانی بنووش  
جان میں جو درد تھا مجھ کی وہاں نہ تھا

یوسف کو ہر ناسفۂ را دید  
اسے پوچھا یہ موتی میرے سرخ ہونے کیونکر رہا  
بگفتا جز عزیزم کس ندیدمت  
کما سوا عزیز کے جو کسی نے نہیں دیکھا ہے  
براہ جاہ گر چہ تیر تک بود  
میتے کی اپنی تن و توش میں گچہ تیر در زوال تھا  
لطفے در بخوابت دیدہ بودم  
تو کہیں میں جگو خواب میں دیکھا تھا میں نے  
بساط مرحمت گسترده بودے  
خمر بانی کی بساط بھائی تھی تو نے  
ز ہر کس اتم این نقد را پاس  
ہر شخص سے اس نقد کو محفوظ رکھا میں نے  
بجہ اللہ کہ این نقد امانت  
شکر خدا کا کہ یہ نقد امانت کا  
دو صد بار ارچہ تیغ بیم خوردم  
دو سو بار اگرچہ تلوار ہشت کی کھائی میں نے  
چو یوسف این سخن را زان پر کھر  
جب یوسف نے اس بات کو اس پر بچہ سے  
بدو گفت ای سخن از حوزین بلش  
اس سے کہا کہ تجھ میں حوزہ بستی سے زیادہ  
بگفت آری ولی معذور میدار  
جواب دیا ہاں لیکن مجھ کو معاف رکھ  
بدل شوقیکہ یا یا نے بنووش  
دل میں جو شوق تھا اس کی وہاں نہ تھا

وامع ۱۱

تراشکے بدین خوبی کہ ہست  
بہتری بہ صدمت جس صورت میں کہ ہے تو  
شکلبانے بود از تو حد من  
صبر تجھ سے نہ تھا حد میری  
ز خبر می کہ کمال عشق خیزد  
جو گناہ کہ اتھلے عشق سے ہو جاتا ہے

کہ زوہر دم فراید شور و مست  
کہ اچھی سے ہر لحظہ بڑھتی ہوستی اور شور  
بکشت امان غفوی بر بدن  
کھینچ دامن صاف کرنے کا میری بڑائی پر  
کنجا معشوق با عاشق ستیز و  
کمان معشوق عاشق سے روتا ہے

در بیان سراپت عشق زلیخا در یوسف و  
بیان سراپت عشق زلیخا کی حضرت یوسف علیہ السلام ہیں اور  
دویدش در پی او و درین سراپت  
دوڑنا اسکا اٹکے پیچھے اور بھاڑنا اٹکے کرتے کو  
راو بنا کردن عبادت خانہ  
اور بنانا عبادت خانے کا

بصدق آنکس کہ زوہر عاشقی گام  
بجائی سے جس شخص نے کہ عاشقی میں قدم مارا  
کہ آمد در طریق عشق صادق  
کون آیا عشق کی راہ میں سچا  
زلیخا را جو صدقے ہو و در عشق  
زلیخا کو جو ایک سچائی بھی عشق میں  
بطقلے در کہ لعبت باز بودے  
رہا لیکن میں جب کہ کھلونا کھلتی تھی  
نی بازی جو کردی چارہ سازی  
تو اسے کھیلنے کے جب تدبیر کرتی

مبعشوقے برآید آخرش نام  
مشرق میں نکلتا ہے آخر کو اٹکے نام  
کہ نام مدبر مشر معشوق عاشق  
کہ غالب نہ آیا معشوق بردہ عاشق  
کہ یکیس عمر خود فرسود و در عشق  
جو نام عمر اپنی گواہی عشق میں  
لعبش لعبتان و ساز بودے  
گرو یوں کے عشق میں موافق یعنی معروف بھی  
نبودی بازیش جز عشق بازی  
کھیل اس کا سوا عشق بازی کے نہ تھا

عشق یعنی ایسی  
عبداء و خواہشات  
جبکہ ملاقات سے  
محبت اور خوشی  
کا پیش نبودہ  
کا پڑنا ہے  
عبد القدر  
والتمس  
مختلہ ذرا طاقت  
کا عشق  
ساقی زار و مست  
چشم بزم  
جسم کا بزم  
صدق کے معنی  
پیمائی اور کائن  
اس معنی میں بیان  
ہو رہا ہے  
اس میں نہ اسرار  
۱۲  
میں جب کہ  
کھیلنے کا  
کھیلنے کا  
۱۲





زلیس کشت طرب آب وادی  
از بسکہ عیش کے کھیت کو سینچتا تھا  
ولی زوہر زلیخا پر وہ بشکافت  
لیکن جس سبب سے زلیخا پر پردہ کھل گیا  
چنان خورشید بروی قہر کم  
ایسا آفتاب نے اسپر ہجوم کیا  
سنے و ربوۃ عشق محازے  
ہج ہے عشق ظاہر ہی کی گمراہ میں  
چو خورشید حقیقت کشت طالع  
جب آفتاب حقیقت کا چلنے والا ہوا  
کشتہای حقیقت روی و نحت  
کشتین حقیقت کی اس میں تلقین  
شب از چنگ یوسف شد گریزان  
ایک رات یوسف کے چکل سے بھاگ گئی  
چو زوہر دست از قفا درو اس او  
بار ارجو ہاتھ پچھ سے اسکے دہن میں  
زلیخا گفت اگر من بر تن تو  
زلیخانے کہا اگر میں نے تیرے بدن پر  
تو ہم پیرا ہنم اکنون دریدے  
اب تو بھی میرا کرتا بھاڑ ڈالا تو نے  
درین کار از تفاوت بی ہر کم  
اس کام میں فرق سے بخون ہو من میں  
چو یوسف روی او در نیکی دید  
جب یوسف نے اسکا منہ بزدگی میں دیکھا  
بنام او ز زکاشانہ ساخت  
اسکے نام پر ایک مکان سونے کا بنایا





کنون من ہم پی شکر عطایت  
 اس میں پی بھی واسطے شکر تجی بخش کے  
 دوران بخشین بے شکر خدائے  
 آئین بیحد واسطے خدا کے شکر کرنے کے  
 تو انکر ساختت بعد از فقیرے  
 ایسے کیا تجھ کو اُس نے بعد فقری کے  
 چشم نور رفتہ نور وادت  
 تیری اندھی آنکھ میں نور دیا اُس نے  
 پس از غمیری کہ زہر عم حیاتت  
 بعد ایک عمر کے کہ زہر عم کا گلہ کیا تجھ کو  
 زلیخا ہم بتوفیق اس کے  
 زلیخا تھی خدا کے توفیق دینے سے  
 ورائی خلوت سرے بود خرمند  
 اسی تنہائی کے مکان میں خوش رہتی تھی

عبادت خاۃ کردم برایت  
 ایک عبادت خانہ تیرے واسطے بنایا میں نے  
 کز وادری بہر مونی عطا کے  
 کہ اُس سے ہر ایک مال میں ایک بخش رکھتی ہے تو  
 جوانی واد بعد از ضعف پیرے  
 جوانی دی بعد کمزوری اور بڑھاپے کے  
 وزان برود و رحمت کثاوت  
 اور اُس سے ہرے بند پر دروازہ دم کا کھولا  
 تبر پاک وصال من ساندت  
 سیری ملاقات کے زہر نہہ کو بہو بچا یا بچو  
 شمشہ بر سریر بادشاہے  
 بیٹھی تخت بادشاہی پر  
 وصل یوسف و فضل خداوند  
 وصل یوسف اور خدا کی مہربانی سے

در خواب دیدن یوسف ماور ویدر خود را و  
 خواب میں دیکھنا یوسف علیہ السلام کا اپنے مان باب کو  
 از خداے تعالیٰ مرکب خود و خواشن  
 اور خداے تعالیٰ سے اپنی موت کی خواہش کرنا

زہمے حسرت کہ ناگہ نیک بختے  
 اس کا خوب افسوس کہ ایک بارگی ایک نیک بخت  
 کشیدہ شاہد دولت و راعوش  
 دولت کے مشوق کو گود میں لے کر  
 مذیدہ خاطرش از غم غبارے  
 دل چسکا بغیر کسی غم کے غبار دیکھتے ہوئے

کشد تا پیشگاہ وصل رختے  
 کھینچے درگاہ ملاقات تک اسباب  
 کند اندوہ ہجران افراموش  
 جدائی کے رنج کو بھول جاوے  
 بشادے بلکہ را نذر روزگارے  
 عیش میں گزارے ایک زمانہ

حضرت یوسف علیہ السلام کی خدمت میں جاکر اپنے غم کو بتا دیا تو فرمایا کہ میں نے تجھے جو کچھ چاہا ہے وہ عطا کر دیا ہے۔  
 (۱) عطا فرمایا اور وہ اپنے غم کو بھول گیا۔  
 (۲) اور وہ اپنے غم کو بھول گیا۔  
 (۳) اور وہ اپنے غم کو بھول گیا۔  
 (۴) اور وہ اپنے غم کو بھول گیا۔  
 (۵) اور وہ اپنے غم کو بھول گیا۔  
 (۶) اور وہ اپنے غم کو بھول گیا۔  
 (۷) اور وہ اپنے غم کو بھول گیا۔  
 (۸) اور وہ اپنے غم کو بھول گیا۔  
 (۹) اور وہ اپنے غم کو بھول گیا۔  
 (۱۰) اور وہ اپنے غم کو بھول گیا۔



سہموم ہجر را کارے بر آید  
 جدائی کی لون مینی گرم ہوا کا کام دے  
 درخت آرزو را بشکند شاخ  
 آرزو کے درخت کی شاخ کو توڑ ڈالے  
 بوس ویش آرام دل یافت  
 اس کے وصل سے ہنسنے کے لیے آرام دل کا پایا  
 زعمہای جهان آزادی زلیست  
 جہان کے غموں سے بھر ننگ جیتی رہتی  
 دوران دولت زحل بگذشت سال  
 اس دولت میں اس کے جالیں برس گزرے  
 بر فرزند بل فرزند فرزند  
 بھل اولاد کے بلکہ ہر کون کے لڑکے  
 کہ بر خوان اہل حال بنودش  
 کہ اس کے خوان امید پر موجود تھی  
 رہ بیدار لش درہن خواب  
 نیند کے رہن نے اس کے جاگنے کی رہنمائی کی  
 برخ چون خور نقاب نے رستہ  
 منہ پر مثل آفتاب نقاب رانی ڈالے ہوئے  
 کشید ایام دوری زود شباب  
 کینچ گیا دوری کا زمانہ جلد دور  
 بمنزل گاہ جان و دل قدم نہ  
 جان اور دل کے مقام پر قدم رکھ  
 بہ پہلوی زلیخا شد ز محراب  
 زلیخا کے پہلو میں گئے محراب سے  
 وزان مقصود خود مادی عیان کرد  
 اور اس خواب سے مقصد نیا اس سے ظاہر کیا

زنا کہ باد آویارے در آید  
 ایکارگی ایک ہوا پدا تار کی جلیے  
 در آید در ریاض وصل گسخت  
 آوے باغ وصل میں بیباکانہ  
 زلیخا چون یوسف کام دل یافت  
 زلیخا نے جب یوسف سے مقصد ولی پایا  
 بدل خرم بخاطر شادی زلیست  
 خوشدلی اور شگفتہ خاطر ہی سے جیتی تھی  
 تادمی یافت ایام وصالش  
 گزرا زمانہ اس کی ملاقات کا  
 پیامی داد آن محل بروند  
 سوا تروے اس بھل سند درخت نے  
 مرادے از جهان دل بنودش  
 کوئی مراد جہان سے اس کے دل میں نہ رہی  
 شبے بہادریوسف سر محراب  
 ایک رات یوسف نے چہر محراب میں رکھا  
 پدر را دید با مادر شستہ  
 باپ کو دیکھا مان کے پاس بیٹھے ہوئے  
 نذر وند کای فرزند در باب  
 آواز دی کہ اسے لڑکے معلوم کر  
 مراخواہی بر آب و گل قدم نہ  
 جھگو چاہتا ہے تو دنیا پر لالت مار  
 چو یوسف یافت بیداری از ان خواب  
 جو حضرت یوسف اس نیند سے جاگے  
 حدیث خواب را با او بیان کرد  
 بائین خواب کی اس سے بیان کیں

یوسف کا یہ خواب  
 جو حضرت یوسف نے  
 اپنے والدین کو  
 بیان کیا  
 اس سے ظاہر ہوا  
 کہ یوسف کا مقصد  
 دنیا سے تعلق نہ رکھنا  
 بلکہ اللہ کی رضا  
 میں رہنا تھا  
 اور اس خواب سے  
 یوسف کو یہ سبق  
 ملا کہ دنیا سے  
 تعلق نہ رکھنا  
 بلکہ اللہ کی رضا  
 میں رہنا

زخوابش با خیال دوری افکند  
 خواب اسکو دوری کے خیال میں ڈالا  
 دل یوسف زطور خود بردن شد  
 دل یوسف کا اپنے طریقے سے بدل گیا  
 قدم زین تنگنا می آذر داشت  
 قدم اس جیس کی تنگی بینی دنیا سے اٹھایا  
 متاع اس آیین ویر فنا برد  
 اسباب محبت اس فتنے تجاڑے یعنی دنیا سے اٹھایا  
 کہ اسی حاجت رواے مستندان  
 کہ اے حاجت مندوں کی حاجت روا کر نیوالے  
 بفرقم تاج اقبالے نہادی  
 میرے سر پر تاج ایسا اقبال کا رکھا تو نے  
 ولم زین کشور فانی گرفت دست  
 دل میرا اس ملک فنا چو نیوالے دنیا سے تنگ ہو  
 مرا فارغ زمین را ہے بخود وہ  
 فراغت سے مجھ کو ایکسراہ اپنی طرف دے  
 نگو کاران کہ راہ دین گرفتند  
 جن نیکون نے کہ راہ دین کی پکڑی  
 برون آرا ز شما را این و آنم  
 باہر اس اور اسکے حساب سے مجھ کو  
 زلیخا چون شنید این راز داری  
 زلیخا نے جو یہ راز داری سنی  
 یقین دانست کز وی این عارا  
 یقین جانا اُس نے کہ اسکی اس دعا کا  
 نیامد از کمان او خدے مگے  
 نہ نکلا کمان اس کی سے کوئی تیر

بجائش آتش مجورے افکند  
 اس کی جان میں آگ جدائی کی ڈالی  
 باقلیم بقا شوقش فزون شد  
 ملک بقا کی طرف شوق اسکو زیادہ ہوا  
 رہ نحت سرا می راز برداشت  
 راہ کشادہ دستان بعبید کی اٹھائی یعنی لی  
 بحجاب بقا بہت دست دعا برد  
 بقا کی محراب کے طرف دعا کا ہاتھ لگایا  
 بسرا فسر نہ تارک ملبدان  
 سر بلندوں کے سر پر تاج رکھنے والے  
 کہ ہرگز بیخ مقبل را ندادی  
 جو کبھی کسی مقبول پر نگاہ کو نہ دیا تو نے  
 ز تدبیر جہانبانی گرفت دست  
 بادشاہی کے انتظام سے تنگ ہو  
 مثال شاہے ملک ابد وہ  
 فرمان ملک بادشاہی ہمیشہ کی کا دے  
 بقرب منزل پیشین گرفتند  
 سبب نزدیکی کے مقام انگوں کا لیا  
 بغیر قربت ایشان رسام  
 برابر عزت نزدیکی ان لوگوں کے جو مجھ سے  
 بدل زخمی رسیدش نحت کاری  
 دل میں اس کے زخم نحت لگا  
 اثر گرد و بزودے آشکارا  
 اثر جلد ظاہر ہو جاوے گا  
 کہ در تا شیر آن گرد و درنگے  
 کہ اس کی تاثیر میں کچھ دیر ہو جاوے

یوسف کا خیال دوری کے خیال میں ڈالا  
 دل یوسف کا اپنے طریقے سے بدل گیا  
 قدم اس جیس کی تنگی بینی دنیا سے اٹھایا  
 متاع اس آیین ویر فنا برد  
 اسباب محبت اس فتنے تجاڑے یعنی دنیا سے اٹھایا  
 کہ اسی حاجت رواے مستندان  
 کہ اے حاجت مندوں کی حاجت روا کر نیوالے  
 بفرقم تاج اقبالے نہادی  
 میرے سر پر تاج ایسا اقبال کا رکھا تو نے  
 ولم زین کشور فانی گرفت دست  
 دل میرا اس ملک فنا چو نیوالے دنیا سے تنگ ہو  
 مرا فارغ زمین را ہے بخود وہ  
 فراغت سے مجھ کو ایکسراہ اپنی طرف دے  
 نگو کاران کہ راہ دین گرفتند  
 جن نیکون نے کہ راہ دین کی پکڑی  
 برون آرا ز شما را این و آنم  
 باہر اس اور اسکے حساب سے مجھ کو  
 زلیخا چون شنید این راز داری  
 زلیخا نے جو یہ راز داری سنی  
 یقین دانست کز وی این عارا  
 یقین جانا اُس نے کہ اسکی اس دعا کا  
 نیامد از کمان او خدے مگے  
 نہ نکلا کمان اس کی سے کوئی تیر



قدم در کلب ز دیتره و تنگ  
 قدم ایک تنگ اور تار یک کو تھری میں لگا  
 ہمیکر داز غم دوری بسر خاک  
 کرتی تھی غم دوری سے سر پر خاک  
 ز شادی طاق بانڈوہ شدت  
 خوشی سے علوہ اور سچ سے مصیبت ہو گئی  
 کہ امی درمان در دور و ناگان  
 کہ اسے درد مندوں کے درد کی دوا  
 مراد خاطر ہر نامرادے  
 مراد دل ہر ایک نامراد کے  
 منافع آور در ہائے بستہ  
 کبھی پیدا کر لیا لے بند و ازون کے  
 خلاصی بخش مجوران زانڈوہ  
 نجات دینے والے جو دلوں کو غم سے  
 گرفتار دل افکار خوشم  
 گرفتار اپنے دل زخمی کی ہون میں  
 ندارم طاقت ہجران یوسف  
 یوسف کی جدائی کی طاقت نہیں رکھتی ہون میں  
 نخواہم بے جالش زندگے را  
 میں بے اس کے حال کے بنیائیں چاہتی ہوں  
 نہال عمر بے برکت بے او  
 درخت عمر کا بے پل بے کے ہے بغیر اس کے  
 بقانون وفا نیکو نباشد  
 قانون میں محبت کے اچھا نہو گا  
 اگر ماسن سازے ہمرہ اورا  
 اگر مجھ کو جس کے ہمراہ نہیں کرتا ہے تو

کشاو از یکد گر کیسوی شبرنگ  
 کھولے یعنی بکھولے اس سے سہو بال  
 ہمی مالید پر خون چہرہ بر خاک  
 لیتی تھی خیر بھرا جہرہ بر خاک پر  
 ز ویدہ اشک میا رید و میگفت  
 آنکھوں سے آنسو برساتی تھی او کہتی تھی  
 بمرہم خرقہ دوز سینیہ چاکان  
 مرہم سے زخم سینے والے سینہ چاکوں کے  
 کشاو شد رہر یکشاوے  
 کھولتے والے ہر بند کے پر کشد کے  
 جبار بند و لہائے شکستہ  
 تختیان باندھنے والے ٹوٹے ہوئے دلوں کے  
 سبک سازندہ غمہائے چون وہ  
 ہلکا کرنے والے بھاری ایسے غموں کے  
 عجب حیران شدہ و رکاو خوشم  
 اس نے کام میں حیران ہو گئی ہون میں  
 ز تن کش جان من با جان یوسف  
 بدن سے نکال جان میری بعض جان کو یوسف کے  
 بہ ملک زندگے پائیدگے را  
 زندگی کے ملک میں ٹھہرنا نہیں چاہتی ہوں  
 حیات جاودان مرکت بی او  
 زندگی ہمیشہ کی مورت ہے بغیر اس کے  
 کہ من با ششم بکتی او نباشد  
 کہ میں رہوں جہان میں اور مردہ نہ رہے  
 مرا بیرون بر اول انکہ اورا  
 مجھ کو باہر بھجائیے ادا دل پہلے بھر سکے

فعل زلیخا کا  
 اور کوئی نہ لکھا  
 یہ وہ تنگ کی تار  
 اور قسم  
 یا اس میں ہوس  
 کے اکثر خون میں  
 یہ بھی دیکھا گیا ہے  
 یہی نالید زلیخا  
 دل چاک اس  
 طاق کے کسی تار  
 یوسف کے کسی تار  
 یوسف مادی و عادی و زلیخا  
 زلیخا کا ایک نام  
 سب بھوکا  
 چوتھا جو بیکار  
 ہو گیا ہوا  
 ہے نہ فوج  
 فلاح کی خوشی  
 اس کے سبب اور بیکار  
 وہ چوتھا جس کو  
 چوتھا چوتھا  
 یوسف کا ایک نام

نے خود اہم کمزور یک سو شینم  
 نہیں چاہتی ہوں میں کہ جس سے ایک طرف بیٹھوں میں  
 بسر بر و این چنین در گریہ و سوز  
 آخر لے گئی اسی طرح رونے اور سوز میں  
 ملی ہر کس ز غم دار و دل تنگ  
 عجیب ہے جو شخص غم سے دل دس لکھتا ہے

جہان را بی جہاں او بہ بینم  
 جہان کو بے حال اٹکے کے دیکھوں میں  
 نہ شب را گفت شب بی روز را روز  
 نہ رات کو رات کہا یعنی سمجھتی نہ دن کو دن  
 شب روزش نماید ہر دو یک رنگ  
 رات اور دن انکو دونوں کسان معلوم ہوتا ہے

وفات یافتن حضرت یوسف و ہلاک شدن  
 رحبانا حضرت یوسف علیہ السلام کا اور ہلاک ہونا  
 زلحنا از الم مفارقت آن حضرت  
 زلیخا کا بیچ جدائی یوسف علیہ السلام سے

بدگیر روز یوسف با مادران  
 دوسرے دن حضرت یوسف صبح کو  
 ببر کردہ لباس شہر یارے  
 لباس بادشاہی بدن میں پہن کر  
 چو بادریک رکاب آور و جبریل  
 جب پاؤں ایک رکاب میں لائے جبریل  
 امان بنود ز جبریل عمر فرسائے  
 پیام ہنو گل آسان عمر گمائے والے سے  
 عنان بسل ز مال و امانے  
 باگ توڑا میدوں اور آرزوں سے  
 چو یوسف این بشارت کرد و رکوش  
 حضرت یوسف نے جو خوشخبری سنی  
 ز شادی دامن ہمت بقیانم  
 خوشی سے دامن ہمت کا جھاڑا

کہ شد و لما ز فیض صبح خندان  
 کہ دل صبح کے فیض سے پہنے والے یعنی خوش ہوئے  
 برون رفتہ باہنگ سوارے  
 باہر گئے سواری کے آزاد ہوئے میں  
 بدو گفتا کہ من زین پیش جبریل  
 اس سے کہا اس سے زیادہ جلدی کہ  
 کہ ساید در رکاب بیکرت یارے  
 کہ گھمے تیری رکاب میں دو سر شخص پاؤں  
 بکیش یا از رکابے نہ گمانے  
 پاؤں کھینچ رکاب زندگانی سے  
 ز شادی شد بروستی فراموش  
 خوشی سے اُبھرستی فراموش ہو گئی  
 یکے از و ارشان ملک ساخوانم  
 ایک ملک کے داروں سے بلایا

یعنی خدا فرماتا ہے  
 کہ جس طرح  
 جہان کو بے حال  
 اٹکے کے دیکھوں میں  
 نہ شب را گفت شب  
 بی روز را روز  
 نہ رات کو رات  
 کہا یعنی سمجھتی  
 نہ دن کو دن  
 شب روزش  
 نماید ہر دو  
 یک رنگ  
 رات اور دن  
 انکو دونوں  
 کسان معلوم  
 ہوتا ہے









شد از ناخن رخ گلگون خطا فکن

سند پر ناخن سے ہوتی سرخ خطا ڈالنے والی  
بسیلینہ الزغابین سنگ میزد  
کسے پر انیس سے پھر دے راتی تھی  
ز سیم آنجا عقیق تر ہی رست  
چاندی سے عقیق تر آگئے تھے  
لبوے فرق نازک برود پنجه  
طوت نازک سر کے لے گئی خجہ  
زریحان سر دستان اسبک کرد  
برجھان سر داغ کو ہلکا کیا یعنی پائون ہو جے  
ز دل نوح ز جان فریاد بر دشت  
دل سے نوح اور جان سے فریاد اٹھائی  
کہ یوسف کو تخت آرائی او  
کہ یوسف کہاں اور کہاں ہے سلطنت ہسکی  
چو عزمش کرد زین برابر کی تنگ  
جو اسکے ارادے نے زمین کسا گھوڑے پر  
زین داندیرین رفتن شتابش  
از سبک تھی اس جانے میں جلدی اسکو  
ازین کاغ غم افزا چون دن رفت  
اس غم ہلانے والا محل یعنی دنیا سے جو باہر گیا  
سرسن بہا وہ بر بالین ندیم  
سر اسکا تکیہ پر رکھانے دیکھا میں نے  
جو آمد بر تن آن رجم در شش  
جب اسکے بدن پر دہ رجم سخت آیا  
چو سوی تخت برود از تخت رخت  
جب طرف تخت کے ٹکڑا سے سہا بے گیا

آن بلکہ رنگ کو  
کے تین اور ناخن  
ایک ایک باری  
ہوتی ہو کہ ایک  
کی بجلی ہو کہ ایک  
بیسوی کے کھسے  
پیرا اور اسکا  
کہ چھائی ہے  
اور آؤ کو آؤ  
کی بنائی جاتی  
میں آؤ  
یوسف زلیخا  
زلیخا اور  
کب دوسرے  
کو نقصان پہنچانے  
کے ہیں سے  
نقدی ہون  
می کے سینے  
کردی باہر  
۱۲  
زخمی رست  
یوسف کے  
موت سے پر

چو عرق ناخن در چشم روشن

شل رگ ناخن کے روشن آنکھ میں  
طیبا پنجه بر رخ گل رنگ میزد  
طیبا پنجه سرخ سند پر راتی تھی  
وزین بر لالہ نیلو فرامی رست  
اور اس سے لالے پر نیلو فرامی رست  
ز زور خجہ آنرا ساخت رنجہ  
پنجه کے زور سے اسکو رنجیدہ کیا  
بچیدین سبلستان آتنگ کرد  
جے سے سبلستان یعنی سر کو ہلکا کر دیا  
فغان از سینیہ نافتا و بر دشت  
شور غم بھرے ہوئے سینے سے اٹھایا  
بہ محتاجان کر مفر مانے او  
محتاجان پر بخشش رکھی  
ہلک جاودانی دشت آہنگ  
نہیں گئی کے ملک کا کیل ارادہ  
نکردم پائے بوسی از رکابش  
نہ کی میں نے با بوسی اس کی رکاب کی  
بنو دم در حضور او کہ چون رفت  
نہ تھی میں رو برو اسکے کہ کیونکر گئے  
خوش از صفہ نرسن نچیم  
بیسے اسکے صفہ نرسن نہ خیالی نہ پوچھا میں نے  
نکردم سینیہ لشتیان شش  
نہ کیا میں نے سینیہ لشتیان کا پشیمان نہ  
ہمایون بخت شد آن چخت چون  
مبارک نصیب ہوا وہ تختہ مثل تخت کے







بد و دمن کسے نکشاد و دیدہ  
 میرے دھوئیں پر کسی نے نہ کھولی آنکھ  
 ستمے نالید و ہر دم سینہ چاک  
 رہتی تھی اور ہر دم سینہ چاک کہ  
 چو ورو حسرتش از حد برون شد  
 جب درد اُسکے انیس کا حد سے زیادہ ہوا  
 بچیمان خود انکشتان در آورد  
 ایش انگلیان آنکھوں میں ڈالیں  
 نجاک وے فلک در کاسہ سر  
 اُس خاک پر ڈالیں کاسہ سر ہے  
 چو باشد از گل رویت جد ایشم  
 جب تیرے رخسارے کے بھول سے آنکھ جدا ہو  
 بو درسم مصیبت بین و بہوت  
 ہوتی جو رسم مصیبت یعنی فالوں اور حیران کی  
 چو آن مسکین ز تابوتش جدا ماند  
 جب وہ غریب اُس تابوت سے جدا رہی  
 نجاکش روئے خون آلودہ بہاد  
 اُس کی خاک پر خون بھر انھو رکھ دیا  
 خوش آن عاشق کہ چون جانش بر آید  
 وہ عاشق اچھا ہو کہ جب جان اُسکی بچلے  
 حریفان حال اورا چون بدیند  
 حریفوں نے جب اُسکے حال کو دیکھا  
 ہر آن نوحہ کہ بہر یوسف او کرد  
 جو نوحہ کہ واسطے یوسف کے اُسے کیا  
 سیمہ کردند نوحہ نوحہ کر را  
 کرتی تھیں نوحہ نوحہ کرتی زلیخا کے لیے

کہ سہلے از ویدگان آتش چکیدہ  
 بلکہ دیکھنے والوں کی آنکھ سے پانی نہ چکا  
 بصد حسرت ہی مالید بر خاک  
 سبکا وں انیس سے رخاک بر پٹی تھی  
 برسم خاک بوسی سر نلون شد  
 بطور سر خاک جوئے کے سر اُٹا کر بیا  
 و و نرکس را از نرگسدان بر آورد  
 د و نون آنکھیں جین جانے سے نکال لیں  
 کہ نرکس کا شتن در خاک خوشتر  
 کہ نرکس کا خاک میں ہونا بہتر تھا  
 چہ کا را ید و رین بتان سر ایشم  
 ایش باغ یعنی دنیا میں کس کام آوین آنکھیں  
 سیہ با دام افشاندن تباوت  
 سیہ با دام ڈالنا تباوت پر  
 دو با دام سیہ بر خاکش افشاند  
 دوسرے با دام سیاہ اُس کی خاک پر ڈالے  
 مسکینے زمین بوسید و جان داد  
 بچارگی سے زمین چوبی و جان دیوی  
 ہوئے وصل جانانش بر آید  
 امید ملاقات مشرق میں جاہن لگی بچلے  
 غنان و نالہ از دل برتیدند  
 نالہ اور رنہ یاد دل سے کھینچا  
 ہمین کروند بروی باد و صد و رو  
 کرتی تھی اُس پر یہ دوسو درد سے  
 لبسان نوحہ کر آن سیمہ را  
 مانند رونے والوں کے اُس سیمہ یعنی زلیخا کو



بر آوردند بہر شستش دست  
 با ہر نکال دھلانے کے لیے اٹکا ہاتھ  
 چو برگ گل ز باران بہاران  
 پھول کی پتی کی طبع سر بدلی بہار سے  
 برو کردند ز نگاری کفن حسیت  
 اُسے کیا یعنی بجا ز نگاری کفن ٹھیک  
 بخت سے پوشش رخا کر دند  
 حضرت یوسف کے پہلو میں اٹکو دفن کیا  
 کہ یا بد صحبت جانان پس ز مرگ  
 کہ یا دے صحبت منقہ کی بد مرنے کے

چو ساز نوہ را آہنگ شد پست  
 جو ساز نوہ کی آواز پست ہوئی یعنی زلیخا گئی  
 شستش ز دیدہ اشکباران  
 نہلا یا اٹکو اٹکو دیدے سے آنسو گرانی یعنی رو ہوئے  
 لسان غنچہ کو شاخ سمن رست  
 ہند کی کے قبیلہ کی شاخ سے پیدا ہوئی  
 ز گرد و فرش رخ پاک کر دند  
 جدائی کی گرو سے منہ رخ صاف کیا  
 ندیدہ ہر گز ازین دولت پس ز مرگ  
 نہ دیکھی کبھی کسی نے یہ دولت موت سے

## حکایت

کہانی

کہ وارد از کن پیران رویت  
 کہ چرخ بدمون سے روایت رکھا ہو  
 کہ جسم پاک یوسف یافت تحویل  
 کہ یوسف کے جسم پاک کو سوخت  
 بجائی نعمت الواع بلا خاست  
 بجائے نعمت کے طبع طرز کی بلا میں پیدا ہوئیں  
 کہ در تابوتی از سنکس نہاوند  
 کہ ایک چرخ کے تابوت میں اٹکو رکھا  
 میان قعر نیس جاے کر دند  
 در میان گھر نیس کی اسکی سے اچھی جگہ کی  
 کہ بعد از مرگت از یوسف جدا کرد  
 کہ بد مرنے کے اٹکو یوسف سے جدا کر دیا

ولی و نای این شیرین حکایت  
 لیکن جاننے والا اس شیرین کہانی کا  
 حسین گوید کہ باہر جانب از نزل  
 زینا کہتا ہے کہ جس طرف دریا کے  
 بد گیر جانفش غلط و با خاست  
 اس کے دوسری طرف قعر اور دبا اٹھی  
 برین آخرت را کار و اوند  
 اسے آخر کار سے اٹھا دیا  
 شکاف سنگ قیر اندای کر دند  
 در زین پتھر کی سیاہ پوختن سے لیس دین  
 سین جیلہ کہ چرخ بے وفا کرد  
 دیکھتے ہیں کہ آسان بے وفائے کیا

یوسف زلیخا  
 اس کے جسم پاک کو  
 اور اس کے جسم پاک کو  
 سے نہلا یا اٹکو  
 جنہ کے منہ پہلو  
 یعنی زلیخا  
 کی کو بخت  
 ہوئی ہر گز  
 اس کے جسم پاک کو

یوسف زلیخا  
 اس کے جسم پاک کو  
 اور اس کے جسم پاک کو  
 سے نہلا یا اٹکو  
 جنہ کے منہ پہلو  
 یعنی زلیخا  
 کی کو بخت  
 ہوئی ہر گز  
 اس کے جسم پاک کو

منید اتم کہ با ایشان چه کین داشت  
 نہیں جانتا ہوں کہ ان سے کیا دشمنی رکھتا تھا  
 کے شد غرق بحر آشنا سے  
 ایک دربار سے آشنا فی مین غرق ہو گیا  
 چہ خوش گفت انقدم نمودہ عشق  
 کیا اچھا کہا اس عشق میں قدم گر دے ہوئے تے  
 کہ عشق آجاکہ باشد گرم بازار  
 کہ جس جگہ عشق کا بازار گرم ہوتا ہے  
 کفن بر عاشق از وی چاک باشد  
 کفن عاشق پر اس سے چاک ہوتا ہے  
 خوش آن عاشق کہ در بحر آن جنین مرد  
 ابر حمادہ عاشق کہ جدائی میں اسطرح پر تھا  
 نگوید کس کہ مردی در کفن رفت  
 نہیں کہتا کہ کوئی شخص کہ کوئی مرد کفن میں گیا سنی مرا  
 نخست از غیر جانان دیدہ برگند  
 پہلے سو اس عشق سے آگے نہیں نکال ڈالیں  
 ہزاران فضاں جان و ش باد  
 ہزاروں فیض اسکی جان اور بدن پر ہوں

کہ زیر خاک شان آسودہ نگذشت  
 کہ بچہ خاک کے ان کو آرام سے نہ چھوڑا  
 کے لب تشنہ در بر جدائے  
 ایک پیاسا جدائی کی خشکی میں  
 زہر سود و زریان آسودہ عشق  
 عشق کے ہر فائدہ اور نقصان سے آسودہ ہے  
 نذر و هیچ با آسودگی کار  
 نہیں رکھتا ہے کچھ آسودگی طلب  
 اگر خود خفت زیر خاک باشد  
 اگر آپ بچہ خاک کے سونا ہو دے  
 بخلو گاہ جانان جان جنین کرد  
 مستحق کی ہر خلوت گاہ میں اسطرح قاتی رہی  
 بدن و دلی کا کائنات شہ زین رفت  
 اس مردانگی سے کہ وہ بہار و سحر سے کبھی بے نیاز نہ رہا  
 و زان پس نقد جان رخسار افکند  
 بعد کے نقد جان کا اسٹیل خانہ پر ڈال دیا  
 بجانان و دیدہ جان روش باد  
 اسکی جان کی آٹھ مشنوں سے روش باد

در شکایت فلک کہ اثر و ہا و ار گرد عالم حلقہ کردہ ہمہ اید ائمہ  
 آسمان کی شکایت میں کہ شل بڑے جانب کے گرد جان کے گشتی ہمارے چٹیا اور سب ہر جگہ  
 تصرف خود در آوردہ بری زخم زند و بری بری ہر علمند  
 اختیار اپنے میں لایا ایک شخص کو زخمی مورتا ہوا اور دوسرے پر اس کا زہر ڈالتا ہے

پے آزار ما ز در آزار مایست  
 ہمارے سب کے لیے ایک زور دیکھنا والا ہے

فلک خوش سجان آرد مایست  
 آسمان آپ پر ایک لہراتا ہوا اثر داتا ہے





ہنوز این مرغ نافرغ سرانجام  
 ایتک اس بد انجام کس چہ بڑا نے  
 طالع بکسلند از یکد گریبند  
 طبیقین توڑتی ہین ایک دوسرے سے بند  
 بماند مرغ دور از آشیانہ  
 رہتی ہے چو طای دور گوئی سے  
 بسین دور سپہر و مھر کر مش  
 دیکھ کر دشت آسمان کی اور آسکی گرم محبت  
 بہر شمل کسی چون صبح کم بست  
 مکی محبت من جہ دل غل صبح کے تھوڑا لاندھا  
 ز سوزش لیس دی بی غم نیفاد  
 اسکی خوشی سے کوئی غصہ ہم بھرے غم نہ ہوا  
 بہستان پای نہ فصل بہار ان  
 باغ میں قدم رکھو فصل بہار میں  
 چہ اگر دست غنچہ سیر ہن چاک  
 کیون کلی نہ کرے چاک کیا ہے  
 چرا در آغہ گل پارہ یار بست  
 کیون لباس بھول کاٹکے ٹکڑے ہے  
 کہ افکندہ زیبا سرور وان را  
 کس نے گرا دیا ہے سر در وان کو  
 چہ اسل پریشاں است و در ہم  
 کیون سبل پریشان اور در ہم ہے  
 بنفشہ در کبودی شوگوار است  
 بنفشہ نیلے ہند میں غمگین ہے  
 صنوبر بادل کشتہ لب صد شاخ  
 صنوبر سانچہ دل سوٹکڑے ہوئے کے

پچیدہ دانہ کائے ازین دام  
 نہ چٹا کوئی دانہ مقصد کا اس جال سے  
 کند ہریک اصل خوشی پویند  
 لاتا ہے ہریک کو اپنی اصل سے  
 دل پر خون ز فقدا بے دانہ  
 دل خون بھرا ہوا دانہ بانی کے ہونے سے  
 کہ بیج از کین گذاری نیست شمش  
 کہ کسی قسے دشمنی کی سب کو شرم نہیں ہے  
 کہ در خون چون شفق ہر شام بست  
 نہیں مثل شفق کے خون میں ہر شام کو ابٹھا  
 کزان در عمر با ماتم نیفتاد  
 کہ اس سے عمر کی عمر ماتم میں نہ بڑا  
 تماشا کن ہلر و جو سباران  
 دیکھ لیور گرد ہنرون کے  
 بخواری سبزہ چون افتاد بر خاک  
 خواری سے سبزہ کیون بٹا ہے خاک پر  
 و بان پر شعلہ و دل پر شرارت  
 منہ شعلہ بھرا ہوا اور دل خراہ بھرا ہوا  
 کہ کردہ عرق در خون ارغوانرا  
 اس نے ڈبو کر یا خون میں لالے کو  
 چہ ابر چشم ز کس ز اشک شبنم  
 کیون ز کس کی آنکھ آنسو سے بھری ہو  
 بخون آغشته لالہ و اغدار است  
 خون میں آلودہ لالہ و اغدار ہے  
 تینی از تیغ خور سوراخ سوراخ  
 ہن شناع آفتاب سے جھلنی

لعل خانہ  
 کہ سنی لعل خانہ اور  
 دانہ کام مراد مقصد  
 کی باتوں سے  
 فقدا کے  
 شمع کے چاندرا  
 منے سے دل لانا  
 اس سے ہوا بضم  
 کہ سنی شادی اور  
 نفی اور طوق  
 کی ضلالت  
 شمس  
 چہ نام کہ چوین  
 اول لعل بضم اول  
 اور تشدید ثانی  
 کہ لعل لاس  
 ۱۲  
 دونوں لعل  
 کا کہ لعل  
 ۱۲  
 لعل سوگوار  
 بالضم کہ سنی نام  
 زہد ۱۲  
 لعل سوگوار  
 ۱۲  
 کہ لعل کو کون



زگل پروانغ لشت روی گلبن

چول پروانغ سے منہ اور پیچہ چول کی شانکے بجا ہوا

درختان از صبا و در فصل اندوہ

درخت ہوا سے میچ کے باج میں

بود کو کو ز زمان مہرے زہر سو

یہ نری کو کو کرتی ہوئی ہر طرب سے

ہزاران باہر اران نغمہ ورد

شہابین ہزاروں درد بھری ہوئی آواز سے گلبن

مطوق فاخستہ گردن بہ چنبر

ڈالے ہوئے طوق فاخستہ گردن کے حلقہ میں

جہان را دیدی فصل بہارش

جہان اور اسکی فصل بہار کو دیکھا تو تے

سین دم سردی باو خزان را

دیکھ کر سردی بہار کی بے چارگی ہوا کی

دم آن سرد و در و فراست

ٹھنڈی سانس اسکی جدائی کے درد سے ہو

رخ آن زرد و زائد و دوریت

منہ اسکی کا زرد دوری کے غم سے ہے

برفتہ آب و رنگ از شاہد باغ

باغ کے شہق ہے رنگ اور رونق جاتی رہی

نمودہ غور ہر شاخے باغ

ننگا ہر ایک شاخ کو ہر باغ میں کیا

تر سر چادر قنادہ نستران را

نستران کے سر سے چادر اور کٹی

انار ان تاج تارک ناربن را

نار تاج سرد نارون کے

سمن در کندن رخ تیز ناخن

جھیلی کے منہ نو چنے میں ناخن تیز

غم جا کجاہ مرغان کوہ در کہہ

غم جان گھٹا نیوالا جیلون کو سب سے بہت

کہ یعنی در جہان آسود کے کو

کہ یعنی جان میں آرام کہاں ہے

کہ خوش آن کہ غم این باغ کم خود

کہ اچھا ہو وہ شخص جسے غم اس باغ کا کم کھایا

کہ زین چنبر کسے نار و بیرون سر

کہ اس حلقے سے کوئی سر پہ نہ لادے

بیا و از خزان کیر اعتبارش

آؤ اور خزان سے رے بے عزت اس سے

سین رخ زردی برگ زان را

دیکھ کر زردی منہ انکوری بنیمین کی

کہ یار از یار و جفت از جفت مست

کہ یار یار سے اور جوڑا جوڑے ہے جدا ہو

کہ دوری بعد نزدیکی ضرورت

کہ دوری بعد نزدیکی کے ضروری ہے

سیہ پوش آمدہ درامش زاع

سیاہ پوش ہوا میں کے ماتم میں کوا

دم طاوس را پائے کلائے

مور کی دم پر پائون ایک کونے کا

زخمیہ رفت پوشش ناروان را

خونے سے گیا لباس نارون کا

کہ نمی بخشد نوے باغ گلبن را

کہ بخشا ہے تازگی چرانے باغ کو

کہ کوکبہ ہر ہر  
کاف ہر ہر  
آواز ناخشا اور  
نری کی اور کو  
کے یعنی کمان  
کے یعنی بلبل  
دوسرے ہزار  
کے تکرار  
نار کے اور این  
باغ اور دیکھا ہے  
جہان را دیدی  
سین دم سردی  
دم آن سرد و در  
رخ آن زرد و زائد  
برفتہ آب و رنگ  
نمودہ غور ہر شاخے  
ننگا ہر ایک شاخ  
تر سر چادر قنادہ  
نستران کے سر سے  
انار ان تاج تارک  
نار تاج سرد نارون







نہ سمن سین کہ سمیت اہلی بود  
چاندی کد اخون سے کہ ترے منہ کے زبور تھے  
در ان عقدرت چنان کسری قتادہ  
اس لڑائی میں ایک ایسی شکست بڑی  
زنادانی کہ لفظ و نحوشتے  
نادانی سے وقت بان کرنے اور چپ رہنے کے  
بدین آئین زبس سختی و سستی  
اسی طریقے سے نہایت سختی اور سستی سے  
تو مٹی ہر تکتے راز جانے  
تو دیکھے جس شکست کو کسی جگہ سے  
بہر چہ از تن شود کم یاز جانت  
جو کچھ بدن یا جان تیری سے کم ہو جانا ہے  
ز طبعیت ہرگز ایمنی نرا دوست  
تیری طبیعت کبھی یہ بات پیدا نہیں ہوتی ہے  
جہا ترا کردہ بر خویشین تنک  
جہاں کو اپنے اور تنگ کیا ہے تو نے  
نہ واقف کہ دیگر عالمی مہبت  
تو واقف نہیں ہو کہ ایک اور عالم بھی ہے  
از ان ترسم کہ چون مرگدیت پیش  
اس سے ڈرتا ہوں کہ جب تیرے آگے آؤں  
دل و جان پر از صد گونہ وسواس  
دل اور جان سوطر کے خون سے بھری پڑی  
شود چرخ ز جام مرگدیت  
ہو آسان تیری موت کے پیالے کا ساتی  
شنیدہ ہے کہ جالینوس کہہ دل سے  
سنا عزمی کہ جالینوس نے کہ دل سے

چو لب عقد شہارث الام وہ ہے بود  
ماند لڑائی ہونٹ کے شہر اسکا نہیں تھا  
کہ کس انیت زان کسری گویا وہ  
کہ کسی کو اس سے زیادہ شکست نہیں ہے  
کئی آنرا ز لبہا پر وہ پوشتے  
ہوں سے پر غمی پر وہ پرشی کرتا ہے تو  
قتادہ صد شکست و درستی  
بڑی سر شکست تری درستی میں  
بہر چاہش گیری با چرا سنے  
ہر جگہ بھی ہے تو ایک ماہر ایمنی نرا دوست  
باسباب جہاں افتد کمانت  
جہاں کے استباہ ہم کا رہتا ہے گمان ہوگا  
کہ آنرا می پر و اس کہ شاد دوست  
کہ اسکو جانتا ہے وہ جگہ میں لے دیا ہے  
نڈاری و رہبان ویکہ آن شکست  
میں رکھا اور راز داری ہر جگہ میں ہوگا  
کہ آنرا جانتا ہے تو ایک ماہر ایمنی نرا دوست  
کہ اسی جگہ سے پیدا ہو جو کچھ کہہ دیتا ہے  
شیاری کشدن از عالم دل خوش  
نہ خود کے لیے ایمنی نرا دوست کہ تو جہاں اسے دل اپنا  
روی بیرون ز عالم ناس الراس  
ماہر ایمنی نرا دوست تو جہاں اوندا ہے  
ہنو ز مستی میں این دیانہ ہاتھ  
ابھی پنجکوس دہانے کی خواہش با رہتی ہے  
نزد نو رہش سرور عالم گل  
نہ ظاہر ہو اس کو کوئی مجھ جہاں امین

یہ عقیدہ ہے کہ  
اس سے انیت  
ماہر ایمنی نرا دوست  
ہر جگہ بھی ہے تو ایک  
ماہر ایمنی نرا دوست  
کہ اسی جگہ سے پیدا  
ہو جو کچھ کہہ دیتا ہے  
شیاری کشدن از عالم  
دل خوش نہ خود کے لیے  
ایمنی نرا دوست کہ تو  
جہاں اسے دل اپنا  
روی بیرون ز عالم  
ناس الراس ماہر ایمنی  
نرا دوست تو جہاں  
اوندا ہے ہنو ز مستی  
میں این دیانہ ہاتھ  
ابھی پنجکوس دہانے  
کی خواہش با رہتی ہے  
نزد نو رہش سرور  
عالم گل نہ ظاہر ہو  
اس کو کوئی مجھ جہاں  
امین



فنا بالغ مزاج  
 موت اور روضہ  
 کے اندام ہائے  
 ہے اور در ساس  
 جوانان بیک  
 نہایت گندہ اور  
 بہ صورت ہوتے  
 بین اور بے  
 کے بختی و  
 اور از بے  
 کی زلف و  
 کی

فنا بالغ مزاج  
 موت اور روضہ  
 کے اندام ہائے  
 ہے اور در ساس  
 جوانان بیک  
 نہایت گندہ اور  
 بہ صورت ہوتے  
 بین اور بے  
 کے بختی و  
 اور از بے  
 کی زلف و  
 کی

چنین گفت چون جانش رسیدہ  
 ایسا کہا ہے جب جان اُسکی ہو گئی  
 ز فرج استرم یک فرج ہوئے  
 فرج خجری سے میرے ایک سوراخ تھا  
 کشاد دل نبودش چون میسر  
 کشادگی دل کی جو اُس کو میر نہ تھی  
 رہی بکشاورین کاخ دل فروز  
 ایک نہ کھول اس دل پریشان کھولے محل میں  
 نیاید و دولت ہرگز کہ گاہے  
 نہیں آتا کہ کبھی تیرے دل میں کہ کسی وقت  
 ادیم خاک کفش یا فشارست  
 چہ سر زین کا جوئے کی جھاڑی ہوئی خاک ہو  
 بہ ان کین کفش را از پا نشانے  
 بہتر ہے کہ اس جوئے کو پاؤں سے اتارے تو  
 بر افکن پرودہ افلاک از پیش  
 ڈال پرودہ آسمان کا آگے سے  
 بروں از پرودہ نامحدود و دلورست  
 باہر دے کے ایک بے انتہا ہے  
 دوران لموعہ زہر امید کم شو  
 اس کی ہر روشنی میں ہر امید سے کم ہو جا  
 جو کم گشتی درو یابی رہا نے  
 جو کم ہوئے تو اس میں پاؤں سے تو خلاصی

بلب کا ی کا شکے پیش دو دیدہ  
 بلبل کا شکے آگے دو نورس آنکھوں کے  
 کہ عالم زان پس از مرگم نمودے  
 کہ جان بعد جانے کے اسے مجھ کو دکھلائی دیتا  
 فرج را فرج حبت از فرج استر  
 کشادگی کے لیے سوراخ دھونڈنا خجری سے  
 کہ نر ہنگاہ فروا بنے امروز  
 کہ تازگی کی جگہ کل کی دیکھے تو آج کے دن  
 کہنی در حال این عالم نگاہے  
 کہ ہے تو اس جہان کے حال پر ایک نگاہ  
 درو صدد کو نہ تھی ریاک داورست  
 اس میں طرح کی سختیاں رہت کے مانند ہیں  
 و گر نہ خستہ یاد رہ رہے ہما نے  
 اور جنہیں ننگے پاؤں راہ میں رہ جائیگا تو  
 مباحث از پردہ کی محو و ازین پیش  
 ست ہو پردہ الٹے سے بے نصیب اس سے زیادہ  
 کہ ان ہر لموعہ خورشید سرورست  
 کہ اس کی ہر روشنی ایک خوشی کا آفتاب ہو  
 بسان ذرہ و رخور شید کم شو  
 مثل ذرے کے آفتاب میں کم ہو جا  
 نہ در وقت وداع جداے  
 درد جدائی اور داغ جدائی سے

پند دادن و بند نہادن مرست زند  
 نصیحت کرنا اور قید کرنا خاص بزرگ لڑکے  
 ارجمند را در کسب کمالات مستعد باشد  
 کو کر کے کمالات سے مستعد کرے میں مستعد ہے

تو لاگت اللہ اے فرزند فرزند  
دوست رکھے خدا بھگوانے عقلیہ کے  
زہر پینڈٹ دباو آن بہرہ منہ سے  
ہر نصیحت سے بھگوانے نصیبہ درسی دے  
عرا ہفتا و شد سال و ترا ہفت  
جگہ ستر برس گذرے اور بھگوانے  
پریشاں نام زہر رفتہ خوش  
پریشاں جون میں اپنی گزاری ہوئی عمر سے  
زمن کشتی کہ کار آید نیاید  
مجھ سے وہی کہ کام آوے نہیں ہوتی ہے  
چہ سودا کنوں کہ کار از دست رفت  
اب کیا فائدہ کہ کام اتھ سے نکل گیا  
تو جہدی کن کہ در کف مایہ دارے  
تو کچھ کوشش کر کہ پر بھی ہاتھ میں رکھتا ہو تو  
کبن کار یکہ سودے دار و آخر  
وہ کام کر جو فائدہ آخر کار سے  
نکلتا ہے از کسب دانش بہرہ ور شو  
پہلے عقل کے حال کرنے سے نصیبہ و رو  
ہو و معلوم ہر آزاد و بندہ  
ہر ایک آزاد اور پابند کو معلوم ہے  
کسے کو دعوے فرزانے کرو  
جو شخص کہ اس نے دعوے عقلیہ کا کیا  
ولیکن پادشائے نہ درین راہ  
لیکن دانائی سے قدم اس راہ میں رکھ  
جو کسے علم کر دوی در عمل کوشش  
جب علم حاصل کیا تو نے عمل کرنے میں کوشش کر

نکھدا از تو باد از بدحت داوند  
نگہبان تیرا ہی سے رہے خدا  
کہ وقت حاجت آنرا کار بندے  
کہ ضرورت کے وقت اُسہل کرے تو  
ترا اقبال مے آید مرارفت  
تیرا اقبال آتا ہے اور میرا بگیا  
ملول از سال و ماہ و ہفتہ عیش  
رنجیدہ برس اور مہینوں اور ہفتوں بنے سے  
کھلے کا فزون ز خاں آید نیاید  
جو بچوں کو زیادہ کانٹے سے پیدا ہوتا ہو نہیں ہوتا ہے  
ز نام اختیار از دست رفت  
باگ اختیار کی ہاتھ سے نکل گئی ہے  
بفرق از حیرت و ولت سایہ الہی  
سر بہ دولت کے چتر کا سایہ رکھتا ہے تو  
بہر باران چو دے بار و آخر  
سر بہ ہنر ایک کشش کا سایہ بچا آخر کو  
ز جہل آباد نادا دے بدر شو  
نادانی کے شر سے باہر نکل  
کہ نادان مردہ و دانا مست از مدہ  
کہ نادان مردہ ہے اور دانا زندہ ہے  
کجا با مردگان ہنچائے کرو  
کسان مردوں کے ساتھ رہا  
کہ علم آمد فراوان عمر کوتاہ  
کہ علم بہت آتا ہے اور عمر کم پیدا ہوتی  
کہ علم نے عمل پر ہست بنی کوشش  
کہ علم بے کمال ہے ایک زہر زہر تو شرابی کو مصلح ہے

یوسف زلیخا  
نکھدا از تو باد از بدحت داوند  
نگہبان تیرا ہی سے رہے خدا  
کہ وقت حاجت آنرا کار بندے  
کہ ضرورت کے وقت اُسہل کرے تو  
ترا اقبال مے آید مرارفت  
تیرا اقبال آتا ہے اور میرا بگیا  
ملول از سال و ماہ و ہفتہ عیش  
رنجیدہ برس اور مہینوں اور ہفتوں بنے سے  
کھلے کا فزون ز خاں آید نیاید  
جو بچوں کو زیادہ کانٹے سے پیدا ہوتا ہو نہیں ہوتا ہے  
ز نام اختیار از دست رفت  
باگ اختیار کی ہاتھ سے نکل گئی ہے  
بفرق از حیرت و ولت سایہ الہی  
سر بہ دولت کے چتر کا سایہ رکھتا ہے تو  
بہر باران چو دے بار و آخر  
سر بہ ہنر ایک کشش کا سایہ بچا آخر کو  
ز جہل آباد نادا دے بدر شو  
نادانی کے شر سے باہر نکل  
کہ نادان مردہ و دانا مست از مدہ  
کہ نادان مردہ ہے اور دانا زندہ ہے  
کجا با مردگان ہنچائے کرو  
کسان مردوں کے ساتھ رہا  
کہ علم آمد فراوان عمر کوتاہ  
کہ علم بہت آتا ہے اور عمر کم پیدا ہوتی  
کہ علم نے عمل پر ہست بنی کوشش  
کہ علم بے کمال ہے ایک زہر زہر تو شرابی کو مصلح ہے



چہ حاصل نہ کر دے کیا را  
 کیا فائدہ اُس سے کہ تو کیا جانتا ہے  
 تو توفیق عمل چون خلعت خاص  
 عمل کی مدد سے جب خلعت خاص  
 عمل کر بمعنی اخلاص عارِ نیست  
 جو عمل کہ اخلاص کے معنی سے خالی ہے  
 نہ کاری خام کس سودی ندارد  
 کسی کا ناقص کام کچھ فائدہ نہیں رکھتا ہو  
 چو اخلاص آوری میباش آگاہ  
 جب اخلاص بلاوے رنجِ دار رہ  
 بخوش پوشی خوشخواری من خوی  
 اچھے کھائے اور اچھے پہنے کی عادت مت کر  
 غرض از جامہ دفعِ حر و بر دست  
 غرض کپڑے سے دور کرنا گرمی اور سردی کا ہر  
 چو افتد بر شش پوشی قرار ت  
 جب تری عادت موٹا کپڑا پہنے کی ہو جائے  
 چو رویہ گر شوی از نرم شادان  
 نوٹری کی طرح اگر تو نرم پوشا کرکے خوش ہو گا تو  
 بشرتی من همچون کس حمد  
 یہ بھائی کی طرف کہی کی طرح کوشش مت کر  
 بخی شاد زری زین بخر خوشوار  
 کر دی چیز سے خوش رہ اس خوش قرار دریا میں  
 ز خوان ہر کسی کا لالی نکشت  
 جیسے خانہ میں ہر گلیان دبو سے پانی کھا دے تو  
 نہ کہے اچن کی درجہ و درجہ صرف  
 سکا نہ کہنے کھانے میں صرف کرتا ہے تو

مس خود را نکردے ز ر سارا  
 اپنے تانبے کو خالص سونا نہ بنایا تو نے  
 رسد آرزو مظهر کن با خلاص  
 پہنچے اُس کو اخلاص کے عطر سے لبا  
 بنزد و نچتہ کاران خام کاریت  
 عقلمندوں کے نزدیک نادانی ہے  
 چو حلوا خام باشد عکس آرد  
 جو حلوا کچا ہوتا ہے عکس ہی لاتا ہو  
 کہ باشد صد خطر ز اخلاص در راہ  
 کہ ہوتے ہیں سو خوفِ اخلاص کی راہ میں  
 بتاب ز راحت پشت و کمر روی  
 پیچڑ اور بیٹ کے آرام سے کٹھ بھر  
 ندارد میل ز ریت ہر کہ مر دست  
 ریت کی خوشنہن نہیں رکھتا ہو خوش مرد ہو  
 بود ز آفات چون تفذ حصار  
 ساری کی طرح محکم آفتوں سے قلعہ ہو جائے  
 کشت یوست از سرک دان  
 تیری کمال سے مخیر گئے کئے کے خلعت والے  
 کہ آخر بند برایت ہند شہد  
 کہ آخر رکھ بیڑی رکھ گاہ شہد تیرے بانوں پر  
 کہ تلخ لہر گردی صدف وار  
 تاکہ خزانہ توئی کا ہو جاسے تو تل سی کے  
 بازار وی انگشتان من مشت  
 اُسکے ایداد نے میں انگلیوں کو نمنا مت بنا  
 نگار ان را منہ انگشت بر حرف  
 نگاہ کے لیے نگاہ کی بجائے محبت کی ہر محبت کہ

یوسف زلیخا  
 خالص سونا نہ بنایا تو نے  
 رسد آرزو مظهر کن با خلاص  
 پہنچے اُس کو اخلاص کے عطر سے لبا  
 بنزد و نچتہ کاران خام کاریت  
 عقلمندوں کے نزدیک نادانی ہے  
 چو حلوا خام باشد عکس آرد  
 جو حلوا کچا ہوتا ہے عکس ہی لاتا ہو  
 کہ باشد صد خطر ز اخلاص در راہ  
 کہ ہوتے ہیں سو خوفِ اخلاص کی راہ میں  
 بتاب ز راحت پشت و کمر روی  
 پیچڑ اور بیٹ کے آرام سے کٹھ بھر  
 ندارد میل ز ریت ہر کہ مر دست  
 ریت کی خوشنہن نہیں رکھتا ہو خوش مرد ہو  
 بود ز آفات چون تفذ حصار  
 ساری کی طرح محکم آفتوں سے قلعہ ہو جائے  
 کشت یوست از سرک دان  
 تیری کمال سے مخیر گئے کئے کے خلعت والے  
 کہ آخر بند برایت ہند شہد  
 کہ آخر رکھ بیڑی رکھ گاہ شہد تیرے بانوں پر  
 کہ تلخ لہر گردی صدف وار  
 تاکہ خزانہ توئی کا ہو جاسے تو تل سی کے  
 بازار وی انگشتان من مشت  
 اُسکے ایداد نے میں انگلیوں کو نمنا مت بنا  
 نگار ان را منہ انگشت بر حرف  
 نگاہ کے لیے نگاہ کی بجائے محبت کی ہر محبت کہ

باحسان بر احباد دست مکتبائے  
 دوستوں پر نیک کرنے کا ہاتھ کھول  
 مددہ شان قرض وستان نیم حبتہ  
 نہ این کو قرض دے اور گئے نصف حبتہ لے  
 بخشش باش از ایشان بار بردار  
 بخشش میں انکی برداشت کرنے والا رہ  
 چنان نہ لیک و بخشش گری کام  
 لیکن بخشش میں ایسی طرح قدم رکھ  
 برائے دوستان جانرا فدا کن  
 دوستوں کے لیے جان کو قربان کر  
 کہ باشد دوست آن یار خدائے  
 کہ ہو وہ دوست مرد خدا یعنی خدا ترس  
 کشد بار تو چون باشی گرانبار  
 اُٹا کرے گا بوجھ تیرا جب تو بوجھل ہو جاوے گا  
 بنا خوش کار ہا گیر و خوش دست  
 بٹے کا ہون سے اچھی طرح تیرا ہاتھ بکڑے گا  
 زالایش جو گرد و دستگیرت  
 آلودگی سے جب تیرا مدگار ہووے  
 یکا ر نیک گرد و یا در تو  
 نیک کاموں میں ہر آمد دگر ہوے  
 چنین یار یکہ یا بی خاک و شو  
 جس ایسے یار کو پاوے تو اس کی خاک ہو جا  
 وگر نہ روی و در دیوار خود باش  
 اور جو نہیں اپنا سمجھ دیوار میں کہے رہ  
 ز غمہائے زمانہ شاد و بختین  
 زمانے کے غموں سے خوش بیٹھ

منہ و رنگنائے مدخلی پایے  
 کجوسی کے کوچے میں قدم مت رکھ  
 فان القرض مقرض المحبۃ  
 پس تحقیق کر قرض مقرض محبت کی ہو  
 مساز از دام داری شان گرانبار  
 قرض دینے سے انکو بوجھل مت کر  
 کہ برگردن نیاید بار ت از دام  
 کہ تیری گردن پر قرض کا بوجھ نہ پڑے  
 و لیکن دوست از دشمن جدا کن  
 لیکن دوست کو دشمن سے علیحدہ کر یعنی پہچان  
 و لش روشن ز نور آشنائے  
 دل اُسکا آشنائی کے نور سے روشن ہو  
 کند کار تو چون گردی ز یانکار  
 کرے گا کام تیرا جب تو یار حال ہو جائے گا  
 کند ز آب لصحت آشت پست  
 نصیحت کے پانی سے تیری آگ بجھا دے گا  
 بر آرد و پاک چون موی از خمیرت  
 صاف کالے نمگو بال کی طرح خمیر سے  
 بہ کوئے نیکنائے رہبر تو  
 نیکنای کی گلی میں تیرا رہنا ہووے  
 اسیر حلفت فراق و شو  
 گرفتار اس کے شکار بند کے حلقے کا ہو  
 بر ز اغیار و یار غار خود باش  
 قطع کر غیروں سے اور یار اپنے غار کا رہ  
 ز اندوہ جان آرا و بختین  
 جان کے رنج سے بے فکر بیٹھ

خجائی انصاف  
 اول اور کثرت  
 کہ معنی سنجیدگی  
 شان یعنی  
 ان گروں کو  
 ان سے کسی  
 سے دام  
 یعنی او و جا  
 یعنی دشمن  
 اور دوست کو  
 نجان اور غفلتی  
 سے پہچان  
 یعنی  
 یعنی اگر تو ہر کام  
 کرتا ہو تو دوست  
 تو کو تیرا ہاتھ بکڑے گا  
 اور نصیحت سے  
 تیرا اس میں  
 کو روک دے گا  
 کی راہ کی خاک  
 ایسا دوست نہ تو  
 بقا کر غیروں سے  
 دور رہ کر





کسی اسرار قرآن باز گویند  
 کبھی مجید قرآن کا ظاہر کرتے ہیں  
 گویا باشند چون صافی در زمان  
 بھی مثل صاف دل لوگوں کے ہوتے ہیں  
 گے آئند در طی عبارات  
 کبھی عبارت کی پیچیدگی بن لاتے ہیں  
 گے از رفگان تالیح خوتند  
 کبھی گزرے ہوئے حالات بتاتی ہیں  
 کسی رہنما از دریائے اشعار  
 کبھی بتاتی ہیں سہار کے دیوار سے  
 ہر ایک سے من مقاصد عن ہمیش  
 اپنے ہر ایک مقصد کو جوشتا تو نے  
 گرت بخود بکلی سوی اور سے  
 گر تیری توجہ اس طرف پوری نہ ہو  
 براز دل جو بکشتانی لب غیش  
 دل کے مجید میں جیسا باب کہو ہے تو  
 چو آید از قفس مرغے پر پرواز  
 جب کوئی چڑیا پنجرے سے اڑ جاتی ہے  
 درونت تیرہ از میل نہ خارف  
 دل جبرائیل مال کی خواہش سے  
 معارف گر چو موبار یک باشد  
 سرفتن اگرچہ بال کے برابر بار یک ہوں  
 مکن با صوفیان خام یار سے  
 کچھ صوفیوں سے یاری مت کر  
 طریق سچے کار سے لاند اند  
 غلطیوں کی راہ کو نہیں جانتے ہیں

کہ از قول پیس را ز گویند  
 کبھی قول پیس یعنی حدیث کے رموز بکھاتی ہیں  
 بانوار حقائق رہنمونان  
 حقیقت کے نور کی راہ بتلانے والی  
 بحکمہای یونانی اشارات  
 یونانی حکمتوں سے اشارے  
 کہ از آئندہ اخبارت رسانند  
 کبھی آنے والی باتوں سے جلو خبر دیتی ہیں  
 بجیب عقل گوہر ہائے اسرار  
 عقل کی جیب میں سوتی مجید کے  
 مکن از مقصد اصلی فراموش  
 مقصد اصلی سے ہٹا فراموشی مت کر  
 مکن باری از دخانی تک پوے  
 مت کر اس سے خالی کسی وقت دورد خوب  
 نخست از خیر و شر آن بنیدش  
 پہلے اسکی برائی اور بھلائی میں فکر کر  
 و گر مشکل بود آوردش باز  
 پھر اسکا لانا مشکل ہو جاتا ہے  
 زبان بکشتای و شرح معارف  
 زبان مت کھول سرفتن کے بیان میں  
 چہ حال زان چو لکڑیاں یک باشد  
 کیا فائدہ اس سے جب دل تار یک ہووے  
 کہ باشد کا رخمان خامکے  
 کہ ہوتا ہے کام احقون کا احمق  
 بخامی میوہ از باغ تفتانند  
 کچھ بن سے میوہ تیرے باغ کا تو تیرے میں





از ان ترسم کہ چون نزدیک آئے  
 اُس سے ڈرنا ہوں کہ جب نزدیک جاؤں  
 سہ یا منصبے را ورمیاد  
 ست قدم کو ایسے منصب کے دریاں  
 ز آسودن بر آن مسند پر تہیز  
 اُس مسند پر آرام کرنے سے پہلے کہ  
 ز منصب وئی وری منصب  
 منصب سے پہلے منصبی میں متوجہ ہو  
 نہ خوت پاک کن اندیشہ خوش  
 ترور سے اپنا خیال صاف کر  
 چو خوشم خوش کہ از سر کشی پاس  
 بانی جو آپ کہ سرٹھانے سچو محفوظ  
 چو خور را دہ بر خاک اٹکند خوار  
 دن جیو کہ خاک پر ذیل ڈال دتا ہے  
 طلب ملین اصمد را کہ بندے  
 طلب کر مارہ بزرگی کی مسند پر  
 عذرور امین کہ چوان از خبت فیروز  
 دشمن کو دیکھ کہ جو نصیب کی محمدی سے  
 کن وعدہ اگر کر دے وفا کن  
 وعدہ ست کر اگر تو نے کیا ہے پورا کر  
 از آنحضرت کہ فیاض وجود ست  
 اُس درگاہ سے کہ فیض پہو بجا بنوالی آویزگی ہو  
 چو امانان نہ بند پدرباش  
 نادانوں کی طرح باپ کی قید میں نہ رہ  
 چو وود از روشنی بنو و نشانند  
 جو دھواں روشنی سے نشان بنانے والا ہو

کتاب

ز نور زندگی تاریک مانے  
 زندگی کے نور سے اندھارہ سے گاتو  
 کہ منزل و نصب اگر دی نشانہ  
 کہ سو تو غی اور بجالی کا نشانہ بجا لگا تو  
 کہ گیر و دیکر سے دست کہ بر خیز  
 اگر دوسرا تیرے ہاتھ پکڑ کر اٹھا دے  
 کہ از ہر منصب بے منصب یہ  
 بلکہ ہر ایک پر ہے نصبت پر منصبی یعنی بیکاری بہتر ہو  
 تو وضع کن ہر س پیشہ خوش  
 ہر شخص سے عاجزی اپنا پیشہ کر  
 نہ از سر شد از حضرت اس  
 نہ رہ کر کے سر جھکا دے ہنسنے کی جوت سے  
 ز خال کش مرغ بر واد رہ منقار  
 خاک سے اٹکو اٹھاتی ہو چڑیا چوچ میں  
 ز تعظیم فرووان سر بلندے  
 نیچے بیٹھا والوں کی تعظیم سے سر بلندی  
 شہ از تقدیم صف افزونی اندوز  
 ہوا پہلے خالی رہنے سے زیادتی حاصل کرینا لا  
 طلق بیو فائے رارہا کن  
 بے وفا کی کے طریقے کو چھوڑ  
 خطاب جملہ او فوا بالحق و دست  
 سب سے خطاب اسکا وعدہ پورا کرنا ہے  
 پدربلند از و فرزند نہر باش  
 باپ کی راہ چھوڑ بزرگی تک میں رہ  
 چہ حال نہ اندک آتش است فرزند  
 کیا فائدہ اُس سے اگر وہ آگ کا دھماکا ہے

یوسف زلیخا  
 کہ جس سے سوچو  
 اور بجالی کا نشانہ  
 ہر شخص سے عاجزی  
 نہ از سر شد از حضرت اس  
 نہ رہ کر کے سر جھکا دے  
 ز خال کش مرغ بر واد رہ  
 خاک سے اٹکو اٹھاتی ہو  
 ز تعظیم فرووان سر بلندے  
 نیچے بیٹھا والوں کی تعظیم  
 شہ از تقدیم صف افزونی  
 ہوا پہلے خالی رہنے سے  
 طلق بیو فائے رارہا کن  
 بے وفا کی کے طریقے کو  
 خطاب جملہ او فوا بالحق  
 سب سے خطاب اسکا وعدہ  
 پدربلند از و فرزند نہر  
 باپ کی راہ چھوڑ بزرگی  
 چہ حال نہ اندک آتش است  
 کیا فائدہ اُس سے اگر وہ





بیفتد چون کند درخت کے رو  
 گر جانی ہے جب کہنے پر آجاتی ہے  
 ز جوان بچہ کا ران تو شہ گیر  
 سفال وں کے خوان سے کچھ تو سر لے  
 طبع را از جماعت بیخ بر کن  
 میرے لالچ کی جو اکھاڑ  
 شہستان بخت ساز خانہ  
 سب کے شہر میں مکان بنا  
 زبان کشا می دور میں ز بونان  
 زبان سے عولہ ہون کی تلافی میں  
 زبان ملک رازن بخت پانی  
 کچھ سہرا ہون کو ایک ٹھکانہ  
 تفران در فصول پارکاشہ  
 فقر کے چاروں مصلون میں  
 زمین کہ سان بہار پارو مسال  
 دیکھ کر بر بہار سا گلہشت اور حال کی  
 میان ہر دو ماستان و وے نیر  
 در میان دونوں کے مگر می اور باڑا بھی  
 نمی و انم درین شکل مدور  
 زمین جاتا ہو لیکن اس کو ہے بے شکل یعنی تو ہا نہیں  
 مگر کہ جسے تھرا منیر باشد  
 دوبارہ اگر چہ چادر ملی ہوئی ہو مگر  
 زبان بگذار و فکر سو خود کن  
 نقصان کو چھوڑا اور اپنے فائدے کی فکر  
 درین از شغل مشغولان سرواز  
 دل کو شغل کام کر نیوالوں سے آراستہ فرما

خور وہ سنگ طفلان جفا جو  
 بصر شاخ لاکون کے ڈھیلے کھائے تھے  
 ز سنگ انداز خانان گوشہ گیر  
 یہ تو نون کے ڈھیلے ہونے سے باہر  
 طلب از لول شاخ تشنگین  
 تو کل سے نو ہوش تی شاخ کو توڑ  
 بغزلت گاہ سفاک شہانہ  
 عینقا سے بیجو میں جہنم جہنم بنا  
 ملک از ہر ملک سنگ دفان  
 ایک الی کے لیے کھینچتے شہر گیت لٹا  
 قومی و مسلمان کیتی واقفالی  
 جہان کے دو آئینوں کو سے گردنی  
 کہ سے گرد و ویران و ویر زمانہ  
 سر گردش کرتا ہے کچھ ہر دوستانہ کا  
 خزان ہر دور و رانگر ہو یک حال  
 دونوں بہت سے جہان کو ایک حال میں  
 بدین مثال مگر بنیست کشیر  
 اس طرح پران نہیں ہے فرق کرنا  
 چرا شاخ سے بدین وضع مگر  
 اس دہریہ من سے کیوں خوش ہے تو  
 طبیعت را طلال انگیز باشد  
 طبیعت کو لال دینے والی ہوتی ہے  
 زمینی روی و زنا لہ و خود کن  
 سبھی سے کچھ اپنی خستی میں کر  
 دل از مشغولی عوالات سرواز  
 دگر غولون میں دین دانوں کی شغل نے نکالی کر



فنون عشق بردوران میانوز  
عشق کے جلوہ و خدا سے دوروں کو نہ تبارو  
ہمیدار از گزاف انفس اپاس  
بڑی بیک سے نفس کو بگاہ رکھ  
نفس کز روی آگاہ ہے نیاید  
جو دم کہ راہ خبر داری سے نہ آوے  
چراغ زندگانے را بولت  
چراغ زندگی ہم کے لیے ہوتی ہے سانس  
جوانی تیری برداز دیارت  
جوانی سیاہی کے گئی تیرے ملک سے  
تیرا ظلمت کوری و دوری  
آخر جوئی تار کی اندھے بن اور دوری کی  
از ان ظلمت تیریدی محکامے  
اس کی یعنی جوانی سے نہ دیکھا تو نے کوئی مقصد  
بوو زین گام رہ آری بجائے  
شاید اس قدم سے راہ کی جگہ لجاے تو  
چہ زنت آخر ترا از موسفیدے  
کیا فائدہ آخر کہ تیرے بارے سفید ہونے سے  
بدل کر میت ان زنت حجابی  
اس رنگ اگر تیرے دلیں کوئی شرم نہیں ہے  
رہ پیرے برست برف شکرست  
بڑھائے سے تیرے سر پر برف نادر ہے  
وران کر یہ براہ عذر خواہے  
اُس دہنے میں عذر خواہی کی راہ ہے  
سیاہی کہ ندانی شستن از دل  
دل سے اگر سیاہی دھونا نہیں جانتا ہے تو

چراغ از بہر شب کوران میفرور  
اندھوں کے لیے چراغ مست حبلان  
کہ شہر طرہر و آمدیاس انفس  
کہ شہر طرہر و آمدیاس انفس کا  
مزید عسمر آگاہان شاید  
زیادتی عمر کی خبر داروں کا بچا ہے  
دماغ عقل را دو و تاسف  
دماغ عقل کے لیے دھوان انوس کا  
منور شد ز پیرے روزگار ت  
روشن ہو اڑھائے سے زمانہ تیرا  
برآمدن شب نوری  
کھلا ستارہ بڑھا با نور پیرے کا  
بز ن در پر تو این نور گامے  
اس روشنی کے نور میں رکھ ایک قدم  
کز انجا بشنوی بوئے وقائے  
کہ وہاں سے سوکھے تو ایک بودا کی  
چونکہ ہدوسہ فیدے لوسفیدے  
جیسا لون کا سفید ہونا نہ جیلا نہوئے دے  
مکن سمجون شہ کاران خصابی  
گنگا دون کی طرح مت لگا دو کوئی خضاب  
وزان عم کر یہ تو آب برست  
اور اُس عم کے رونائیزا برف کا پانی ہے  
باب برف شوازل سیاہے  
برف کے پانی یعنی اُس سے دھول کی سیاہی  
ندانم زین سیاہی چہ حاصل  
نہیں جانتا ہوں میں اس گنگا کی سیاہی کا فائدہ

دوران بالعم  
کی بانی خدا  
اور کو ان شب  
کہ ان سے ہوا  
نفس کز روی آگاہ  
جو دم کہ راہ خبر داری  
چراغ زندگانے را بولت  
چراغ زندگی ہم کے لیے  
جوانی تیری برداز دیارت  
جوانی سیاہی کے گئی تیرے ملک سے  
تیرا ظلمت کوری و دوری  
آخر جوئی تار کی اندھے بن اور دوری کی  
از ان ظلمت تیریدی محکامے  
اس کی یعنی جوانی سے نہ دیکھا تو نے کوئی مقصد  
بوو زین گام رہ آری بجائے  
شاید اس قدم سے راہ کی جگہ لجاے تو  
چہ زنت آخر ترا از موسفیدے  
کیا فائدہ آخر کہ تیرے بارے سفید ہونے سے  
بدل کر میت ان زنت حجابی  
اس رنگ اگر تیرے دلیں کوئی شرم نہیں ہے  
رہ پیرے برست برف شکرست  
بڑھائے سے تیرے سر پر برف نادر ہے  
وران کر یہ براہ عذر خواہے  
اُس دہنے میں عذر خواہی کی راہ ہے  
سیاہی کہ ندانی شستن از دل  
دل سے اگر سیاہی دھونا نہیں جانتا ہے تو

۲۱۱۱

فکر افکن کہ دستت ریشہ دار است  
 قلم بکینک کہ تیرا تختہ ریشہ دار یعنی کاپ رہا ہے  
 چراغ فکر را تابانی نماندست  
 چراغ فکر میں کوئی روشنی نہیں رہی ہے  
 نہ بنیم از چہان فرخندہ باغ  
 نہیں دیکھتا ہوں میں الہی ایک مبارک باغ ہے  
 بدین پاراہ طاووسان چہر پوئے  
 اس پانوں سے جال موروں کی کیا چلتا ہے تو  
 خلاصی جستن دست از وہم و پندار  
 نجات پانا اس سے وہم اور گمان ہے  
 نطائے کو و نظم دلکشائش  
 کہاں نظای اور اسکی ادکاش نظم  
 درون پردہ اکنون جلے کردہ  
 اب وہ پردے میں بیٹھ رہا یعنی مر گیا  
 بنیاد بہرہ تا در پردہ ہاشد  
 نہیں حصہ پاتا ہے جب تک پردے میں نہ رہتا ہے  
 نباشد آن سر الامن انی اللہ  
 نہ ہووے وہ بھید لکین خدا کی طرف سے  
 ولی کردہ ازین پیغولہ تنگ  
 لیکن کیا اس گوشہ تنگ یعنی دنیا سے  
 ازین دام گرفتاران رسیدہ  
 ہیں حال کے گرفتار ہوں یعنی دنیا داروں سے بھاگ کر  
 درون از نقش کثرت پاک ششستہ  
 دل کو نقش کثرت سے صاف ہو یا  
 پہیلوئے خود این ل را نیایے  
 اپنے پہلو میں اس دل کو پناوے تو

ورق برد کہ فکرت ہرزہ کار است  
 کاغذ بجا طو کہ فکر بڑی بیکار ہے  
 ریاض شعر را آبی نماندست  
 شاعری کے باغ میں کوئی تازگی نہیں رہی ہے  
 ترا در دست جزای کلائے  
 تیرے ہاتھ میں سوا ایک کونے کے باؤں کے  
 خلاص از محس محبوبان چہر چوئے  
 خلاصی یاداروں کا قید ہے کیا دھو دھتا ہے تو  
 ز تحریر سطور و نظم اشعار  
 لکھنے سطورن نثر اور شعر نظم کرنے سے  
 تکلفہ طبع نکستہ اش  
 اسکی باریکی پیدا کرنے والی طبیعت کے تکلف  
 وز وماندہ ہمہ سرون پردہ  
 اور اس سے پہلے شاعری لکھنی باقی رہ گئی  
 جز آن سر می کہ باخود پردہ ہاشد  
 سوا اس بھید کے کہ اپنے ساتھ لے گیا ہو  
 بہ قلب سالم نما سوئے اللہ  
 سالم یعنی درست دل میں کوئی چیز سراخیل کے  
 سوئے سخت سرای قدس تنگ  
 طرف کشادہ گھر پاک کے ارادہ  
 بزیر دامن عرش آرمیدہ  
 نیچے دامن عرش کے آرام کیا  
 ز کثرت سر و حدت با رجبہ  
 کثرت یعنی دنیا سے بھید و حدت کا دھو دھتا  
 چہ ہاشد کہ ز خود پہلو نتا ہے  
 کیا خوب ہو جو اب سے پہلو نہ بھیرے تو



سنی پہلو بروکاروانے

رہے تو ہنساؤ طرف ایک دماغ ہنساؤ مرد کے  
 حصہ خوش گفت اندک رنج عرفان

کیا ابھاکہا میں ہر فن کے خزانہ بھرے دل کے  
ہے آید نماز از ہر زن ہر

ہو سکتی ہے غار ہر بومعیا عورت سے  
ولی گرم دی آن راہی بدست آ

چنان دل اکہ شمشیر با تو گفتم

جواز پر سلو پیر مسل

خاتمہ و شکر اتمام

خاتمہ ہے غفرلہ

اور دماغے جس بزرگوں کے

پھر اللہ کہ پرستگار تمام زمانہ  
نیکو سے خدا کا کہ برخلاف زمانے کے  
ماکینا

دوام از نظم ہے در مساجد و  
 دل میرا کسر اکسیرے رنجیدہ تھا  
 سرفراز از کونین و کفر

تاریخ کے ساتھ سر ترازو  
رولوار وقت یافتہ

میان کاروانان پہلو آنے

دافکار دن میں ایک پہلوان  
کہ باشد روزہ داری صفت

کہ ہوتی ہے روزہ داری حج کرنا پوچھو گئی کا  
کہ باشد شیعہ او عجز و تقصیر

کہ بیش کاروانان این بود کار

بوصفش گوہر اسرار سقیم  
اسکی ترفیع میں ہوئی سجد کے بدلے میں نے

کہ این باشد بہت آوون دل  
کہ یہی ہے حاصل کر تادل کہ

و تا سرخ است تمام

ہم اللہ تعالیٰ

گئی ادے کو

بیایان آمدین درین سلسله  
انتها کو بهر نجا به درجیب قصه  
ز فکا تو افسر و تشنگه

نشت از نظر شخصیست بازو

بیٹھا شہر گوئی سے کہتے باز ہو کر  
براہ نری اقتدار از در شہر

محانتہ و شکر اتمام و تالیخ محنت تمام

خاتمہ بیچ فکدہ تمام پوانے اور تاریخ حسن ہونے  
وہ وہاں کے بعض کرام القادری رحمہ اللہ تعالیٰ

اور دماغ جس پر مومن کے زندگی اور ایمان کو صحت

محمد احمد ابراہیم برائے رحمۃ  
خدا کا کہ بر خلاف زمانے کے  
ہوا کہ نظر معجز و عرش الہی

بیایان آمد این دلکش فسانه  
انتها کو نه خواہد بر دست قصه

ز فکر قافیہ درنگستا بود  
قافیہ کی فکر ہے نہایت تنگ - تنگ

نشت از نظر سبب است بازو  
بیٹا شکر گوئی سے کہت بازو ہو کہ

براه نرمی افتاد از روی شکر  
نرمی کی راه میں آہل سختی سے

پس خداوند که بر عرشش زمانه

و اے کہ نظم سچے درخت نابود  
دل مہاکشو کہنے سے رخسارِ تمنا

بیفکند از گفت فکر است ترازو  
 داری فکر کے ساتھ ہم ترازو

زورِ قراعت یافتہ سے  
قراعت کی دیوار سے اپنی مدد

\_\_\_\_\_

[illegible]





بود ہر داستان زو بوستانے  
 ہر داستان انگلی ہوئے ایک پر باغ  
 ہزاران تازہ گل دروی شکفتہ  
 ہزاروں تازہ بھول اس میں کھلے ہوئے  
 چمنہائے معانی شاخ در شاخ  
 چمن ہسانی کے بہت طرح کے  
 خط مشکین اور انوح کا فور  
 خط سبام اس کا اور چینی اُجلی  
 ہران حرفیکہ دروی چمنہ است  
 جو حرف کہ اس میں چمنہ دار ہیں مثل ماد اور طار کے  
 بہر سو جدول از ہر حتمہ سارے  
 ہر طرف جدول یعنی نالی ہر ایک چمنہ سار میں  
 خوش آن رہو کہ تخت سازگارش  
 اچھا وہ راہ چلنے والا کہ موافق نصیب سکا  
 نظر در آتش از دل غم شہید  
 نظر کے پانی میں غم دل سے دھوئی ہے  
 ز جاش سر زندہ سر وفائے  
 اس کے دل سے باہر نکلتا ہے ایک بھید و فنا کا  
 ز موع بحیر الطاف الہی  
 لہر دریائے مہربانیوں خدا سے  
 چو آرد تازہ گلہ سارادراغوش  
 چو تازہ بھولوں کو گود میں لاوے  
 قلم نساجی این جنس فاخر  
 قلم لکھنا اس میں جنس فاخر کی تصنیف کو  
 کہ باشد بعد از ان مال مجدود  
 کہ ہوتا ہے بعد اُس کے سال نہ شروع

بہرستان زگلر وکے نشانے  
 ہر باغ میں ایک مشرق کا نشان  
 دو صدر نرگس نجواب زار خفتہ  
 دو سوز گیس نازگی نیند میں رستی ہو میں  
 عبا راتش نوا سبخان کستار  
 آواز مگر نیوالے یعنی جانورون بولیان ہنر  
 چو دریاے درختان سایہ و نور  
 جسے درختوں کے نیچے دھوپا در جانوں  
 زمینی موجزن یک حتمہ سار است  
 معنی سے جوش مار بنو الا ایک جسے کے مانند ہے  
 پیر از آب لطافت جو بیالے  
 بھری ہوئی لطافت کے بانو سے ایک نہر  
 نشانہ پر لب آن جو مبارش  
 بھلا دے اس نہر کے کنارے اس کو  
 غبار از خاطر در غم بشوید  
 غبار دل پریشان سے دھوئی ہے  
 ز حبیب آرد برون دست دعائی  
 حبیب سے باہر نکلتا ہے ایک ہاتھ دعا کے لیے  
 کند این تشنہ لب را قطرہ خواہی  
 کرے یہ پیاسا لب پر پانی انگنا  
 نگر دو باغبان بروی فراموش  
 جاغبان اس پر یعنی اس کو بھول بجا گیا  
 رسانید آخر سالے باخر  
 آخر پہنچایا ایک سال کے ختم ہونے پر دیکھو سال و دم  
 سنو سال از ہم عشر از ہم صد  
 تو سو اٹھانوے چری سے نو سو تانوے چری تک

تازہ گل چمن تازہ  
 اور سانی رنگیں اس  
 کتاب سے مراد چمن  
 ۱۲ خط مشکین  
 مراد خط مشکین  
 کتاب سے مراد سانی  
 کا دھوپا در جانوں  
 غافل سے ہے یعنی  
 غافل سے ہے یعنی  
 لکھنا اس میں جنس  
 موصوف  
 نظر آتی ہے  
 کے معنی تشنہ  
 ۱۱ باغبان  
 مراد موصوف  
 کے معنی تشنہ

ہزار آمد و سکن چار بارہ  
ہزار آئین لیکن چار بار یعنی چار ہزار شعر ہوے  
نہادہ بار در منزل کہ عشق  
دخل رکھے ہوے مقام عشق میں  
تھی و اماں مجیب از وصلہ عیب  
خالی دامن اور حجب آمیزش عیب سے  
عصفقر ہتیبان و شیر صولت  
شیر کے دبر بے اور شیر کے ہیبت و اون کے  
نسب چون نام باشد شیر بر شیر  
مقرر جو نام رکھتا ہر شیر اور شیر کے یعنی شیر علی  
از مردان جہان ناس و شیرست  
جہان کے مردوں نام اسکا دو شیر یعنی شیر علی ہے  
کے سر پہ نجہ با کوران زندہ  
ایک سر پہ گوردن لڑائی والا یعنی جنگلی شیر  
کہ ماند دور از ان اندیشہ عام  
کہ دور ہے اس سے عام لوگوں کا اندیشہ  
بصد حقہ نہفت آن کو ہر مال  
سو ڈبہ میں اس طرح رک سو فی کو چھپانا  
وزان مولوک کلکش شعر بانے  
اور اس مال سے نوک اس کے غلم کی شعر بنانا  
و ہد از شعر شیرین کام دلہا  
میٹھے شہا سے دلونا مقصد سے یعنی شیرین کرے  
لبخوبان ازین یک شکم خند  
ہو چکھ مشو تو کھاس ایک یعنی کام سے چوچنی تین کر نیالا  
لسان نور منزل ختم بر ناس  
نزل نور کے منزل آخری اور ناس کے

[illegible]







در عہد خویش مرجع خاص و عام بود بادشاہ سلطان حسین ز خدمت

اپنے زمانے میں جگہ رجوع ہونے خاص و عام کا تھا بادشاہ سلطان حسین خدمت میں

مولوی کمال عقیدت و ہشت و نظام الدین میر علی شیر کہ مطاع بادشاہ

مولوی کی کمال عقیدہ رکھتا تھا اور نظام الدین میر علی شیر کہ اطاعت کیا گیا بادشاہ

بود مطیع او و از معتقدان اوست و در مقنویات خویش ستائش بسیار

کا تھا فرمان بردار اس کا اور اس کے مدیون سے ہو اور اپنی مثنویوں میں بہت تعریف

فرمودہ تصانیف عالیہ او در اکثر علوم بر صغیر و روزگار یادگار است کہ

کی کس کی بزرگ تصنیفیں اکثر علوم میں زمانے کے معنی پر یادگار ہیں کہ

عدوش پنجاہ و چہارست موافق عدد اسمی خلاصہ کہ جناب

جن کی گفتی چون رسالے میں موافق اس کے نام کے عدد کے خلاصہ یہ کہ جناب

مولانا را در متن سخنوری قدری بود کہ بتقریر نیکو منظومات بسیار دارد و را

مولانا مدوح کو شاعری کے فن میں ایسا مرتبہ تھا کہ بیان میں نہیں ساتا ہے بہت نظم رکھتے ہیں سو

دیوان و مثنویات سبعہ

دیوان اور سات مثنویوں کے

تاریخ و فاش از میر علی شیر

کاشف سر آئنی لو بیشک ان سبب  
کسی تاریخ اس کے مرنے کی ظاہر کر نہیو الا بھید خدا کا

یا من بد آجاک فی کل ما بد  
ای ذات کا ظاہر ہو اجمال تیرا ہر مخلوق میں  
مینالم از جدائی تو دبیدم چوئی  
رو ناموں میں تیری جدائی میں ہر دم غل بالسر می کے  
بادا ہزار جان مقدس ترا فدا  
ہزار پاک جاتین تجھ قربان ہو مید  
وین طرفہ ترکہ از تویم یک نفس جدا  
اور یہ قہب زیادہ کہ تجھ سے میں ایک دم جدا نہیں ہوں



	ولہ اور اسی سے	
<p>کہ میرا نذرین نوحی نوید وصلی بجانب ما ایسے کہ پوچھتا ہو اس طرف ایک شجرہ قات کی ہماری طرف فان یحییٰ الیک نسجہ ان یغنیٰ الیک نسجہ پھر جو ہم تیری طرح چڑھیں ہر طرف ہر طرف ہر طرف ہر طرف ہر صفت شوق اور تیرے ہر کیفیت الیک شکو بیاد ہو میں تیری اور میں کی میں ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر</p>		<p>اَنْ شَوْقًا اِلٰی یَا رَقِیْتُ فَنِیَا جَالِ سِلَی میں جو کرتا ہوں تیری سیرت کی طرف ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر جہاں سوی تو قبلہ جان کی کوئی کعبہ دل جہاں تیرے نہ جان کا قبلہ ہم تیری گلی کی کعبہ دل کا ہے بنائے رفتی فلان کجانی چہ بولت ہیں جہاں نانکے کاتونے اسی قتلے کمان ہر تو بیا قتلے تیرا حال اس جہاں کی میں</p>
	ولہ اور اسی سے	
<p>ہمہ برو جہ کمال ست کمالا یخفی کمال کے سب سے ہے جو پوشیدہ نہیں ہے</p>		<p>ہر چہ اسباب جمالت رخ خوب ترا جو کچھ اسباب جمال کا تیری خوبصورت چہرے کو ہے</p>
	ولہ اور اسی سے	
<p>ہر دو جگہ تست یا بدر الدجی دونوں جگہیں تیری زمین اسے روشن جاند</p>		<p>گاہ در دل سازو گہ در دیدہ جا کبھی دل میں اور کبھی دیدے میں جگہ کر</p>
<p>وز نفس مباہی وتباہے توبہ اور نفس فخر کرنے والی اور بد سے توبہ زمین توبہ کے مے کفر اگے توبہ اس توبہ سے کہ کرتا ہو نہیں انجھا توبہ ہے</p>		<p>از میل ملا ہے و منا ہے توبہ خواہش کیلون اور غلات شہر سے توبہ در توبہ چوہست ضافت فضل بخش توبہ میں جو ضافت کلام کی ہے اپنی طرف</p>
<p>کذا اور تذکرہ داغستانے و در لطائف نوشتہ ایسا ہی تذکرہ داغستانی اور لطافت میں لکھا ہے</p>		

یہ تمام کتب مولانا جامی کے ہیں  
کا ارد گرد جماعت  
میں اور تیرے  
جو انکس کا  
نقل کو احرام  
ہے ۱۲  
ملائی کے  
بڑی جگہ  
۱۲  
کے  
حضرت مولانا جامی  
تذکرہ



کہ روزے مولانا در عین وجہ شعرے خواندند

کہ ایک دن مولانا مدوح عالم و جہد میں ایک شعر پڑھ رہے تھے

بسکہ در جان فگار و چشم بیدارم تولی

بسکہ میری زنجی جان اور چشم بیدار میں تو ہے

منکرے بگذشت و گفت کہ اگر خبر پیدا شود مولانا فرمود پندارم تولی

ایک منکر نے گذر کیا اور کہا کہ اگر گدھا ظاہر ہو مولانا نے فرمایا میں سمجھوں تو ہے

و روزے کسی بمولانا خایہ غلامان فرستادہ بود آن وقت تلمیذے

اور ایک دن کسی شخص نے مولانا کے پاس انگو خایہ غلامان کی قسم کے بھیجے تھے ہوتے ایک شاگرد نے

گفت کہ مولانا در باغ مارشش بابا بسیار خوب می شود فرمود کہ از رش

کہا کہ مولانا ہمارے باغ میں رشش بابا کی قسم کے انگو خوب ہوتے ہیں آپ نے فرمایا کہ تمہارے رشش

باباے شما خایہ غلامان ما بہترست و ہر دو قسمے ست از انگو و در رش

بابا سے ہمارے خایہ غلامان بہتر ہیں اور یہ انگو کی دو قسمیں ہیں اور

مما دحلے تمام داشت از دست با سہ علی

یہ دعا گوئی کے فن میں بھی کافی داخل رکھتے تھے اور یہ انھیں سے علی کے نام پر ہے

چشم بکش از لطف لبیک جان من

آنکھ کھول زلف تو اے جان میری

داعی تسکین دل بریان میری گے

خاتمہ کتاب ہذا و تاریخ طبع از احقر بالکے ام گہر

شاگرد و شاعر بلیغ خیال فصیح مقال جناب نقشی

خیراتی لال صاحب شگفتہ لکھنوی دام کمالا تم

اداموں بان سے شکر حق کی کسی طاقت ہے

مرحوم جو میں اک حاجی صاحب دولت

جو وہ اسم گرامی بحر مدون میں نہیں آتا

بشر کیا جان رکھتا ہو ملک کی پست بہت ہے

ہر کے قدر ان میں اہل دین میں اور نکو سیرت

سبب یہ ہاں سبب یہ تسکین کو زبیں کی رہا



